هو الکل   یا معین

۷۸۶
اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً وَّاِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا

مینخانہ مرشد) ارمغان محبوب (جان خمخانہ

۱۳۵۰ ہجری ۱۳۵۰ ہجری ۱۳۵۰ ہجری

المعروف بہ

دیوان قمر

نتیجہ فکر

جناب حکیم اعظم مسیح الملک اول ڈاکٹر حاجی محمد قمر الدین ال ایم پی اینڈ ایم ڈی
المتخلص بہ قمر ہلالی شاہ چشتی النظامی القادری الشاذلی الرفاعی
ناظم جماعت نظامیہ دکن و افسر طبی و حفظان صحت چیتاپور اسٹیٹ
نواب شہریار جنگ مرحوم (ضلع گلبرگہ شریف) حیدر آباد دکن

حسب فرمائش مولوی محمد عبداللہ صاحب متخلص نظامی برادران سلسلہ نظامیہ دکن و بیرونجات

در محبوب المطابع برقی پریس دہلی طبع شد

قیمت عصہ ۱۲
علاوہ محصول ڈاک

تعداد طبع
۱۰۰۰ جلد

تصنیفات مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
میلاد نامہ	عہ؍	قبروں کے غیبی نوشتے	۴؍	محاصرۂ غدر دہلی کے خطوط	۴؍
محرم نامہ	عہ؍	بچوں کی کہانیاں	۱۰؍	بہادر شاہ کا مقدمہ	۶ع
یزید نامہ	۴عہ؍	فرام قبلہ ٹو شملہ	۲؍	دہلی کے گرفتار شدہ خطوط	۴عہ
طمانچہ بر رخسار یزید	عہ؍	امام الزماں کی آمد	۱۰؍	غدر دہلی کے اخبار	۴؍
فلسفہ شہادت	ا؍	چٹکیاں اور گدگدیاں	۱۲؍	غالب کا روزنامچۂ غدر	۱۲؍
سفرنامہ مصر و شام و حجاز	۶ع	گورنمنٹ اور خلافت	۲؍	دہلی کی جانکنی	عہ
آپ بیتی	۸؍	سچوں پر ستم	۲؍	دہلی کا آخری سانس	۸عہ
پرندوں کی تجارت	۴عہ؍	رسولؐ کی عیدی	۳؍	فاطمی دعوت اسلام	سے
روزنامچۂ ہند	۸؍	چار درویش	۳؍	دل کی عیدیاں	۵؍
لاہوتی آپ بیتی	۱۲؍	شیخ سنوسی	۶؍	خدائی انکم ٹیکس کلاں	۱۰؍
جگ بیتی	۲؍	ناگفتہ بہ	۶؍	تاریخ مسیح	۶ع
کرشن بیتی	۸؍	تین شہیدے	۲؍	تاریخ بہمنی سلاطین	۸؍
اردو دعائیں	۱۰عہ؍	قرآن آسان قاعدہ	۲؍	نادان وہابی	۱؍
تسخیر مہر و قہر	۸؍	تعلیم القرآن	۸؍	تبلیغی مرثیے	۱؍
معلومات سیر دہلی (باتصویر)	۱۰؍	اردو سبق	۸؍	تذکرہ جناب بابا نانک صاحب	۸؍
تسکین احساس	عہ؍	جرمنی خلافت	۶؍	شراب خواری اور جوئے بازی کی خرابی	۴؍
بیوی کی تعلیم	۶؍	بچوں کے دس سبق	۳؍	انسداد گداگری	۴؍
بیوی کی تربیت	۴عہ؍	مرشد کو سجدۂ تعظیم	۸؍	نمازوں کا بیان	۲؍
اولاد کی شادی	عہ؍	درویشی مولود شریف	۸؍	معجزات قرآنی	۶؍
کم تو موت	عہ؍	حکم امام	۴؍	قرآن مجید کے بارہ موتی	۸؍
شامی جہاد	عہ؍	سی پارۂ دل	۶ع	قرآن مجید کے دیوانی قوانین	۴؍
مرگ نامہ	۸عہ؍	شیطان کا طوطا	۲؍	قرآن مجید کے فوجداری قوانین	۶؍
گیارہویں نامہ	۶؍	حلالخور	۸؍	اتالیق خطوط نویسی کامل	۴عہ
اسلام کا انجام	۱۲؍	بیگمات کے آنسو	۸عہ	نظم تہجد	۲؍
لڑائی کا گھر	۶؍	انگریزوں کی بپتا	۸؍	ہندوؤں کی لغت	۴؍
	۶؍				

ملنے کا پتہ: سید ابن عربی کارکن حلقہ مشائخ دہلی



ڈاکٹر محمد قمرالدین ہلالی شاہ نظامی

نذر

نہایت ادب سے اس دفتر پریشاں کو جو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے آج دیوان بنکر شائع ہو رہا ہے اپنے خادم نواز پیرو مرشد قبلہ و کعبہ سیدی و مولائی حضرت **خواجہ حسن نظامی** صاحب مدظلہ العالی کے نور چشم لخت جگر حضرت صاحبزادہ زید پاشا نظامی کی خدمت میں بطور نذر پیش کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آں مخدوم اور حضرت خواجہ صاحب قبلہ کے گرامی اسماء کی نسبت سے یہ ناچیز تصنیف قبولیت خاص و عام کا فخر حاصل کرے۔

خادم جاں نثار حلقہ بگوش

ڈاکٹر ہلالی شاہ چشتی نظامی

حیدرآباد دکن

من تراحاجی بگویم[۱]

برادر طریقت یار حقیقت مسرف الدولہ استغنا نواز جنگ یعنی بے بہادر ڈاکٹر محمد قمر الدین
نظامی ہلالی شاہ کا کلام شایع ہوا اور انہوں نے اسکو میرے نام منسوب کیا۔
جب انہوں نے مجکو حاجی کہا تو میں بھی ان کو حاجی کہنا ضروری سمجھتا ہوں
اور اُن کی کتاب کو چند سطریں یادگار کی دیتا ہوں۔
ڈاکٹر کو شعر کہنا نہیں آتا۔ نہایت بھدے اشعار لکھتا ہے مگر اس کے دل کی محبت
اور سچے شوق کا یہ عالم ہے کہ میں اسکو اپنا شکسپیئر۔ غالب۔ داغ سمجھتا ہوں۔
حیدرآباد دکن میں وہ میرے سب سے پرانے ملنے والے ہیں بیعت کا پھندہ تو اب لگا ہے
مدت ہوئی جب وہ میرے شکار اور میں انکا طلبگار ہو چکا تھا۔ دکن کے ایک امیر سر مہاراجہ
کشن پرشاد بہادر اور ایک غریب ڈاکٹر ہلالی میری دو آنکھیں ہیں۔ اور ڈاکٹری علم انکار
نہ کرے تو کہونگا کہ وہ دل ہیں۔ ہر ایک اپنی الفت باطنی اور اخلاص درونی میں ہمیشہ دیکھتا ہے۔
ڈاکٹر ہلالی کی اس کتاب پر رائے تو میں جب لکھتا کہ شاعر ہوتا۔ مجھے نہ شعر کہنا آتا ہے نہ سمجھنے کی تمیز ہے
میں تو یہ کہکر جی خوش کرلونگا کہ گلدستہ قم میں کمالات کے پھول نہیں ہیں بلکہ اصلی درد سچے سوز حقیقی تعلق
واقعی لگاؤ کے خوشبو دار گل ہیں جو شخص کونین جیسی تلخ دہ ایلا تا ہوا ور ہر قت نشتر بقبضہ رہتا ہو
اس کے شعروں میں شیرینی اور مرہم بغیر اس کے نہیں مل سکتا کہ اسکا عشق مبالغہ شاعرانہ سے پاک ہے
وہ مریضوں اور زخمیوں کی سچی آہیں سن سنکر سیکھ گیا ہے کہ شاعروں کی جھوٹی سچی آہ۔ اف ہیچ ہے۔
اس واسطے وہ اصلی آہ دل سے نکالتا ہے اور ظاہر ہے کہ دل کے زخموں پر۔ جگر کی جراحتوں دوزن کاری
اور بہایہ پاشی انہی آہوں سے ہوسکتی ہے۔ لہذا میں اپنے ڈاکٹر کے تحفہ کو قبول کرکے سینہ کے ہاسپٹل میں
بھیجدیتا ہوں۔ راقم **حسن نظامی** مقام دہلی ۲۵۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۶ء

[۱] یہ تحریر حضرت خواجہ صاحب قبلہ نے اس دیوان کے پہلے اڈیشن کے لئے عنایت فرمائی تھی

زید کے باپ کا شکریہ

برادر طریقت ڈاکٹر محمد قمر الدین ہلالی شاہ نظامی کا کلام پہلے شائع ہوا تو میرے بڑے لڑکے حسین نظامی کے نام معنون کیا گیا تھا اور میں نے اُسکا سکرٹری بنکر شکریہ کی ایک تحریر لکھی تھی اب یہ مجموعہ میرے تیسرے لڑکے زید پاشا کے نام منسوب کیا گیا تو میں نے زید کی طرف سے شکریہ کی یہ سطریں لکھیں۔

ڈاکٹر ہلالی شاہ نظامی کا کلام اب اتنا مشہور اور مقبول ہو چکا ہے کہ مجھ جیسے غیر شاعر لوگوں کا اس کی تعریف میں کچھ لکھنا تحصیل حاصل ہے۔ یہ کلام تمام دکن کی مجالس سماع میں گایا جاتا ہے اور صوفیوں کے کیف و وجد کا باعث ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ صاحب کیف و حال کے دل و دماغ سے نکلا ہے۔

میرا چار سالہ لڑکا زید ابھی اتنی سمجھ نہیں رکھتا کہ ڈاکٹر ہلالی شاہ کی پیش کش کا شکریہ ادا کر سکے۔ اس لئے میں اُس کی طرف سے ممنونیت کا اظہار کرتا ہوں۔

حسن نظامی

۲۴۔ رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۰ھ

۲۔ فروری سنہ ۱۹۳۲ء۔ دہلی

۶ مئی

اپنے فتنہ کا سکرٹری بنکر[1]

اس ہدیہ کی رسید دیتا ہوں جو فرزند معنوی ڈاکٹر محمد قمرالدین نظامی ہلالی شاہ نے فرزند نسبی حسین نظامی کے نام معنون کیا ہے۔

بیاض عشق باز میرے ڈاکٹر کے کلام کا مجموعہ۔ حیات دنیا میں سب سے پہلی چیز ہے جو نور چشم حسین امراللہ کے نام منسوب ہوئی۔ حسین سات مہینے کی جان آغوش مادر میں لب بہ بند دگوش بند وہوش بند کا شغل کر رہا ہے۔ اُسے کیا خبر کہ دنیا میں ایک شئے عشق نامی بھی ہے جو آدمیوں کو ستاتی بھی ہے اور جینا مرنا بھی سکھاتی ہے۔ یہ فتنہ قیامت بنا تو اپنے باپ کی سکرٹری شپ کا احسان مانے گا اور فخر کریگا کہ جب وہ دو بالشت کا پتلا تھا اس وقت ایک عشقیہ کتاب اس کے نام ڈیڈیکیٹ ہوئی تھی۔ اگر قدرت نے اسکو عاشق مزاج بنایا تو یہ کتاب اس کے جذبہ عشق کی ایک سند ہو گی جس کو وہ اپنے محفوظ بکس سے نکالکر جذبات الفت کے ٹھنڈے سانس لے لیکر پڑھا کرے گا۔

میں اس کی یادداشت کے لئے یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس دن وہ پیدا ہوا اور دایہ نے غسل دیا تو اُس نے دایہ کی چوٹی پکڑ لی اور بڑی مشکل سے چھوڑی جو علامت ہے اس بات کی کہ وہ ہندوستان کے

[1] اس دیوان کا ایک اڈیشن ہم نے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے فرزند اکبر حضرت صاحبزادہ حسین نظامی کے نام معنون کیا تھا اس پر صاحبزادہ صاحب کی طرف سے حضرت خواجہ صاحب نے یہ سطور رقم فرمائی تھیں۔

زنانہ پن کا حریف ہوگا اور بزدلوں کی چوڑیاں توڑ توڑ کر ڈھیر بنا دیگا مگر یہ جب ہی
ہوگا کہ اس کے دل میں عشق کی آگ موجود ہو۔ اسکو یہ بھی معلوم ہو کہ وہ جب
چار مہینہ کا ہوا تو رات بھر جاگتا تھا اور ہر وقت آسمان کو دیکھتا تھا۔ عورتیں
اس سے وہم کرتیں تو اس کی ماں جواب دیتی تھیں کہ میرا بیٹا آسمان کے عجائبات
دیکھ آیا ہے جہاں ہولناک جنگ یورپ کے سبب کاروبار کی بہت کثرت ہے۔
قرۃ العین حسین! تیری طرف سے میر منشی بنکر تیرا باپ اس مخلصانہ تحفہ کی
دلی شکر گزاری سے رسید دیتا اور دعا کرتا ہے کہ بیاض عشق بازروح الفت کیشا
ثابت ہو۔ آمین

حسن نظامی

۲ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ ۹ ستمبر ۱۹۱۷ء

تقریظ

عالیجناب معلیٰ القاب ہزایکسیلنسی راجہ راجایان مہاراجہ یمین السلطنة سرکشن پرشاد بہادر صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی

شاد کے محب طریقت ڈاکٹر محمد قمرالدین ہلالی شاہ چشتی نظامی نے بیاض عاشقاں کے نام سے اپنا کلام طبع کرا کے شائع کرنیکا قصد کیا ہے اور فقیر سے بھی یہ خواہش کی ہے کہ کوئی تقریظ یا قطعہ تاریخی لکھا جائے۔ دوست کی فرمایش کا پورا کرنا بھی میں اپنی ڈیوٹی سمجھتا ہوں۔

ہلالی شاہ آسمان چشتیہ نظامی ہیں گو بظاہر ہلال نظر آتے ہیں لیکن اپنے انوار کمال کی روزافزوں ترقی سے ماہ کامل ہونے والے ہیں۔ ہلال آسمان اگرچہ نیر جہاں افروز سے کسب انوار کرتا ہے لیکن فی نفسہ اسکا مادہ قابلیت اسکی ذات میں قدرت نے جس طور سے ودیعت رکھا ہے چشم ظاہر بیں اس کی حقیقت کے ادراک سے قاصر ہے۔ دنیا کے حسین جیسے شب دیجور میں عشاق کے ظلمت کدوں کو اپنے شمع جمال سے منور کرتے ہیں چاند بھی شمع انوار سے ظلمت سرائے جہاں کی تاریکیوں کو نورانی بنا دیتا ہے ہلالی شاہ کے کلام کا معشوقانہ انداز دل افروزی میں ماہ کامل کا جواب ہے۔ عشاق حزیں کی شب دیجور خیالی کی وہ ایک برافروختہ شمع ہے کہ آنکھوں کے روزنوں سے تا بسار قلوب میں تجلی فروشی کرتی ہے معشوق

کی ادائیں جانستاں اور عشوے ہوش رُبا اور غمزے غارتگر صبر و شکیب ہوتے ہیں ہلالی شاہ کے قلم نے مژگان جگر گداز خدنگ غمزہ خوں ریز نشتر شوخی نگاہ پریزادوں کو عشاق سخن کے دل سے بھلا دیا ہے۔

یہ سب انداز کلام شاہد ہے کہ کسی ماہ کامل کی رعنائی اور زیبائی کا یہ جربہ ہے۔ اس کی تصویر خیالی لب گویائے حال سے یوں زمزمہ سنج ہے۔

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں　　　گفتہ آید در حدیث دیگراں

ہلالی شاہ کا یہ سوز سینہ اور گفتار سوز و ساز عاشق کامل یعنی مولائی خواجہ حسن نظامی محبوب الہی کی معجز اثر نظر کا اظہار کرتی ہے ایک ڈاکٹر جراح کو نشتر عشق نے سراپا مجروح بنا دیا ہے ورنہ یہ جگر پارے اُن کے نوک مژگان قلم سے نہ بہتے۔

ہاں میرے پیارے ہلالی شاہ تمہارا کیا کہنا قمر الدین کتنے اور کاہش عشق نے آپ کو آسمان چشتیہ میں ہلال بنا دیا ہے یہ کاہش آپ کی آئندہ بدر بننے کی خبر دیتی ہے۔ پیشتر سے اس کی ترقی کی مبارکباد قبول ہو۔ اور اس آفتاب خواجگی کے قربان جس کی ایک ادنی سی توجہ نے مسیحائی کا کام کیا ہے۔ دل میں درد جگر میں سوز۔ آہ میں اثر آنکھوں میں تری پیدا کر دی ہے۔ مریض تمہارے نشتر سے تڑپتا ہے۔ مگر تم کسی کی صورت کے شوق میں ایسے محو ہو کہ بیخود مستانہ رقص کرتے ہو اور خود بھی بے اختیار تڑپتے ہو اور بے نشتر مارے کے عاشق مضطر اور گرانجان دونوں کو تڑپاتے ہو سبحان اللہ العلی العظیم اللھم زد فزد۔

اب تمہارا شکستہ دل ٹوٹے ہوئے دلوں کے پیوند کے قابل ہو گیا۔ تمہارے درد دل کی چمک سرگشتگان وادی عشق کے راستہ میں مشعل دکھلا رہی ہے، جس کے روبرو برق بھی چراغ کشتہ نظر آتی ہے۔ عشاق کی نظروں میں دلربا پیکر دوست کا جلوہ نظر آنے لگا۔ تمہارے خیال کی شوخی نشتر کا کام کر رہی ہے اس لئے تمہاری بیاض کا ہر ایک شعر روحوں کو تڑپا رہا ہے۔ ہر ایک مصرعہ روانی میں چلتی ہوئی تلوار ہے اور ہر ایک لفظ چبھتا ہوا نشتر۔ اور ہر ایک حرف افروختہ اخگر اور ہر ایک کلمہ بھڑکتا ہوا شعلہ ہے۔ جی چاہتا ہے کہ اس بیاض عاشقاں کو حرز جاں بناؤں اور اپنے دل شیدا کو عمر بھر شاہدان معانی کا تصویر خانہ ٹھہراؤں۔

قطعہ

بیاض عاشقاں سے دل ہے بیتاب
ہے شوخی سے ہر اک لفظ اس کا نشتر
ہلالی شاہ ہیں وہ ماہ کامل
مرے خواجہ کے کہلاتے ہیں پیارے
مئے وحدت سے بھر دے اُن کا ساغر
کمال اُن کا زمانہ میں عیاں ہے

نظر ہے دیکھنے سے اس کے سیماب
رگ جاں کو تپش پھر ہو نہ کیونکر
کہ جن کے نور سے روشن ہے ہر دل
تو پھر کیونکر نہ پیارے ہوں ہمارے
الٰہی مست رکھ تا روز محشر
منور اُن کے پرتو سے جہاں ہے

کرے کیا شاداب تعریف اُن کی
کہ کرتا ہے جہاں توصیف اُن کی

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

میرے مولا سُن مری فریاد کو — شاد کر میرے دلِ ناشاد کو
دونوں عالم میں مجھے تیرے سوا — آسرا کوئی نہیں ہے دوسرا
بخشدے عصیاں کو غفّار الذنوب — ڈھانپ دے عیبوں کو ستّار العیوب
جز گنہ نیکی نہیں کوئی ہوئی — بندگی میں بھی کیا پہلو تہی
کیا سناؤں تجھکو خلّاق جہاں — جانتا ہے تو مرا دردِ نہاں
ہو کرم الطاف مجھ پر اے کریم — عفو کر جرم و خطا میرے رحیم
عشق میں تیرے گریباں چاک ہوں — تیرا بندہ ایک مشتِ خاک ہوں
سر میں الفت کا تری سودا رہے — میں ترا ہو جاؤں تو میرا رہے
رحم کر مجھ بیکس و مظلوم پر — فضل کر اس خستہ دل مغموم پر
تیری چوکھٹ پر جھکا ہے سر مرا — پھر نہ یا رب مجھکو در در تو پھرا

بندۂ ناچیز ہوں میں یا غفور
دست بستہ ہوں کھڑا تیرے حضور

قادر و قیوم ہے تو دادرس
دونوں عالم کا ہے تو فریاد رس

در پہ آیا ہے ترے یہ روسیاہ
سرخرو کر دو جہاں کے بادشاہ

جان و ایماں کا مرے حافظ ہے تو
ہاتھ میں تیرے ہے میری آبرو

کر نہ تو میرے گناہوں پر نظر
دین و دنیا میں مجھے رسوا نہ کر

حشر میں سلطانِ دیں کا ساتھ ہو
دامنِ احمدؐ پہ میرا ہاتھ ہو

مانگتا ہوں تیرے ہی دربار سے
فقر کا تمغہ ملے سرکار سے

ایک جامِ معرفت کر دے عطا
تا نہ اُترے حشر تک اُس کا نشا

مجھکو سب تیرا ہی دیوانہ کہیں
بادۂ عرفاں کا مستانہ کہیں

ہر طرف تو ہی رہے پیشِ نظر
جلوۂ وحدت کا ہو ایسا اثر

میں ترا ہی مست و دیوانہ رہوں
شمعِ رُخ کا تیرے پروانہ رہوں

آئینہ دل کا مرے ہو جائے صاف
تا کروں شام و سحر اس کا طواف

قطعہ

کیوں نہ آئے صورتِ احمدؐ نظر
جب رہیگا اس میں تو خود جلوہ گر

آتشِ الفت میں ہو میرا جگر
اشتیاقِ دید میں ہوں چشم تر

کر تو میرا خاتمہ اسلام پہ
دم مرا نکلے تو تیرے نام پر

میری جو کچھ ہے تمنائے دلی
وہ ہو پوری اے خدا بہرِ نبیؐ

دوست اور احباب میرے ایخدا
دین و دنیا میں رہیں خرم سدا

فیض سے خواجہ حسن مدظلہ کے اے خدا — روز افزوں کر ترقی تو عطا

مجھ کو پہنچا دے درِ محبوب تک — میرے آقا تک مرے مطلوب تک

اُس کی خدمت میں گزاروں عمر بھر — زندگی میری ہو اس در پر بسر

میں تو دہایا جبہ و دستار سے — دلق درویشی ملے سرکار سے

کیوں نہ تیری دید کی ہو آرزو — پڑھ چکا قرآں میں ہوں لا تقنطوا

بے نوا مفلس ہوں میں تو ہے غنی — مجھ کو بھی کر دے غنی تو یا غنی

دولتِ دنیا نہیں مطلوب ہے — جان و دل کو بس تو ہی مرغوب ہے

خوگر صبر و قناعت کر مجھے — مور و لطف و عنایت کر مجھے

مجھ سے رکھ راضی تو خواجہ مدظلہ کو مرے — میرے مولا اپنے فضل و لطف سے

کیوں نہ اس کی ہر ادا مرغوب ہو — جو ترے محبوب کا محبوب ہو

دل تو دل جاں بھی میری قربان ہے — ذکر تیرا دین ہے ایمان ہے

اہلِ دیں کو شاد رکھ مسرور رکھ — دشمنانِ دین کو مقہور رکھ

گمرہوں کو راہ نیکی کی دکھا — ایسے بندوں کے دلوں کو دے جلا

اپنے در سے مجھ کو مت محروم کر — یا الٰہی مت پھرا تو در بدر

ہوں بہت دنیا کے جھگڑوں میں پھنسا — مشکلیں آسان کر دے اے خدا

نخلِ امید قمر ہو بارور

اس پہ تو لطف و کرم کر دادگر

اعلیٰ حضرت بندگان عالی متعالی حضور پر نور سلطان العلوم آصف جاہ سابع نواب میر عثمان علی خان بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

تہنیت نامہ سالگرہ مبارک خسروی

آج کس واسطے یہ انجمن آرائی ہے
کس کی آمد کی خبر باد صبا لائی ہے

آج کس شان سے گلشن میں صبا آئی ہے
اک شگوفہ ہی نیا وہ تو کھلا لائی ہے

جھومتے پھرتے ہیں گلزار میں مستانِ بہار
بادۂ نوشی کا اثر بادیہ پیمائی ہے

انتہا عیش کی ہوتی ہے خوشی کی حد بھی
نشۂ عیش سے ہر شکل بہ رعنائی ہے

غیر معمولی یہاں مجمع احباب ہے کیوں
دیدۂ ماہ سے گردوں بھی تماشائی ہے

نظر آتی ہے رعایا بھی یہاں کی شاداں
عید اضحیٰ ہے کہ عید رمضاں آئی ہے

تھا اسی فکر میں آیا مجھے اکبار خیال
شہ عثمان کی یہ سالگرہ آئی ہے

کیوں نہ ہو شاہ نکو نام کی ہے سالگرہ
جس کا انداز حکومت کرم آرائی ہے

دیکھکر شہر کی آرائش روز افزوں کو
فلک پیر نے تاروں کی قسم کھائی ہے

ایک دن آئیگا یہ شہر بھی ہوگا پیارا
موجب راحت عید عیش یہ زیبائی ہے

نور سے جس کے منور ہے یہ محفل ساری
شمع پروانہ ہر اک شاہ کا شیدائی ہے

میر عثمان علی شاہ دکن ظل اللہ
واہ کیا نام ہے جس میں کہ مسیحائی ہے

کون ہے آصف ذی جاہ وہ سلطان دکن
تن بیجان میں جس نام سے جان آئی ہے

روز و شب عید کے ساماں ہیں رعایا کیلئے
عیش ہے، امن ہے، راحت ہے، شکیبائی ہے

عدل و انصاف کے پہرے ہیں در دولت پر
بذل و الطاف کی یاں ناصیہ فرسائی ہے

بخشش و جود و سخا فطرت آصف مشہور
پائی شہرت ہی جو حاتم نے وہ کیا پائی ہے

ظل آصف میں بڑی جیتی ہیں اکثر قومیں
گبر و ترسا بھی ہیں موسائی ہیں عیسائی ہے

محفل عیش کے برکات مسرت افزا
عہد شاہی بخدا لطف دل افزائی ہے

صد و سی سال سلامت رہیں شاہ صفت
یہ دعاؤں سے قمر خوب نکل آئی ہے



در تهنیت سالگره مبارک اعلی حضرت حضور نظام آصف جاه نواب میر عثمان علیخان بهادر خلد الله ملکه سلطنته

دست شه درفشان اگر گردد	قلزم از آب شرم تر گردد
پادشاه زمان که از فر او	آهوئے ماده شیر نر گردد
امر او پرده گر ز رخ افگند	روزگار گذشته بر گردد
نهی او چرخ را چو منع کند	هیچگه آسمان نه بر گردد
عدل او گرگ را کند چوپان	تا ز گرگیش بے خبر گردد
لطف او جان به تن در اندازد	جان بمرگ ار ز تن بدر گردد
قهر او گر شرر به بحر زند	دهر خاکستر از شرر گردد
گر نه گیرد ز شمس رائے تو نور	تیره آئینهٔ قمر گردد
نه کنی سایه گر بجوش حالی	همه احوال او بتر گردد

گر بہ جاں طاعتِ تو ننماید — حکم افلاک بے اثر گردد

ابر جودت چو قطرہ افشاند — قلزمش بیگماں ثمر گردد

امر تو حکم بر زماں چو کند — انقضاء از زمانہ بر گردد

اے شہِ آصف و سلیماں فر — مے ز تو رونق ہنر گردد

فیض نیساں چو گیرد از کفِ تو — قطرۂ آب او گہر گردد

حزم تو فتنہ را کند در خواب — کز سرِ خویش بے خبر گردد

دارم امید عاطفت کہ از و — ہم بر ایں بندہ یک نظر گردد

تا بہ گیتی ز گردش افلاک — گاہ خیر است و گاہ شر گردد

شر بدورِ تو در عدم بادا — خیر عامت بہ بحر و بر گردد

طول و عرض جہان و ہفت اقلیم — پیش قدر تو مختصر گردد

ہمہ الوان نعمت دو جہاں — گرد خوانِ تو ماحضر گردد

سایۂ ابر جود تو شاہا

از قہر در جہانہ بر گردد

اشعار امید رحمت

اے دو جہاں کے مالک میں ہوں غلام تیرا
ہر دم مرے لبوں پر رہتا ہے نام تیرا

سر تا بہ پا گنہ ہوں لیکن یہ جانتا ہوں
عصیاں ہے کام میرا اور عفو کام تیرا

مسجد میں میکدہ میں گرجا میں بتکدہ میں
ہر جا ظہور تیرا ہر جا مقام تیرا

ہو گبر یا کہ ترسا ہو شیخ یا برہمن
یکساں ہے ہر کسی پر فیض عام تیرا

سینہ میں جلوہ فرما شہ رگ سے تو قریں ہے
آنکھوں میں جا ہے تیری دل ہے مقام تیرا

گر شیخ لاکھ بولے مجھ کو یقیں نہ ہوگا
نا چیز ہستیوں سے ہو انتقام تیرا

پردیس میں پڑا ہے چھوٹا ہے دیس جب سے
ہو اس قمر پہ یارب اک لطف عام تیرا

تصدق مری جاں حبیب خدا
فدا دین و ایماں حبیب خدا

ترے عشق کا جس کو تمغہ ملے
گدا ہو سلیماں حبیب خدا

تو ہی درد میرا ہے اور تو
مرے دل کا درماں حبیب خدا

تری یاد میں اشک جاری رہیں ۔ تھمے یہ نہ طوفان حبیب خدا
ہوا آتش ہجر سے آپ کے ۔ مرا سینہ بریاں حبیب خدا
یقیں ہے کہ بر لائیں گے بالضرور ۔ مرے دل کے ارماں حبیب خدا
میں صحرائے طیبہ پہ قرباں کروں ۔ دل و جان و ایماں حبیب خدا
تمنائے دیدار کب تک رہے ۔ دکھا روئے تاباں حبیب خدا
ہو لطف و کرم مجھپہ تیرا مدام ۔ اے سلطانِ خوباں حبیب خدا
جو جاؤں مدینہ نہ روکے مجھے ۔ ترے در کا درباں حبیب خدا
رہوں پا بہ زنجیر محشر تلک ۔ دکھا زلف پیچاں حبیب خدا

قمر کو خدا کے لئے حشر میں
نہ کیجے پشیماں حبیبِ خدا

بہت مدت ہوئی دیکھے ہوئے دربار خواجہ کا ۔ دکھا روضہ الٰہی پھر مجھے اک بار خواجہ کا
پڑا ہے جاں بلب غصہ سے یہ بیمار خواجہ کا ۔ پلا دے خواب ہی میں شربتِ دیدار خواجہ کا
برستی ہے وہاں درباریوں پر رحمت خالق ۔ عجب دربار رحمت بار ہے دربار خواجہ کا
کوئی بیہوش کوئی مست و بیخود کوئی دیوانہ ۔ ہجوم عاشقاں ہے گرم ہے بازار خواجہ کا
نہیں پروا ذرا اسکو سلاطین زمانہ کی ۔ جو دیوانہ محمد کا ہے اور ہشیار خواجہ کا
ہوائے جانفزا اجمیر کی سر میں سمائی ہے ۔ تڑپتا ہے دکن میں طالب دیدار خواجہ کا
اگر تھامے رہونگا صدق دل سے دامن خواجہ ۔ عجب کیا مجھ پہ کھلجائے در اسرار خواجہ کا

میں عاصی ہوں دم رحلت مری بخشش کو کافی ہے
لب اعجاز ہل جائے اگر اک بار خواجہ کا

فرشتو قبر میں اس کو ذرا بےفکر سونے دو
اٹھیگا حشر میں بھی مست وہ سرشار خواجہ کا

جگہ مل جائے باغ چشت میں مجھکو قمر بس ہے
نہ جاؤں گا جناں کو چھوڑ کر گلزار خواجہ کا

ہے سر میں مرے سودا محبوب الٰہی کا
آنکھوں میں مرے جلوا محبوب الٰہی کا

آہو کو ہوئی حیرت چشمان حقیقت سے
نرگس کو ہوا سودا محبوب الٰہی کا

دیدار الٰہی کی کب ہوگی ہوس باقی
دیکھے جو رخ زیبا محبوب الٰہی کا

دل مردہ اگر زندہ ہو جائے تعجب کیا
بیشک ہے دم عیسےٰ محبوب الٰہی کا

سیراب جو ہونا ہو عشاق چلے آؤ
بہتا ہے سدا دریا محبوب الٰہی کا

فردوس کی خواہش میں مسجد کو چلا زاہد
جنت ہے مجھے کوچا محبوب الٰہی کا

جائیں گے قمر دہلی اللہ وہ دن لائے
ہے عرس شریف آیا محبوب الٰہی کا

جب سے ان سے اپنا یارانہ ہوا
اپنا دل اپنوں سے بیگانہ ہوا

دل میں جب سے وہ ہوئے مسند نشیں
یک بیک آباد ویرانہ ہوا

یار کے در کی گدائی کیا ملی
اب مزاج اپنا بھی شاہانہ ہوا

جو فراق یار میں آنسو بہا
اسکے دامن میں وہ دردانہ ہوا

آپکا عاشق فقط میں ہی نہیں
اک زمانہ ہے جو دیوانہ ہوا

میرے گھر حبیب سے کہ تم آنے لگے
غیرت جنت یہ کاشانہ ہوا

شمع روئے احمدؐ مختار پر
یہ دل دیوانہ پروانہ ہوا

جام مئے لینے نہ پایا تھا ابھی
دیکھکر ساقی کو مستانہ ہوا!

اے صبا آتی ہی تجھ سے بوئے دوست
یار کے گیسو میں کیا شانہ ہوا

دمبدم آنے لگے دل میں مرے
غم کدہ اُن کا جلو خانہ ہوا

بڑھ گیا ہے اس قدر جوش جنوں
ہر جگہ میرا ہی افسانہ ہوا

دیکھ لی دنیا کی حالت اے قمر
آج کل اپنا بھی بیگانہ ہوا

رُخ پر سے اُس حسیں کے جس دم نقاب نکلا
بدلی سے میں نے سمجھا یہ آفتاب نکلا

پہنچا جو میکدے میں دیکھا عجب تماشا
شیخ اور پارسا بھی پی کر شراب نکلا

نرگس نے آنکھ دیکھی سنبل نے زلف سونگھی
محو حجاب وہ ہیں میرا اضطراب نکلا

پیری میں آرہی ہی یاد شباب ہمکو
عہد شباب گویا پیری کا خواب نکلا

پھر پھر کے بٹ رہے ہیں جام شراب حاجات
محروم ایک میں ہی خانہ خراب نکلا

رندی و بت پرستی پیری میں بھی نہ چھوٹی
رندوں میں اے قمر بھی کیا لاجواب نکلا

ہم سے ممکن ہی نہیں تم کو بلانا جانا
تم اگر چاہو تو سب سہل ہی آنا جانا

جان و دل نذر میں دیتا ہوں فدا ہی ایماں
رخ انور کو نہ للہ چھپانا جانا

ہم کو موسیٰ کی طرح غش نہیں آئیگا کبھی
یاد کیوں ہم کو نہ ہو آپ کی آواز الست

جلوہ حسن کو بے پردہ دکھانا جانا
پھر مئے عشق کا وہ جام پلانا جانا

حال دل اپنا قمر کس سے کرے گا اظہار
جز ترے کون سُنے میرا فسانا جانا

ممکن نہ تھا کہ میرا تو جان من نہ ہوتا
میرے خلاف میں گر چرخ کہن نہ ہوتا

سجدہ ملک نہ کرتے تعظیم بھی نہ ہوتی
آدم میں نور تیرا جلوہ فگن نہ ہوتا

مرقد پہ فاتحہ کو آتا اگر مسیحا
بیتاب و مضطرب دل زیر کفن نہ ہوتا

مفتوں اگر نہ ہوتا روز ازل میں تیرا
مشہور دو جہاں میں دیوانہ پن نہ ہوتا

ہوتا خمیر اپنا طیبہ کے آب و گل سے
ہندوستاں ہمارا گر وطن نہ ہوتا

ملتا ترا ٹھکانہ گر شیخ و برہمن کو
دیر و حرم میں کوئی یوں نعرہ زن نہ ہوتا

تجھ پر اگر نہ ہوتی خواجہ ظلّ کی مہربانی
مقبول صوفیوں میں تیرا سخن نہ ہوتا

تو تیر خوب ہوتی گر تو شہید ہوتا
طیبہ میں لاش ہوتی گور و کفن نہ ہوتا

ہوتی نگاہ رحمت تجھ پر قمر جو اس کی
تو مبتلائے درد و رنج و محن نہ ہوتا

تاب کو آفتاب میں دیکھا
آب موج سراب میں دیکھا

روئے زیبائے یار کو ہم نے
شیخ جی کے نقاب میں دیکھا

رنگ بیچون و بیچگونی کو
مثل دریا حباب میں دیکھا

ایک نکتہ میں بحر علم جہاں
تیرے رُخ کی کتاب میں دیکھا
مجھ میں اس طرح تو ہے پوشیدہ
جیسے بُو کو گلاب میں دیکھا
خویش و بیگانہ کی خبر نہ رہی
تم کو جب ہے کہ خواب میں دیکھا
تیری مستیٔ عشق میں ساقی
جم کو جام شراب میں دیکھا
برق کہتے ہیں اے قمرؔ جس کو
وہی جلوہ عتاب میں دیکھا

عاشقوں کا نام کیا اور ننگ کیا
بیخودی میں رنگ کیا بیرنگ کیا
مسجد و بتخانہ و دیر و حرم
کافر و دیندار کا بھی سنگ کیا
شیخ جی کے ساتھ جا کر دیر میں
ہم کریں گے برہمن سے جنگ کیا
ڈھونڈنے سے سب کو جب ملتا ہے وہ
مذہب و ملت میں باہم جنگ کیا
کیوں نظر آتا نہیں وہ بیحجاب
دل کے آئینہ پہ آیا زنگ کیا
بعد مُردن بھی رہیں آنکھیں کھلی
مثل نرگس رہ گیا میں دنگ کیا
چھوڑ کر صحرا نوردی اے قمرؔ
بت بنا بیٹھا ہے مثل سنگ کیا

خواب غفلت سے جگا جائیگا
پھر وہی شکل دکھا جائیگا
آکے لاشہ پہ مری جاں اک بار
اشک نے وچار بہا جائیگا
جو سنائی تھی صدا روز الست
پھر وہ آواز سنا جائیگا

جاں بلب آپ کا بیمار ہے اب
لب اعجاز ہلا جائیے گا

غیر ہیں مستحق لطف و کرم
ہم پہ کیا ظلم ہی ڈہا جائیے گا

شکر ہے لطف سے وہ کہتے ہیں
درد دل اپنا سنا جائیے گا

دیکھئے کس کو خدا ملتا ہے
شیخ جی سن کے ذرا جائیے گا

جس کی تصویر ہے آنکھوں میں مری
ایسی تصویر دکھا جائیے گا

پاؤں پھیلائے پڑا سوتا ہوں
قبر میں آکے جگا جائیے گا

تنگ آیا ہوں دکن سے مولا
کب مدینے مجھے بلوائیے گا

ہو گیا دق تپ فرقت سے قمرؔ
اب مدینہ کی ہوا کھائیے گا

دکھلا دے یا الٰہی طیبہ وطن ہمارا
حد سے بڑھا ہوا ہے دیوانہ پن ہمارا

آیا ہے موسم گل باد خزاں ہو رخصت
شاداب کر الٰہی اجڑا چمن ہمارا

پامال لاش ہو جب طیبہ کے بن میں مری
بن جائے تیری رحمت یا رب کفن ہمارا

جبتک جہاں میں ہوگی خورشید و مہ کی گردش
سایہ فگن ہو ہم پر شاہ دکن ہمارا

بیکار تو نہ ہوگی ہرگز یہ اپنی ہاہو
لائے گا رنگ اک دن دیوانہ پن ہمارا

کب آئیگا الٰہی کاشانہ حشر میں
محبوب حق کا پیارا خواجہ حسن نظامؔ ہمارا

جب تو مری طرف ہو پھر ڈر نہیں کسی کا
کیا کر سکے گا ظالم چرخ کہن ہمارا

اللہ کا دلارا مخلوق کا ہے پیارا
ہے لامکاں کا مالک شاہ زمن ہمارا

ہم مجرموں کی رکھنا لاج اے جہاں کے مالک
ہو جائے دور یارب رنج و محن ہمارا

گلہائے نعت کا ہے جو کچھ کلام اپنا
مقبول خلق ہوگا بے شک سخن ہمارا

جوش جنوں اپنا اس درجہ رنگ لایا
رہتا ہے ہر زبان پہ دیوانہ پن ہمارا

اندوہگیں نہ ہونا ہرگز قمر کسی دن
بیت السرور ہوگا بیت الحزن ہمارا

وہ سر نہیں جسمیں ترا سودا نہیں ہوتا
آنکھیں نہیں جنمیں ترا جلوہ نہیں ہوتا

کیوں مجھ پہ کرم آپکا مولا نہیں ہوتا
کیوں نذر کے قابل دل شیدا نہیں ہوتا

کب تک دل بیمار تڑپتا رہے کہدے
کیوں لطف و کرم اس پہ مسیحا نہیں ہوتا

تیر نگہ یار کا کشتہ ہے مرا دل
جز مرہم دیدار وہ اچھا نہیں ہوتا

کیا خاک ملے اسکو مزا عشق کا تیرے
دنیا میں جو تیرے لئے رسوا نہیں ہوتا

کیوں چھپکے چلے جاتے ہو ہم غیر نہیں ہیں
اپنوں سے کسی کا کہیں پردا نہیں ہوتا

کشتہ تری دزدیدہ نگاہوں کا قمر ہے
روتا ہی تڑپتا ہے وہ اچھا نہیں ہوتا

آئی ہے پھر بہار کیا کہنا
چشم ہیں اشکبار کیا کہنا

مثل سیماب مضطرب کیوں ہے
اے دل بے قرار کیا کہنا

قبر میں بھی کھلی رہیں آنکھیں
واہ رے انتظار کیا کہنا

پہلی منزل پہ تھک کے بیٹھ گئے
وائے بر جان زار کیا کہنا

نعتِ احمدؐ سے ہے قمر شہرت
ایسی شہرت کی یار کیا کہنا

عرصۂ کائنات موج سراب
دیدۂ تشنہ کار کیا کہنا

ایک ہی وار میں اڑا ہے سر
تیغ قاتل کی دھار کیا کہنا

میرے خواجہ حسن نظامی مدظلہ کا
دل ہے آئینہ دار کیا کہنا

پوچھتا کیا ہے حال مہجوری
میں ہوں بستر کا مار کیا کہنا

اس حنا بستہ پائے رنگیں کا
اے دلِ خوں فشار کیا کہنا

شکر اے موسمِ بہار جنوں
جامۂ تار تار کیا کہنا

ہم سے دوری ہے غیر سے قربت
نخوت و قربِ نگار کیا کہنا

بلبلِ بوستان احمدؐ ہوں
نغمۂ صد ہزار کیا کہنا

ہاں مدینہ ہے رشکِ خلد بریں
اس چمن کی بہار کیا کہنا

فتنہ پرواز و تفرقہ انداز
فلکِ بے وقار کیا کہنا

مثل پروانہ تم جو مرتے ہو
قمر جاں نثار کیا کہنا

وعدۂ وصل پہ آجائیے گا
مجھ کو محروم نہ فرمائیے گا

جلوہ حسن دکھا جائیے گا
میری نظروں میں سما جائیے گا

آئیے قبلہ من آئیے گا
دو گھڑی بیٹھ کے اٹھ جائیے گا

آہ و نالہ سے دل عاشق کے
مضطرب ہو کے نہ گھبرائیے گا

کیجئیے گا دلِ عاشق کا طواف
جا کے کعبہ کو نہ پچتائیے گا

خوف ہے حشر بپا ہونے کا
میری مرقد کو نہ ٹھکرائیے گا

قبر بیکس پہ کبھی بھولے سے
ایک دو پھول چڑھا جائیے گا

زلفِ مشکیں کے نہ جاؤ نزدیک
دیکھیئے اس میں خطا پائیے گا

نہیں دُنیا ہے جگہ سونے کی
جا کے بس قبر میں سو جائیے گا

دیر و کعبہ میں نہ چھپئے ہم سے
ہم سے راز اپنا نہ کھلوائیے گا

ہند میں ہووے نہ مٹی برباد
جا کے طیبہ میں اماں پائیے گا

دربدر ہند میں کیوں پھرتے ہو
کوچۂ یار میں رہ جائیے گا

دے رہے ہیں یہ خبر موئے سفید
صبح اب ہو گئی گھر جائیے گا

عشق میں اُس بت کافر کے قمرؔ
ایک دن جاں سے گذر جائیگا

عکسِ زلفِ احمدیؐ کا سر میں جب سودا ہوا
نورِ حق سینہ میں میرے خود بخود پیدا ہوا

گر نبیؐ کے روضۂ اقدس کو جانا ہو تو آ
جب میں جانوں بخت برگشتہ مرا سیدھا ہوا

اک تجلی طور پر تھی جلوۂ محبوبؐ کی
عشق اسی سے آپ کو اے حضرت موسیٰ ہوا

ہو چلی ہے کوچۂ دلدار سے دل بستگی
روضۂ رضواں میں بھی جاؤنگا میں رکتا ہوا

دارِ فانی میں جب آیا تھا تو میں بیدار تھا
قبر تک گھر سے چلا جاؤنگا میں سوتا ہوا

جلوۂ دلدار گھر بیٹھے نظر آ جائیگا
سامنے پردہ نظر آتا ہے خود اُٹھا ہوا

کیوں سناتے ہو صفت فردوس کی اے واعظو
باغ جنت بھی ازل میں ہے مرا دیکھا ہوا

روز روشن کیوں نہ ہو جائے شب عصیاں قمر
شعلۂ حب نبیؐ سینہ میں ہے بھڑکا ہوا

واہ کیا دھوم سے عاشق کا جنازا نکلا
سب کو نہ ہو کا ہوا سمجھے کہ یہ دولھا نکلا

غیر سمجھے تھے جسے اپنا شناسا نکلا
غور کرنے سے وہ مہمان ہمارا نکلا

یار و اغیار نے میت کو دیا تھا کاندھا
تیرے عاشق کا عجب شان سے لاشا نکلا

یوں تو لاکھوں ہیں ترے چاہنے والے خواجہؐ
جاں نثاروں میں ترے میں ہی اکیلا نکلا

سا قیامت ہوا آیا جو محفل میں تری
اک ترا میں ہی نہیں والہ و شیدا نکلا

رخِ انور سے ہٹا جب کہ نقاب گیسو
کوئی مضطر کوئی مجنوں کوئی کشتا نکلا

ہوا گھائل تری نظروں کا پڑی جب یہ نظر
تری محفل سے قمر بھی تو تڑپتا نکلا

دل اپنا اس نے منبع اسرار کر دیا
آنکھوں کو میری مطلع انوار کر دیا

دیوانہ کر دیا مجھے نظروں میں خلق کی
بیخود بنا کے آپ نے ہشیار کر دیا

جب سے تصور رخ جاناں ہوا مجھے
عالم کے کاروبار سے بیکار کر دیا

رشتہ گلے میں شیخ و برہمن کے ڈالکر
تسبیح اس کو اور اسے زنار کر دیا

ساغر پلا کے بادۂ وحدت کا یار نے
دل کو ہمارے خانۂ خمار کر دیا

ممنون کیوں نہ پیر مغاں کا قمر رہے
اک جرعۂ شراب سے سرشار کر دیا

آپ کا لطف و کرم جب سے ملا ہو جائیگا
مجھ پہ اس کے ساتھ ہی فضل خدا ہو جائیگا

یا الٰہی آئیں گے کس روز وہ گھر میں مرے
بخت بد یارب مرا کس دن رسا ہو جائیگا

ایک دن اٹھ جائیگا سب امتیاز جز و کل
بحر وحدت میں ہر اک قطرہ فنا ہو جائیگا

لن ترانی آپ کی کب تک رہیگی اے حضور
اک نہ اک دن اٹھکے پردہ سامنا ہو جائیگا

ٹوٹ جائیگا قمر جس دن ترا تار نفس
عالم دنیا میں اک طوفاں بپا ہو جائیگا

جب سے میرے دل میں وہ بت جلوہ فرما ہو گیا
راز بت خانہ کا اور کعبہ کا افشا ہو گیا

پھر مرے سر میں تیری الفت کا سودا ہو گیا
دل بھی میرا بستۂ زلف چلیپا ہو گیا

جب مرے پیش نظر وہ روئے زیبا ہو گیا
میں بھی مثل آئینہ محو تماشا ہو گیا

جب کھلیں آنکھیں پس مردن تو سر قبر پر مری
فاتحہ خوانی کو آئے حشر برپا ہو گیا

بعد مردن عشق نے میرے کیا پیدا اثر
مہ جبینوں کا مری مرقد پہ میلا ہو گیا

میں فقط تنہا نہیں محو جمال یار ہوں
دیکھکر اس کو زمانہ سارا شیدا ہو گیا

بادۂ وحدت کا جب سے جام ساقی نے دیا
پڑ گئی جس پہ نظر تیرا ہی وہ ہوکا ہو گیا

تیرے آنے سے تن بیجان میں جاں آ گئی
جلوۂ دیدار اعجاز مسیحا ہو گیا

عاشقی کا میری چرچا ہو گیا ہے اسقدر
میری نظروں میں اک مجنوں بھی لیلا ہو گیا

پڑ گئی تیری نظر جب روئے زیبا پر قمر
دیدۂ مشتاق تیرا چشم موسیٰ ہو گیا

بخدا غم نہیں مجھکو شب تنہائی کا
ہجر میں وصل ہی حاصل ہے بت ہرجائی کا

ہو گیا حال برا پھر ترے شیدائی کا
پھر جنوں حد سے بڑھا ہے ترے سودائی کا

شوق اُن کو ہی ادھر اپنی خود آرائی کا
پھر ارادہ ہے مرا بادیہ پیمائی کا

شوق تجھکو ہی شب روز خود آرائی کا
مشغلہ میرا ہی چوکھٹ پہ جبیں سائی کا

شوق دل میں ہی اگر انجمن آرائی کا
کچھ رکھو دل میں خیال اپنے تماشائی کا

ترے دیوانہ کو کچھ غم نہیں رسوائی کا
دیکھنا حال زبوں ہے ترے شیدائی کا

پھر ہوا شوق مجھے بادیہ پیمائی کا
بڑھ گیا جوش جنوں پھر ترے سودائی کا

پہلے خود جلکے جلاتی ہی وہ پروانہ کو
مادۂ شمع میں ہی صبر و شکیبائی کا

بستر غم پہ پڑا ہے کوئی بیمار یہاں
اب مسیحا کو بھی موقع ہی مسیحائی کا

پتے پتے سے پتا ملتا ہے کوچہ کا ترے
ذرہ ذرہ میں ہے جلوہ تری یکتائی کا

آہ و نالے نے کیا انکو جہاں میں رسوا
راز پوشیدہ تھا اب تک ترے شیدائی کا

حسن خوبان جہاں میں ترا جلوہ دیکھا
راستہ خوب ملا تیری شناسائی کا

لذت درد کا بیدرد کو کیا لطف ملے
درد دل ہو تو ملے لطف شکیبائی کا

یا الٰہی مجھے پہنچا دے در دلبر تک
فخر حاصل ہو مجھے ناصیہ فرسائی کا

ضعف سے اُٹھ نہیں سکتا ہی تمہارا عاشق
حال کیا پوچھتے ہو اپنے تمنائی کا

جز خیال رخ دلدار یہاں کسکا گذر
کوئی مونس نہیں میری شب تنہائی کا

جلد بلوا لیں مدینہ میں قمر کو بھی حضور
اسکو ہے شوق فقط در پہ جبیں سائی کا

کبھی تو آکے دل کو شاد کرنا
مرا ویران مکاں آباد کرنا

کسی معشوق کے جور و جفا سے
نہ اے دل نالہ و فریاد کرنا

نسیم آئی ہے کیا کوئے صنم سے
مری مٹی نہ تو برباد کرنا

مقابل میں مرے سرو سہی کے
غرور اتنا نہ اے شمشاد کرنا

تمہارے ہجر میں مضطر قمر ہے
اسے دشمن سمجھکر یاد کرنا

اک جام اگر ساقی تو مجھکو دیا ہوتا
کیا تیرا بگڑ جاتا میں مست ہوا ہوتا

پردہ ہی سے عالم میں کرتے ہو بپا فتنہ
بے پردہ اگر ہوتے کیا جانیے کیا ہوتا

کرتے ہیں غضب کیا کیا رہ کر پس پردہ
آجاتے جو گھر باہر اک حشر بپا ہوتا

مرقد پہ پس مردن دو اشک بہا جاتے
کچھ قبر نہ بھجاتی محشر نہ بپا ہوتا

آنے کو تو آئیگی اک روز اجل لیکن
آتی جو شب ہجراں احسان بڑا ہوتا

منزل کو پہنچنے کی امید ہمیں ہوتی
یہ میرا دل مضطر گر راہنما ہوتا

تم دل میں اگر آتے آنکھوں میں سما جاتے
مٹ مٹ کے قمر خاک نقش کف پا ہوتا

آپ پر جان جہاں جبتک کہ دل آیا نہ تھا
فکر کچھ دل میں نہ تھی سر میں کوئی سودا نہ تھا

کیوں خفا ہوتے ہیں سنکر حال دل میرا حضور
بد نصیبی کا گلہ تھا آپکا شکوا نہ تھا

جس پہ پڑتی ہی نظر پاتا ہوں میں محبوب کو
حسن کا روز ازل سے آپکے دیوانہ تھا

نیم بسمل چھوڑ کر جانا بھی کیا انداز تھا
مرہم خستہ دلاں انداز معشوقانہ تھا

سن کے مرنے کی خبر غیروں سے وہ کہنے لگا
مر مٹا اچھا ہوا وحشی تھا وہ دیوانہ تھا

ہو گئے اب درمیاں میں سینکڑوں حائل حجاب
اک زمانہ وہ بھی تھا ہم سے کوئی پردہ نہ تھا

دیکھکر جلوہ کسی کا سر بسجدہ ہو گیا
کھل گئیں آنکھیں تو دیکھا وہ مرا جانا نہ تھا

یاد آتی ہیں شہ خوباں تمہاری صحبتیں
جب کہ تم تھے شمع محفل اور قمر پروانہ تھا

آ کے اک دن میری مرگ ناگہانی دیکھنا
بجھ رہی ہے میری شمع زندگانی دیکھنا

ابتدا کا حال ہی باقی رہی اب انتہا
ہو رہے کیا کیا ہیں جور آسمانی دیکھنا

انتظار وصل میں جلتا ہوں میں پروانہ وار
اب ہے قسمت میں ہماری شادمانی دیکھنا

آئے ہیں مقتل میں وہ میرا تماشہ دیکھنے
انکے الطاف و کرم اور مہربانی دیکھنا

اے قمر صحرا نوردی ابتدا ہے عشق کی
اور کیا یار کی ہے مہربانی دیکھنا

آج جلوہ ہے مرے گھر ہی اک بت بے پیر کا
میں ہوں ممنون احسان آہ کی تاثیر کا

تیر مژگاں سے جگر دل دونوں چھلنی ہو گئے
ذرہ باقی رہگیا ابرو کی ہی شمشیر کا

اور محشر کے آگے پیش کرنے کے لئے
زخم دل کافی ہے اے قاتل تری شمشیر کا

بند آنکھیں کر کے تجھکو دیکھ لیتا ہوں مدام
دل کے آئینہ میں ہے نقشہ تری تصویر کا

اب رہائی ہو نہیں سکتی کسی پہلو مجھے
پڑ گیا حلقہ گلے میں زلف کی زنجیر کا

صورت لیلیٰ سے ملتی ہی شباہت آپکی — ہوگیا ہی قیس کو دہوکا تری تصویر کا
دیکھتا ہوں جس طرف آتا ہی بس تو ہی نظر — بندہ گیا ایسا تصور ہی تری تصویر کا
کیا ستا سکتی ہی مجھکو گردش چرخ کہن — ہوگیا ہوں دل سے خادم خواجۂ اجمیر کا
یہ الٰہی یہ تمنا ہی کہ وقت واپسیں — لب پہ ہو نام محمدؐ ہاتھ دامن پیر کا

مٹ نہیں سکتا مٹائے سے کسی کے اے قمر
عکس جب دل میں ہے تیرے یار کی تصویر کا

یاد روئے آئینہ رویاں نے حیراں کردیا — گیسوئے پیچاں نے پھر دلکو پریشاں کردیا
مثل بوئے گل رہا پوشیدہ میری جان ہیں — مجھکو ظاہر کردیا اور خودکو پنہاں کردیا
زلف دکھلا کر مسلمانوں کو ہندو کردیا — اور ہندو کو دکھا کر رخ مسلماں کردیا
کشتۂ ناز و ادا ممنون احساں کیوں نہو — فاتحہ خوانی کا اس کے جس نے ساماں کردیا
نذر جان و دل کیا ناز و ادائے یار کے — دین و ایماں کو قدم پر اسکے قرباں کردیا
حسرت دیدار نے مرقد کو میرے بعد مرگ — تا قیامت مرکز طوف غزالاں کردیا

نالہ ہائے شب نے تیرے عشق مخفی کا قمر
قطرہائے خوں بہا کر پھر سے اعلاں کردیا

ہاں پلا ساقی مئے عرفاں سے اک ساغر شراب — کچھ کمی ہوگی نہ ہرگز دے مجھے بھرکر شراب
یوں تو خمخانہ سے تیرے پی رہا ہوں روز و شب — اک پیالہ اور بھر دے ساقی کوثر شراب
میکشی سے منع کیوں کرتا ہی میخواروں کو تو — تو بھی چلکر پی لے واعظ ایک چلو بھر شراب

ہے خمار نشہ باقی میری آنکھوں میں ابھی
روز و شب گردش میں کیوں رہتا ہے چرخ نیلگوں

یاد آتی ہے مجھے ہر دم وہ رو رہ کر شراب
سچ تو یہ ہے دیر ہی ہے اسکو بھی چلکر شراب

عشق ساقی میں قمرؔ آنکھیں رہی گویا ہیں خم
راہ سے آنکھوں کے گرتی ہے لہو بنکر شراب

الٰہی دکھا مجھ کو روئے حبیب
مدینے کو جانے کی ہے آرزو
کہاں سے چلی آ رہی ہے صبا
نہیں ہے عبث گردش ماہ خور
ترے ہوش واعظ ٹھکانے نہیں

سنا دے مجھے گفتگوئے حبیب
ملے کوئی رہبر بسوئے حبیب
مجھے تجھ سے آتی ہے بوئے حبیب
انہیں بھی تو ہے جستجوئے حبیب
سنی تو نے کیا گفتگوئے حبیب

قمرؔ ہو گی پوری تمنائے دل
ہے مدت سے جو آرزوئے حبیب

دنیا کو تو ہے گلشن و گلزار سے مطلب
فردوس کی خواہش ہے نہ گلزار سے مطلب
ہر آبلہ پا یہی کہتا ہے کہ مجھکو
زاہد کو اگر طاق مساجد کی طلب ہے

ہے مجھ کو فقط یار کے دیدار سے مطلب
ہے ہم کو سدا کوچہ دلدار سے مطلب
صحرائے مدینہ کے ہے ہر خار سے مطلب
عشاق کو ہے ابروئے خمدار سے مطلب

محبوب الٰہی مرے خواجہ کے ہیں محبوب
تجھ کو بھی قمرؔ ہے اسی سرکار سے مطلب

صورت دلدار کیا ہے لاجواب — مجھکو دکھلادے کوئی اسکا جواب

رحم کر ظلم و ستم سے باز آ — حشر میں دے گا خدا کو کیا جواب

دل میں آپڑتے ہیں ہو باتیں کرو — مجھ کو ملجائیگا در پردہ جواب

منتظر ہوں وصل کے پیغام کا — نامہ برا تبک نہیں لایا جواب

چرخ نیلی فام تجھ سے حشر میں — سامنے اللہ کے لوں گا جواب

صنعت صانع پہ ہو جاؤں نثار — واہ کیا صورت بنائی لاجواب

سب سے خاموشی بھلی ہے اے قسمؔ
بات کیا تم نے کہی ہے لاجواب

یار کو ہم سے نہ ہوتا تھا حجاب — بخت برگشتہ نے ڈالا انقلاب

ہے غضب اللہ کا یا قہر ہے — داغِ ہجر یار در عہد شباب

آتش سوزانِ ہجر یار سے — ہو گیا اپنا جگر جل کر کباب

دے خدا کے واسطے ساقی مجھے — میکدہ سے لیکے اک جام شراب

کیجئے مشکل کشائی یا علی — حسرتیں کب تک رہیں خستہ خراب

مانگ شیرِ حق کے دروازے سے تو — بادشاہِ عارفاں ہیں بوترابؑ

اے مرے مولا علی مشکل کشا — اپنے رُخ پر سے اُٹھا دیجے نقاب

چہرۂ پر نور ہو پیش نظر — اور پڑھوں میں مصحفِ رخ کی کتاب

جاچکا ہے نامۂ شوقِ لقا — اب تلک آیا نہیں اسکا جواب

ہوں فدا حضرت علیؓ کے نام پر
ہوں قمر دل سے غلامِ بوترابؓ

پنہاں رگِ گلو میں عیاں چشمِ تر میں آپ — گوشہ میں دل کے آپ ہیں سینہ کے گھر میں آپ
غربت کی شب میں آپ ہیں آہِ سحر میں آپ — دورِ فلک میں آپ ہیں نورِ قمر میں آپ
ہیں خم میں آپ جام میں آپ اور سبو میں آپ — نشہ میں آپ کیف میں آپ اور خمر میں آپ
پاتا ہوں ہر جگہ پہ نشاں آپ کا حضور — سوزِ دروں میں آپ ہیں روحِ جگر میں آپ
ہر جا حضور کے ہیں کرشمے نئے نئے — جن و ملک میں آپ ہیں ہر ہر بشر میں آپ
آدم میں آپ نوح میں آپ اور خلیل میں — مدت کے بعد آئے ہیں خیر البشر میں آپ
پہلے تو دل لبھا لیا لیلےٰ کے بھیس میں — پھر بن کے قیس خود رہے لیلیٰ نگر میں آپ
جلوہ سے آپ کے نہیں خالی کوئی جگہ — قطرہ میں ہیں حباب میں ہیں بحر و بر میں آپ
باغِ جہاں ہے حسن سے شاداب آپ کے — بلبل میں گل میں باغ میں شاخ و شجر میں آپ
ہر شے میں آپ کا ہے ظہور آپ کا ہے نور — دل میں جگر میں تارِ نفس میں نظر میں آپ
آ شکلِ احمدی صلعم میں جہاں کو کیا مطیع — دکھلا کے شان بس گئے طیبہ نگر میں آپ

پایا قمر نے بعدِ مِنا آپ کا پتا
دہلی میں چھپ کے بیٹھے تھے چشتی نگر میں آپ

آنکھیں ہیں مری منبعِ اسرارِ محبت — اور دل ہے مرا مطلعِ انوارِ محبت
پوشیدہ محبت میں ہیں اسرارِ نہانی — عشاق سے پوچھے کوئی اسرارِ محبت

کیا خاک شفا ہوگی طبیبان جہاں سے
دیوانگیٔ عشق رہے تا بہ قیامت
سر دیکے سبکدوش ہوا بار گراں سے
ہیں زندۂ جاوید قتیل نگہ ناز

اچھا نہ مسیحا سے ہو بیمار محبت
محشر میں بھی ہو گرمئ بازار محبت
جاں بیچ کے ہوتا ہوں خریدار محبت
مرتے نہیں جو ہوتے ہیں بیمار محبت

کرتے ہیں قمر یاد اُسیکو شہ طیبہ
جس شخص میں پاتے ہیں وہ آثار محبت

نظر میں آ گئی جب سے جناب کی صورت
بھرا ہوا ہے خم دل مئے محبت سے
ہمیشہ ایک ہی حالت نہیں زمانہ کی
لگی ہے آگ یہاں کسی کی اُلفت میں
نہ آ تو زاہد ناداں سوئے میخانہ
جلا دیا دل میکش کو میرے ساقی نے

بدل گئی دل خانہ خراب کی صورت
تمہاری آنکھ ہے جام شراب کی صورت
ہماری زیست یہاں ہے حباب کی صورت
بنے ہیں قلب و جگر بھی کباب کی صورت
بگڑ نہ جائے کسی دن جناب کی صورت
جگر کباب لہو ہے شراب کی صورت

یہی ہے دل کی تمنا قمر ہمیشہ سے
مرے ہو پیش نظر بو تراب کی صورت

تو مجھے بھول گیا کیا باعث
تو تو رہتا ہے رگ جاں سے قریب
کاٹ کر سر کو سبکدوش کیا

ہو گیا مجھ سے خفا کیا باعث
کیوں نہیں مجھ سے ملا کیا باعث
نہ کروں شکر ادا کیا باعث

آگیا موت کا پیغام مگر
قاصد آیا نہ مرا کیا باعث

میں گنہگار اگر تھا گردوں
مجھپہ کیوں ٹوٹ پڑا کیا باعث

چین مجھ میں نہیں آیا ابتک
میں تڑپتا ہی کیا باعث

ہم سمجھتے تھے مسلماں تجھکو
بت کو سجدہ جو کیا کیا باعث

لے کے پیغام شہنشاہ عرب
نہیں آتی ہے صبا کیا باعث

کیوں قمر ہم نہیں کہتے تھے تجھے
بارغم سر پہ لیا کیا باعث

تڑپتا کیوں دل مضطر ہے تو آج
پڑی ہے تجھ کو کس کی جستجو آج

کوئی آتا ہے میرے امتحاں کو
الٰہی میری رکھنا آبرو آج

اجل آنے کو ہے اب کوئی دم میں
ہوا جاتا ہے خون آرزو آج

نظر آتی ہیں آنکھیں سرخ اُن کی
بہا لے چشم تر تو بھی لہو آج

ذرا دربان خیال شیخ رکھنا
نہ آجائے کہیں وہ بے وضو آج

صبا لائی نوید جانفزا خوب
کریگی زخم دل کو وہ رفو آج

قیامت کا کیا تھا جس نے وعدہ
وہی تو آگیا ہے روبرو آج

ذرا اے اجل دم لے ٹھہر جا
مجھے کرنی ہے اُن سے گفتگو آج

نہ کیوں سجدہ کروں چاہ رو نظر میں
نظر آتا ہے تو ہی چار سو آج

جیسے کعبہ و مسلماں پوجتے ہیں
وہی قبلہ نما ہے قبلہ رو آج

بڑا مجمع ہے میخواروں کا ساقی — ہوا خالی ترا جام و سبو آج
مرے پیارے محمد صلعم بہر واللیل — سنگھا دے مجھ کو زلف مشکبو آج
مرا ماہ عرب ہے جلوہ فرما — سرک جا سامنے سے ماہ تو آج
بہا کر اشک خوں میں چشم تر سے — ہوا ہوں سیر کر ساقی سرخ رو آج
ندامت سے گرا گر چند آنسو — کرو عصیاں کی اپنے شست و شو آج
چھپاتے کیا ہو حال عشق گیسو — کرو اظہار ان سے مو بمو آج

اچانک آ گئے وہ میرے گھر میں
بر آئے گی قمرؔ کی آرزو آج

ہر گھڑی رنجیدگی بے سبب کا کیا علاج — باز آیا مہربانی سے غضب کا کیا علاج
دن تو گزرا آرزوئے وصل میں دلدار کی — اس غم تنہائی کا بس طول شب کا کیا علاج
میں نے مانا یاد میں تیری مرا دل شاد ہے — لیکن اس مشتاق آنکھوں کی طلب کا کیا علاج
عشق کو اوروں سے پوشیدہ رکھا جائے مگر — زرد رنگت حالت خشکی لب کا کیا علاج

فرض کیجے دو جہاں سے آنکھ بھی موند لیں قمرؔ
طالب معشوق دل کی اس طلب کا کیا علاج

چشم خونناب کیوں ہے زاری آج — کس لئے اشک غم ہیں جاری آج
تن زار اُڑ گیا جو بن کے غبار — اس سے ظاہر ہے خاکساری آج
نزع میں ہے امید وعدۂ دید — اس لئے ہے نفس شماری آج

کل سے دکھلائی نہ صورت اس نے
تجھکو دیکھا تو جاں میں جاں آئی
کون سی آرزو کا خون ہوا
فتنہ گر تاک میں تھا مدت سے
پھر بتوں کو جما لیا دل میں
منتظر ہے چمن میں باد صبا
کب بلائیں گے وہ شہ والا
ہے جنازہ پہ مجمع احباب
سنتے ہیں سوختہ ہلالی کی

جان جانے کو ہے ہماری آج
ہوگئی ختم آہ و زاری آج
کس کے غم میں ہی سوگواری آج
کیا لگایا ہے زخم کاری آج
ہوگئی ختم دینداری آج
آئے گی یار کی سواری آج
اضطرابی ہے بے قراری آج
آئی کس شان سے سواری آج
ہوگی دوزخ سے رستگاری آج

جان دینے میں ہو نہ عذر قمر
ہے یہی وقت جاں نثاری آج

پہلے آکر سامنے سے پردۂ رخسار کھینچ
ہے پسینہ سے جبیں یار کے خوشبو دماغ
جسم کی تیری رگیں کچھ کم نہیں اے برہمن
کر رہا تھا میں وضو مسجد میں از بہر نماز
ہو سکے تجھ سے اگر جا دیکھ پہلے یار کو
بیخودی میں جلوۂ جاناں نظر آجائیگا

بعد میرے قتل کرنے کے لئے تلوار کھینچ
مت گلاب و یاسمن کا عطر اے عطار کھینچ
پھینکدے اپنے گلے سے رشتۂ زنار کھینچ
لیچلا پھر شوق سوئے خانۂ خمار کھینچ
اے مصور آکے تصویر بت عیار کھینچ
ہاں خودی کے سامنے اپنے نہ تو دیوار کھینچ

بھیجتے ہیں یار کو بے تار کے برقی پیام
زاہدا آنکھوں سے اپنی آنسوؤں کا تار کھینچ

واعظا واقف نہیں ہے تو کشش سے عشق کی
تجھکو مسجد سے وہ لائیگی سر بازار کھینچ

پہلے زخمی کر دیا ہے دل صد چاک کو
سی رہا ہے پھر تو اپنے پیرہن کا تار کھینچ

ہو چکی رخصت خزاں آنے کو ہے فصل بہار
دل سے آہ سرد مت اے بلبل بیمار کھینچ

دل جگر سینہ میں تیرے ہو گئے جلکر کباب
سوز دل سے اے قمر اک آہ آتشبار کھینچ

ملتا نہیں کوئی مجھے دلدار کی طرح
ہوں محو دید نرگس بیمار کی طرح

یارب بخت خفتہ کبھی جاگ اٹھے مرا
آئیں وہ گھر میں طالع بیدار کی طرح

قیمت نہ پوچھئے گا دل داغدار کی
لایا ہوں نذر لیجئے مختار کی طرح

آدم سے اب تلک ہوئے کتنے ہی انبیاء
لیکن ہوا نہیں کوئی سرکار کی طرح

آیا پہنکے جامۂ خاکی جہان میں
اب ہوں قفس میں بلبل بیمار کی طرح

ٹپکا جو یاد میں دُر دندانِ یار کے
وہ اشک ہو گیا دُر شہوار کی طرح

مرکز بنا ہے جب سے ترے خال پُر ضیا
تو وجان نثار ہوتی ہے پرکار کی طرح

یاں تک ہوئی ہے شہرت دیوانگی مری
ہر گھر میں ذکر ہے مرا اخبار کی طرح

قاصد کے واسطے کی ضرورت نہیں مجھے
کھٹکا لگا ہے دل میں مرے تار کی طرح

بدمست ہی سمجھ کے نکیرین چھوڑ دیں
سوتا رہوں گا قبر میں ہشیار کی طرح

ویران سمجھ کے خانۂ دل میں کبھی کبھی
آئے وہ دو گھڑی کبھی تو اغیار کی طرح

تھوڑی جگہ مدینہ میں دیکر شہ جہاں
رہنے دو مجھکو سایۂ دیوار کی طرح

محو نظارہ ہے قمر زار آپ کا
آنکھیں کھلی ہیں نرگس بیمار کی طرح

نازکی گل میں کہاں رخسار جاناں کی طرح
سنبل و ریحاں کہاں ہیں زلف خوباں کی طرح

جستجوئے یار اک جا بیٹھنے دیتی نہیں
ہوں میں سرگرداں ازل سے چرخ گرداں کی طرح

دل لگانے کی جگہ دنیا نہیں ہے غافلو
کچھ دنوں کے واسطے رہنا ہے مہماں کی طرح

واعظ ناداں کیا ایسا ہی ہے سچ سچ بتا
گلشن فردوس طیبہ کے بیاباں کی طرح

سیر گلشن کیا کریں بے یار کے اے ہمدمو
باغ بھی وحشت کدہ ہوگا بیاباں کی طرح

پاس کچھ رکھتا نہیں رکھتا ہوں دولت عشق کی
گرچہ مفلس ہوں مگر رہتا ہوں سلطاں کی طرح

زلف جاناں کا تصور بس گیا ہے اسقدر
جسم میں رگ رگ بنی ہے مار پیچاں کی طرح

مانی و بہزاد لائیں نذر کردوں جان و دل
کیا کوئی تصویر ہے سلطان خوباں کی طرح

سیر کرتا ہوں قمر دل کی تو آتے ہیں نظر
داغ ہائے دل مرے سرسبز بستاں کی طرح

جس طرف حشر میں ہوگا مرے سرکار کا رخ
بس مقابل میں پھریگا مرے غفار کا رخ

قبلہ رخ رکھنے کی حاجت نہیں مجھ بیدل کو
قبر میں خود ہی پھریگا ترے بیمار کا رخ

خوب آرام سے سو جاؤں گا میں محشر تک
گر رہے سامنے میرے تری دیوار کا رخ

روسیاہی ہے گناہوں کے جو نادم ہوگا
چاند سا حشر میں چمکیگا گنہگار کا رخ

سب نبیؐ حشر میں اس رخ پہ کرینگے سجدہ
ہوگا جس رخ پہ مرے احمدؐ مختار کا رخ

غم نہیں اہل جہاں پھیر لیں رخ تجھ سے قمر
تو بھی منہ موڑ کے کر کوچہ دلدار کا رخ

مرے پیش نظر ہے صورت شیخ
نہاں ہے دل میں میرے الفت شیخ

مزا آجائے گا وصل صنم کا
عجب صحبت ہے کیسی صحبت شیخ

اطاعت حق کی ہے طاعت نبیؐ کی
اطاعت مصطفےٰ کی طاعت شیخ

نہیں پروا مجھے دونوں جہاں کی
مجھے کافی ہے دست ہمت شیخ

مری آنکھوں میں ہے خواجہؒ کی تصویر
مرے دل میں چھپی ہے صورت شیخ

قمر رہتا نہیں بے وجہ مدہوش
ملا ہے اس کو جام وحدت شیخ

ہے آنکھ کے پردہ میں عیاں روئے محمدؐ
اور غنچۂ دل میں ہے نہاں بوئے محمدؐ

کعبہ دل عشاق کا ہے روئے محمدؐ
ہیں طاق حرم دو خم ابروئے محمدؐ

آہوئے ختن عنبر سارا بھی ہیں نادم
خوشبوئے جہاں میں ہے نہاں بوئے محمدؐ

بخشش پہ خدا ہوگا یہ ہر گرم شفاعت
ملتی ہوئی حق سے ہے بہت خوئے محمدؐ

والشمس میں رخسار تو واللیل میں گیسو
ہیں صبح و مسایہ رخ و گیسوئے محمدؐ

ہے آرزو میری یہ دم نزع الٰہی
تو دل میں ہو اور پیش نظر روئے محمدؐ

مانع ہے ادب ورنہ تمہیں دل میں بٹھا دوں
سجدہ پہ کروں سجدہ نہ کیوں سوئے محمدؐ

کیونکر نہ ملے مجھ کو قمر رتبۂ اعلیٰ
دیوانۂ احمد ہوں ثنا گوئے محمدؐ

عمر بھر ہو گی نہ یہ چشم خیال یار بند
گرچہ اس نے کر دیا ہے روزن دیوار بند

آئے گا جب یار اپنا سیر گلشن کیلئے
ہو گی حیرت سے نہ چشم نرگس بیمار بند

چہچہے کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا تجھے
کیوں نہیں کرتی ہے بلبل اپنی تو منقار بند

گرم بازاری ہوئی ہے جب سے تیرے حسن کی
یوسف مصری کا یکدم ہو گیا بازار بند

نیند آتی ہے نہ موت آتی ہے ہجر یار میں
ہو گئے کیا یارب ہمیشہ دیدہ بیدار بند

تم کو رندوں کے ستانے سے ملا کیا زاہدو
کر دیا جو میکشوں پر خانہ خمار بند

مدرسہ سے اُٹھ کے اب لی ہے صنم خانے کی راہ
عشق میں بت کے قمر بھی ہو گیا زنار بند

آ تجھ کو کروں میں پیار قاصد
تجھ پر ہے یہ جاں نثار قاصد

لایا ہے جواب نامہ شاید
مدت سے تھا انتظار قاصد

لایا ہے جو تو نے نامہ اس کا
ممنون کیا ہے یار قاصد

احسان نہیں ادا ہوا کچھ
گویا ہوں میں شرمسار قاصد

آنکھوں سے لگا لوں کیوں نہ اپنے
پاؤں میں چبھے جو خار قاصد

پھر جا کے نبیؐ کے در پہ اک بار
کر عرض یہ انکسار قاصد

اک عاشق مضطرب دکن میں
کہتا ہے کہ دل فگار قاصد

بیتاب ہے تیرے در پہ اکبار — بھیجا ہے جگر وگار قاصد

تو جا کے کہو قمر دکن میں
ہرگز نہ بنے مزار قاصد

ہوں روز ازل سے میں طلبگار محمدؐ — دکھلا دے خدایا مجھے دیدار محمدؐ
ہوگی نہ شفا مجھ کو مسیحائے زماں سے — بیمار ہے بیمار ہے بیمار محمدؐ
قربان ہلال رخ شوال ہو دم میں — آئے جو نظر ابروئے خمدار محمدؐ
محبوب کا دیدار ہے دیدار حسن میں — اللہ کا دیدار ہے دیدار محمدؐ
ہر دم ہے تمنا ہے مدینہ کے سفر کی — دکھلا دے خدایا مجھے دربار محمدؐ
اس کو نہیں رہتا ہے سروکار جہاں سے — ملتی ہے جسے دولت دیدار محمدؐ

کھٹکا نہ رہے خوف قیامت کا قمر کو
مل جائے اگر سایۂ دیوار محمدؐ

ہو جاؤں فدا آپ پہ سو بار محمدؐ — اور دل ہو نثار آپ پہ ہر بار محمدؐ
طاقت نہیں بلوانے کی جا بھی نہیں سکتا — ہوں گردش دوراں سے میں ناچار محمدؐ
عاصی ہوں گنہگار ہوں بلوائیے شاہا — دل ہو گیا اب ہند سے بیزار محمدؐ
ہو عقل میں خیال رخ دلدار دم نزع — اور لب پہ ہو جاری مرے ہر بار محمدؐ

رکھتا ہوں جلوخانۂ دل میں تری تصویر
کرتا ہوں طواف اس کا میں ہر بار محمدؐ

حب نبیؐ لذیذ علی کی ولا لذیذ
کہیئے جہاں میں اس سے زیادہ ہے کیا لذیذ

عاشق ہوں درد کو بھی دوا جانتا ہوں میں
تلخیٔ درد بھی ہے شکر سے سوا لذیذ

لب بند ہوں گے دل میں تمہارے جو عشق ہو
دیکھو تو لے کے نام محمدؐ ہے کیا لذیذ

اہل جہاں کو لذت فانی سے کام ہے
میری فنا ہے کیوں نہ ہو کام بقا لذیذ

اہل دل کی مدح میں لذت نہیں قمرؔ
اللہ اور نبیؐ کی ہے حمد و ثنا لذیذ

محبت مصطفےؐ کی دل میں اے ناداں پیدا کر
اگر انسان ہے انسانیت کی شان پیدا کر

تری عمر رواں ہے پا بجولاں تو ہے غفلت میں
سفر درپیش ہے عقبیٰ کا کچھ سامان پیدا کر

صفائی قلب کی کر مل کسی پیر طریقت سے
مکاں خالی ہے رہنے کے لئے مہمان پیدا کر

تری شہ رگ سے بھی نزدیک تر وہ یار رہتا ہے
ذرا کر غور دل میں اور اسکا دھیان پیدا کر

ترے آئینہ دل میں تماشہ ہے خدائی کا
مراقب ہو ذرا گردن جھکا پہچان پیدا کر

مقابل یار کی آنکھوں کے ہے دعویٰ محبت تیرا
گھمنڈ اتنا نہ ہرگز نرگس حیران پیدا کر

نہ سوکھ اے دیدۂ تر یاد محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ میں
سمندر کی طرح اپنے میں اک طوفان پیدا کر

بہت مدت کے بعد آیا ہے بت سینہ کے مندر میں
برہمن بن کے پوجا کے لئے سامان پیدا کر

قمرؔ کیا ڈر ہے دریائے کرم اسکا ہے بے پایاں
بھروسہ اس کی رحمت کا ہے اطمینان پیدا کر

جبکہ وہ جان جہاں بدمست خواب آیا نظر
زاہد صد سالہ مسجد میں خراب آیا نظر

جلوۂ محبوب حق کیا بے حجاب آیا نظر
ماہتاب آیا نظر یا آفتاب آیا نظر

ہوش میں رہتا نہیں ساقی کی مجلس میں کوئی
خشک زاہد بھی وہاں مست شراب آیا نظر

چاک دامن خاک بر سر خستہ دل تفتہ جگر
تیرا شیدائی زمانہ میں خراب آیا نظر

عاشقوں کو تیرے ہوگی تاب نظارہ کہاں
ہوش اُڑ جائیں گے جب تو بے نقاب آیا نظر

تیرے رُخ کو دیکھ کر کھویا نماز فجر کو
سجدہ جائز ہی نہیں جب آفتاب آیا نظر

چل رہا تھا مجلس رنداں میں جب دور شراب
ہائے واں بھی محتسب خانہ خراب آیا نظر

طاق ابروئے آپ کا ہی سجدہ گاہ عاشقاں
کیوں نہ ہو دیکھا تو کعبہ کا جواب آیا نظر

سینہ بریاں دل طپاں ہے عشق جاناں میں مرا
چیر کر سینہ جگر دیکھا کباب آیا نظر

جب خیال آیا گناہوں کا تو تیرے خوف سے
کانپ اُٹھا دل مرا روز حساب آیا نظر

مذہب و ملت سے کیا مطلب ترے عشاق کو
دیر و کعبہ میں بھی رُوئے آنجناب آیا نظر

جوشش رحمت کو ہوا اور دُھل گئے عصیاں تمام
جب قمر آگے ترے چشم پرآب آیا نظر

خود کو اظہار کیا شکل بتاں میں آکر
محو نظارہ ہوا بزم جہاں میں آکر

ہوا بدنام وہ رنداں جہاں میں آکر
جام بھر بھر کے دیا دیر مغاں میں آکر

چھپ گیا جان جہاں خود مری جاں میں آکر
رنگ عالم کو کیا جام جہاں میں آکر

ہم کو گردش میں رکھا دور زماں میں آکر
گردیا خاک ہمیں چشم بتاں میں آکر

کہیں درویش ہے وہ اور کہیں سلطان جہاں
خوب وہ ہو کے میں رہا کون و مکاں میں آکر

دیکھتا ہوں میں جدھر تو ہی نظر آتا ہے
جنس وحدت ملی کثرت کی دکاں میں آکر

خوب واقف ہیں کرشموں سے تمہارے صاحب
وہ ہجوم عالم میں مچی وہم و گماں میں آکر

آرہی ہے دردِ دل سے جو صدائے یاہو
چھپکے بیٹھا ہے کوئی اپنے مکاں میں آکر

پارساؤں میں کبھی محفل رنداں میں کبھی
کبھی پوشیدہ رہا بزم بتاں میں آکر

درد دل اپنا چھپایا تھا قمرؔ یاروں سے
کھل گیا راز دروں آہ و فغاں میں آکر

تری صورت میں وہ جلوہ دکھا کر
رکھا ہے مجھ کو دیوانہ بنا کر

صدائے سرمدی اپنی سُنا کر
کیا ہشیار دیوانہ بنا کر

کیا بیہوش موسےٰ کو بلا کر
تجلّی طور پر اپنی دکھا کر

بڑی مشکل سے سمجھا کر منا کر
اسے دل میں رکھا مہماں بنا کر

صبا لِلّٰہ یہ مشتِ خاک میری
ذرا لے چل مدینہ تک اڑا کر

اگر ہوگی مدینہ تک رسائی
کروں گا عرض دردِ دل سنا کر

مرے مولا مرے سرکار لِلّٰہ
رکھو مجھ کو مدینہ میں بلا کر

کروں گا اُن کی زلفِ عنبریں میں
دلِ صد چاک کو شانہ بنا کر

نظر آجائیں جب وہ شاہِ خوباں
رکھوں گا اپنی آنکھوں میں چھپا کر

کرو دل کی تمنا میری پوری
نکل آؤ ذرا پردہ اُٹھا کر

کیا بیخود مجھے موسیٰ بنا کر
جمال دل ربا اپنا دکھا کر

رحمۃ اللہ علیہ

اُٹھیں گے ہم نہ ہرگز تا قیامت — در محبوب پر آسن جما کر
گذرتی تھی کسی عالم میں اچھی — ہوئے بدنام اس عالم میں آکر
نظر بھر کر ابھی دیکھا نہیں تھا — کیا بسمل مجھے آنکھیں دکھا کر
مکاں میں میرے جس دن آئیں گے وہ — رکھوں گا اُن کو آنکھوں میں چھپا کر
نہ آنا تھا تمہیں پہلے ہی باہر — چھپے پھر کس لئے صورت بتا کر
الگ ہو کر تماشا دیکھتے ہو — ہمیں دنیا کے جھگڑوں میں پھنسا کر
مقابل اپنے تصویر محمدؐ — لگا رکھی ہے آئینہ بنا کر
رہے دائم سلامت دین و ایماں — وہ بت کہتا ہے مجھ سے یوں دعا کر

قمرؔ اپنی حقیقت کو تو سمجھو
اُسے دیکھو خودی اپنی مٹا کر

نزدیک وہ آتے نہیں دیوانہ سمجھ کر — وہ جان کے انجان ہیں بیگانہ سمجھ کر
گو آپ کے قابل نہیں سرکار مرا دل — اک روز تو آجایئے ویرانہ سمجھ کر
ہم روز ازل سے ہیں انہیں چاہنے والے — وہ دور چلے جاتے ہیں بیگانہ سمجھ کر
وہ نور ہیں نظروں سے مگر دل میں ہیں موجود — آتے نہیں وہ سامنے بیگانہ سمجھ کر
واقف نہیں مجھکو لگا نہ کبھی ساغرِ مے سے — ساقی مجھے دیتا نہیں پیمانہ سمجھ کر
مدت ہوئی قربان کئے جانؔ و دل اپنا — ایمان بھی لے لیجئے نذرانہ سمجھ کر
سب چھوڑ چلے جائیں گے جب کنج لحد میں — سو جائیں گے ہم اپنا ہی کاشانہ سمجھ کر

دامن کو سنبھالے ہوئے میں ساتھ رہونگا
بھولو نہ مجھے حشر میں بیگانہ سمجھہ کر

سر خم ہے تسلیم و رضا ہو قمر اپنا
دشمن سے ملا کیجئے بیگانہ سمجھہ کر

شہید ناز ہوں دعوےٰ ہے میرا تیغ آہن پر
رہیگا حشر تک احسان قاتل میری گردن پر

رخ روشن مرے دلدار کا گر دیکھ پائیں گے
نہوں گے جمع پروانے جہاں کے شمع روشن پر

قیامت ہوگی برپا ہمسفیرو تم یقیں مانو
گذر جس دم ہو جائے گا انکا میرے مدفن پر

پس از مرنا دیوانہ پن ہمجائیگا ظاہر
چڑھائے جائیں گے پتھر عوض پھولوں کے مدفن پر

تبسم تھا کہ اک بجلی تڑپ کر رہ گئی دلمیں
گری یہ برق کیسی یا الٰہی دل کے خرمن پر

نگاہِ مست ساقی کی محبت میں مرا ہوں میں
غزالانِ ختن بہر طواف آئیں گے مدفن پر

تصوّر میں بلا کی دوربینی حق نے بخشی ہے
نظر پڑتی ہے گھر بیٹھے درِ خواجہ کے روزن پر

ہمارا خون ناحق اک نہ اک دن رنگ لائیگا
رہیگا خون عاشق حشر تک قاتل کے دامن پر

رہیگا انتظار اب بعد مردن بھی قمر تجھ کو
عوض سبزہ کے ہوگی نرگس بیمار مدفن پر

زنداں میں ہوں گھر آپ کا سرکار آتا ہے نظر
رہتا قفس میں ہوں مگر گلزار آتا ہے نظر

جب سے جدا ہوں آپ سے لگتا نہیں ہے دل مرا
دل یار اور اغیار سے بیزار آتا ہے نظر

مجھکو گمان جانِ جہاں ہوتا ہے تیرے عشق کا
دار الشفا میں جب مجھے بیمار آتا ہے نظر

جینے سے جی بیزار ہے آنکھوں میں آیا ہے دم
جینا تمہارے ہجر میں دشوار آتا ہے نظر

مطلب کے ہیں اپنے سبھی کیا وقت پر کام آئینگے
کوئی نہیں جز آپ کے غم خوار آتا ہے نظر

تو نے بھی شاید اے قمر دیکھا ہے چشم مست یار
اس واسطے نرگس صفت بیمار آتا ہے نظر

بڑھتا چلا ہے اے قمر مشق تصور آپ کا
پڑتی نظر ہے جس طرف دلدار آتا ہے نظر

خوگر جو رو اگر ہے کبھی فریاد نہ کر
زاری و آہ و بکا اے دل ناشاد نہ کر

کیا مزا ہے ستانے سے ملے گا تجھکو
مجھپہ یوں جور و ستم اے ستم ایجاد نہ کر

دام پر پیچ میں گیسو کے پھنسا ہوں خود ہی
فکر پھندے کی ہے اس واسطے صیاد نہ کر

میں تو ہشیار ہوں جام مے الفت پیکر
اپنے عاشق کو خدا کے لئے برباد نہ کر

روئے زیبا کو دکھا کر یہ چھپانا کیسا
اے شہ حسن غریبوں پہ یہ بیداد نہ کر

پابزنجیر ہی رہنے دے دل عاشق کو
قیدی زلف گرہ گیر کو آزاد نہ کر

اپنی قسمت کا لکھا ہو کے رہیگا اک دن
صبر سے کام لے جلدی دل ناشاد نہ کر

کفر و اسلام کے جھگڑوں سے قمر کیا مطلب
دیکھ زلف و رخ محبوب کو فریاد نہ کر

میکنم ہر رخت ہر صبح غوغائے دگر
من بسر دارم بگیسو شام سودائے دگر

سالہا با مشغل خورشید و مہ جوئی اگر
ہمچو من ہرگز نیابی یار شیدائے دگر

کار با جام و خم و ساقی ندارم در جہاں
جام و خم دارم دگر ساقی و صہبائے دگر

بستہ زنجیر گیسو چوں شدہ مرغ دلم
کے رود از دام زلفت اے پری جائے دگر

سینہ بریان دل طپان از داغہائے ہجر یار
این ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

نذر کردم جان و دل ایمان ہم کردم نثار
کعبۂ دیگر بدل دارم کلیسائے دگر

ہر نفس نظارۂ رخسار جانان میکنم
اے کہ در دل میکنم ہر دم تماشائے دگر

چون توئی ملجا و ماوا بینوا و خستہ را
پس بگو اے جانِ قمر دارد چہ پروائے دگر

حسب وعدہ نہیں آیا مرا گلفام ہنوز
ہوئی اسکی نہ الٰہی سحر و شام ہنوز

مرغ دل دیکھ کے پھنس جائے نہ خال و خط کو
زلف پیچان کا بچھا ہوگا وہاں دام ہنوز

جب تلک عشق میں بدنام نہ ہولے عاشق
پختہ کاران محبت میں رہے خام ہنوز

دل تڑپتا ہی ہا قبر میں بعد مردن
لطف کیا خاک ملے گا نہیں آرام ہنوز

دعوی ہم چشمی کا کرنے سے ملی مجھکو سزا
سنگساری کو سمجھتا ہی تو بادام ہنوز

دشمنوں کو بھی مرے حال پہ رحم آتا ہی
سب ہوئے رام مگر تو نہ ہوا رام ہنوز

خوب اغیار اٹھائے ہیں ترے وصل کا لطف
قمر زار فقط رہ گیا ناکام ہنوز

محبوب رسول حبیب خدا سلطان الہند غریب نوازؒ
ہادی سبل مہدی ہدا سلطان الہند غریب نوازؒ

مدت سے ہیں عاصی تم سے جدا سلطان الہند غریب نوازؒ
ہو دور دل بیکس کی غم وہ سلطان الہند غریب نوازؒ

دنیا میں وسیلہ سب کا ہی میرا اپنا نہ پرایا ہے
اب آپ ہی دیکھیے مولا سلطان الہند غریب نوازؒ

اس در کے سوا میں جاؤں کہاں لو آئیے مجھکو شاہ جہاں
تم جانتے ہو منشا میرا سلطان الہند غریب نوازؒ

ملجا کہ گدائی در کی ترے پھر شان نرالی ہو میری — ہر جا ہو مرتبہ اعلیٰ سلطان الہند غریب نواز
کہتے ہیں جہاں سب مجھکو خواجہ کا یہ بندہ ہے دیکھو — تم لاج رکھو میری شاہا سلطان الہند غریب نواز

خاموش ہو کچھ دیر قمر معلوم ہے سب خواجہ کو مرے
جو مانگو گے کردیں گے عطا سلطان الہند غریب نواز

واہ کیا صیاد ہے تیرا قفس — مرغ دل تڑپا کیا سو سو برس
یار کے انداز ہیں کیا خوش نفس — نالۂ لیلیٰ ہے آواز جرس
دیکھکر اس گیسوئے پیچاں کے پیچ — پھنس گیا میں جال میں مثل مگس
عشق صادق ہو تو پہلے جان دے — جان کی پرواہ نہ کر اے بوالہوس
قصد کو ہے کوچۂ دلدار کا — کس طرح ہو گی ہماری دسترس
فیض میں ساقی کے ہو برکت عطا — وہ رہے سر پر ہمارے سو برس
کیا سبب گردش میں ہیں شمس و قمر — دیکھ شرماتے ہیں روضہ کا کلس
آرزوئے ناقۂ لیلیٰ ہے آج — آرہی کانوں میں ہے بانگ جرس

ہاتھ اٹھا کر اے قمر اللہ سے
التجا کر ہے وہی فریاد رس

جاؤں گا میں مدینہ کو شاہ ہدا کے پاس — درخواست میں نے بھیجی ہے اپنی خدا کے پاس
زد روضہ جب ہو گرمیٔ محشر تو یا نبی — سایہ میں تیرے ہونگا کھڑا میں لوا کے پاس
مشکل نہیں ہے عقدہ کشائی حضور سے — لے تو چلو مجھے مرے مشکل کشا کے پاس

باد صبا خاک لے کوئے یار تک
بذل و عطا کی انکے خزانہ میں کیا کمی
مجرم گناہگار ہیں بے یار و غمگسار

لیجل تو اس مریض کو دار الشفا کے پاس
طیبہ میں جا کے مانگ شہ دوسرا کے پاس
جائیں گے ہم تو شافع روز جزا کے پاس

رد ہوں بلائیں اور یہ کلفت بھی دور ہو
آجاؤ یا نبی قمر بے نوا کے پاس

میرے ساقی میں ازل سے ہوں ترا حلقہ بگوش
مست ہوں آنکھوں کا تیرے ساقی پیماں شکن
تن مرا ہم رنگ جاں ہے اور جاں ہمرنگ تن
شیخ دیں تسبیح خوان مسجد میں بن بیٹھا تھا کل
زہد و تقویٰ نذر جاناں ہو چکے مدت ہوئی

ایک ساغر اور دے جاتے رہیں عقل و ہوش
اب کہاں ننگ و ناموس اور کہاں کی عقل و ہوش
جس جگہ جا ہو بلا لو وہ تو ہے خانہ بدوش
ہو گیا ہوں آج کافر اور ہوں زنار پوش
عشق میں کافر ہوں ہے مشرب مرا جوش و خروش

اے خدا کے واسطے زاہد قمر کی بات سن
زہد و طاعت چھوڑ دے اور عشق کا کر جام نوش

بر جمال شمع روئے مصطفےٰ پروانہ باش
ہمچو پاکاں از مئے توحید چوں مستانہ باش
پاک کن زنگار دل غافل مباش از یاد او

پابہ زنجیر از خیال زلف چوں دیوانہ باش
گر طلبگار خدائی از خودی بیگانہ باش
خواہ در مسجد نشیں یا ساکن بتخانہ باش

تا بکے آہ و فغاں در آرزوئے وصل دوست
اے قمر خاموش باش از خویشتن بیگانہ باش

عرش اعلیٰ ہے محمد کا مرے دیوان خاص
اور جبریل امیں جن کا بنا دربان خاص

قتل گاہ عاشقاں میں بوالہوس کا دخل کیا
ذبح ہوتے ہیں یہاں اللہ کے خاصان خاص

خوف حق سے ایک ہی قطرہ جو نکلے آنکھ سے
جرم دھونے کے لیئے ہو جائیگا باران خاص

تم بھی آؤ زاہدو لیکن ذرا کر کے وضو
میکشی کے واسطے یاں جمع ہیں یاران خاص

بعد مدت کے پھنسا ہی آج زاہد دام میں
اب اُسے حلقے میں لے بیٹھے ہیں میخواران خاص

ایک دو ساغر سے کیا ہوگا بھلا ساقی مرا
دے زیادہ مجھکو اوروں سے کہ ہوں مہمان خاص

مجھکو امید شفا ہرگز مسیحا سے نہیں
کر مرے درد دروں کا تو ہی کچھ درمان خاص

فکر کیا تجھکو جزا کی اور سزا کا خوف کیا
ہے قمر تجھ پر نبی کا سایۂ دامان خاص

مئے توحید پلا دے مئے احمر کے عوض
ایک دو گھونٹ ہی دیدے مجھے ساغر کے عوض

فکر فصاد نہ کر فصد کی میرے ہرگز
فصد ابرو سے ہوئی ہے مری نشتر کے عوض

رنگ و بوئے گل و گلشن پہ نہ جا اے بلبل
گل رخسار نبی دیکھ گل تر کے عوض

ہوتا چوکھٹ کے تلے دفن جو لاشہ اپنا
ہڈیاں کام میں آتیں مری پتھر کے عوض

نہیں قاصد کی ضرورت مرے نامہ کیلئے
نامہ بر خود ہے دل زار کبوتر کے عوض

کب ملیگا ترے میخانے سے جام لبریز
کاسۂ عمر تو بھرنے کو ہے ساغر کے عوض

چاک کر سینہ مرا دیکھ ستمگر نے کہا
پارۂ گوشت ہی دل ہے نہیں پتھر کے عوض

خوب دھوکے میں کہا مجھکو وہ کر کے وعدہ
غیر کے گھر کو گیا آج مرے گھر کے عوض

ہے غنی عشق کی دولت سے مرا قلب و دماغ
مجھ کو حاصل ہے قناعت طلب زر کے عوض

چادر گل پہ جنہیں نیند نہ آتی تھی قمر
سو رہے خاک پہ ہائے تہ قبر میں بستر کے عوض

سر میں مرے تمہارا ہی سودا رہا فقط
آنکھوں میں آپ کا رخ زیبا رہا فقط

سایہ نہیں تھا اس لئے جسم لطیف کا
پتلی میں آنکھ کی ترا سایہ رہا فقط

جب سے کہ جم گیا ہے تصور میں قد یار
پیش نظر تمہارا ہی جلوا رہا فقط

جب سے کسی کی زلف کا سودا ہوا مجھے
تیمار دار میرا مسیحا رہا فقط

موسیٰ بھی لا سکے نہ تجلی کی تیری تاب
میں جس کو دیکھ محو تماشا رہا فقط

سب باریاب ہو گئے دربار خاص میں
خستہ جگر قمر ترا شیدا رہا فقط

چھوڑو مسجد چلو خدا حافظ
جائیے دیر کو خدا حافظ

زلف احمدؐ میں پھنس گیا ہے دل
چاہے جو ہو سو ہو خدا حافظ

دل میں رکھ کر صنم چلے کعبہ
جاؤ اے زاہدو خدا حافظ

بتکدے میں تو ساری عمر کٹی
اب چلے کعبہ کو خدا حافظ

جان تو کر چکے ہو نذر اُن کے
دین کو بھی کہو خدا حافظ

ہو چکی بس شفا مسیحا سے
اے مرے ہمدمو خدا حافظ

جا مرینگے در حبیب پہ ہم
اب اٹھو اے قمر خدا حافظ

بے سبب روتی نہیں ہے اے دل دیوانہ شمع | کرتی ہے اظہار گریہ سے مرا افسانہ شمع
دیکھ کر دلدار کو میرے یہ سب حیران ہیں | بلبل و آہو و قمری نرگس و پروانہ شمع
آہ عاشق ہے کہ دود شمع ہے زلف سیاہ | ہے رخ دلدار شعلہ اور قد جانانہ شمع
عاشق جانباز کا غم ہے وگرنہ کس لئے | دیکھکر روتی بہت ہے لاشہ پروانہ شمع

گھر میں تاریکی نمایاں ہے قمر دیجور سی
کب کریگی پسیح بتا روشن مرا کاشانہ شمع

ہے مکاں میں میرے روے مہ لقا روشن چراغ | ہے نصیر الدین خواجہ شاہ کا روشن چراغ
حسن گر معشوق میں ہے عاشقوں کی کیا کمی | لاکھ پروانہ ہوں گر تجھ پر فدا روشن چراغ
کھا نہ جائے آکے ٹھوکر میری مرقد پر کوئی | اس لئے اے دوستو رکھنا سدا روشن چراغ
بعد مردن قبر میں کیا روشنی مل جائیگی | زندگی میں تو نہیں خواجہ مرا روشن چراغ
روشنی پر تو چراغوں کی گھمنڈ اتنا نہ کر | سرد آہوں سے بجھا دونگا ترا روشن چراغ
کان ہمکو دو ملے دو بات سننے کیلئے | دیکھنے کو حق نے دیں دو آنکھ یا روشن چراغ

غم نہ کھا تاریکئی مرقد کا تو ہرگز قمر
داغ دل تیرے لئے ہے برملا روشن چراغ

دیر و کعبہ کو کیا روشن مدینہ کا چراغ | برہمن اور شیخ کا دل ہو گیا جنت کا باغ
عشق سے خیر البشر کے دل منور ہو گیا | شمع محفل بنگیا ہے سینۂ سوزاں کا داغ
کیا دیا تو نے مجھے ایسی شراب بیخودی | ہے ابھی چکر میں اب تک ساقیا میرا دماغ

آب و گل میں تھا خمیر آدم خاکی ابھی — کر دیا روشن جہاں کو نور احمدؐ کا چراغ

جانتے مدت سے ہیں تیری حقیقت اے قمر
نعتِ احمدؐ سے فلک پر چڑھ گیا تیرا دماغ

آ کبھی جانِ جہاں اس جسمِ بیجاں کی طرف — پڑھتے جانا فاتحہ گورِ غریباں کی طرف
بعد مردن قبر میں کرنا نہ قبلہ رو مجھے — خود بخود پھر جائیگا منہ میرے جاناں کی طرف
کیوں نہ میں قربان جاؤں تیرے اے دستِ جنوں — چاک دامن کر کے تو پہنچا گریباں کی طرف
تیرے کوچہ کی گدائی گر ملے مجھ کو کبھی — میں نہ دیکھونگا کبھی تختِ سلیماں کی طرف
ہاتھ جب کہ آ گیا ہو دامنِ قدسی ترا — اک نظر بھی وہ نہ ڈالے باغِ رضواں کی طرف
دیکھ لینا اس گھڑی محشر بپا ہو جائیگا — ناز سے گر آئے تو گورِ غریباں کی طرف
سینکڑوں بنکر غبارِ راہ دامنگیر ہیں — کاش تو دیکھا تو ہوتا اپنے داماں کی طرف
جوش آ ہی جائیگا دریائے رحمت کو تری — دیکھنا یا رب ہماری چشمِ گریاں کی طرف
زاہدو کیا پوچھتے ہو تم نمازِ عاشقاں — سر ہے قبلہ کی طرف دل کوئے جاناں کی طرف
زہد بہ جائیگا زاہد خود تو ہوگا غرقِ آب — جب پڑے تیری نظر چاہِ زنخداں کی طرف

بڑھ گئی وحشت قمر زوروں پہ ہے جوشِ جنوں
ہاتھ پھر بڑھنے لگا تیرا گریباں کی طرف

نورِ حق کی ضیا ہے درود شریف — پڑھ کے دیکھیں ذرا درود شریف
رحمتِ حق کا کیوں نہ ہوگا ظہور — اس پہ جس نے پڑھا درود شریف

دل منور ہو ہر مسلماں کا
صدق سے گر پڑھا درود شریف

درد کر لے مریض ہے یہ دوا
بخشے اس کو شفا درود شریف

پار بیڑا جہاں سے ہو اُس کا
جس کا ہو مدعا درود شریف

ہوں گرفتار بند عصیاں میں
مجھ کو کر دے رہا درود شریف

زنگ سے اس کے دل مصفا ہو
جو پڑھے برملا درود شریف

سر مخفی ہے اُس میں پوشیدہ
دیکھ پردہ اُٹھا درود شریف

بن کے رہبر وہ اس کے کوچہ کا
دیگا رستہ بتا درود شریف

ہوں گے طے سب منازل مقصود
پڑھ نماز و دعا درود شریف

کیوں قمر چھوڑوں ایسی نعمت کو
ہم کو حق سے ملا درود شریف

سوا خدا کے جہاں میں نہیں ہے کوئی رفیق
ہزار ماں سے زیادہ ہے وہ ہمارا شفیق

نہ خط ہی بھیجا نہ قاصد نہ آپ خود آیا
اجل کے آنے میں کیوں ہو رہی ہے پھر تعویق

تمہارے آتے ہی جاں آئی جسم بیجاں میں
ہماری موت کی کس طرح ہو گی پھر تصدیق

قدم رکھا ہوں تو پیچھے ہٹوں نہیں ہرگز
اگرچہ عشق کا دریا سنا بہت ہی عمیق

دہن میں اُنکے یہ گوہر ہیں یا کہ ہیں دنداں
یہ لب ہیں اُنکے الٰہی کہ ہیں یمن کے عقیق

ترے سوا نہ پکاروں کسی کو میں ہرگز
تجھی میں گم رہوں اے یار دے مجھے توفیق

لگے گی ناؤ نہیں کی قمر کنارہ پر
جو بحر عشق محمد میں ہو گئے ہیں غریق

ساکنان کوچۂ دلدار ہیں مستان عشق
ہو نہیں سکتا مسیحا سے کبھی درمان عشق

ہے تمنا یا الٰہی تیرے محبوبین کا
روز محشر ہاتھ میں میرے رہے دامان عشق

ہم اسیر گیسوئے دلدار ہیں اے ہمدمو
طوق و زنجیروں سے کیا ڈر جائیں گے مردان عشق

کیا اٹھا سکتا تھا اس بار امانت کو کوئی
میں نے اسکو لے لیا میں ہی تو تھا شایان عشق

ہے تصور میں مرے حسن حسیناں جہاں
رشک گلزار ارم ہے خانۂ ویران عشق

جب تلک رکھے نہ تو محبوب کی چوکھٹ پہ سر
کھل نہیں سکتا کبھی تجھ پر در عرفان عشق

ہے جمال یار پر اپنی نظر لیل و نہار
ہے مہیا عاشقوں کے واسطے سامان عشق

غیر حق کی جب تلک تجھ میں طلب ہوگی قمر
ہو نہیں سکتا کبھی دنیا میں اطمینان عشق

مرے مصطفٰے السلام علیک
نبیؐ الورا السلام علیک

دکھا دو رخ رشک ماہ مبیں
شہنشاہ ما السلام علیک

رکھوں مثل مردم تجھے آنکھ میں
یہ ہے مدعا السلام علیک

وہ طیبہ کہ ہے رشک خلد بریں
وہ روضہ دکھا السلام علیک

پھروں تیرے کوچے میں بنکر فقیر
بلا لے شہا السلام علیک

رہوں مستقل ہٹ نہ جائے قدم
وہ رستہ بتا السلام علیک

کہاں جائے در چھوڑ کر آپ کا
تمہارا گدا السلام علیک

رہیں ہوش باقی نہ میرے نبیؐ
وہ جلوا دکھا السلام علیک

ہو قدموں پہ صدقے یہ جان حزیں — کروں دل فدا السلام علیک
خدا کی نہیں تو جدا بھی نہیں — مرے مہ لقا السلام علیک
سُنا خواب میں مژدہ جانفزا — ثنا خواں ترا السلام علیک
صدا دے رہا ہے بہت دیر سے — کوئی بے نوا السلام علیک
خودی کا ہے زنگار عصیاں کا زنگ — وہ دل سے مٹا السلام علیک
چلی جارہی دہار میں ناؤ ہے — اُسے تو بچا السلام علیک

تمہارا ہے روز ازل سے قمر
نہ کیجے جدا السلام علیک

وطن اس جسم ظاہر کا اگرچہ ہے دکن اب تک — خیال روح میں باقی ہے طیبہ کا چمن اب تک
نہیں دیکھا مرے مولا مدینہ کا چمن اب تک — تمنا دل کی دل میں رہ گئی شاہ زمن اب تک
تمہاری زلف کے سودے میں آنکھوں کی محبت میں — پھرا کرتے ہیں کوہ و دشت میں حیراں ہرن اب تک
ترحم یا نبیؐ اب تو بلا لیجے مدینہ میں — پڑا ہندوستاں میں ہے یہ آوارہ وطن اب تک

تعجب ہے قمر یاد وطن باقی ہے کیوں تجھکو
پڑا ہے دیس میں اپنے تو آوارہ وطن اب تک

آرہی ہے صحبت ساقی کی پھر دل میں امنگ — زاہدوں کا قافیہ پھر آج ہو جائے گا تنگ
زرد رنگت عشق سے عشاق کی ہو گئی عجب — دل جلوں کی آہ سے کالا ہوا کعبہ کا رنگ
بیٹھکر مسجد میں تجھکو کیا ملا زاہد بتا — دیر میں تجھکو دکھاؤں تو ابھی چل میرے سنگ

بندگی اللہ کی زاہد خلوص دل سے کر
کینہ و بغض و حسد کا پاک کر دے دل سے زنگ

یوں تو عالم میں نظر آتے ہزاروں رنگ ہیں
دل کو بھایا ہی مگر گنبد کا تیرے سبز رنگ

گرچہ ہے مشہور عالم یوسف مصری کا حسن
روئے احمد دیکھکر یوسف بھی کیونکر ہو نہ دنگ

رستم و سہراب سے لڑنا کوئی مشکل نہیں
ہے جوانمردی کرے جو نفس امارہ سے جنگ

گھٹ رہی ہے عمر اپنی بڑھتے جاتے جرم ہیں
زندگانی کے بکھیڑوں نے کیا اسدرجہ تنگ

ہوتی ہے ہر شے کی حد یوں کب تلک ہو انتظار
کیا ہوا تجھکو اجل آتی نہیں کیوں ہے درنگ

راز سے زمانہ کے تو واقف نہیں ہے زاہدا
ساتھ میرے دیکھ تو زاہد مئے و ساز و چنگ

ہستی فانی میں وہ انسان کی بنکر مثال
غور سے سن کیہ رہا ہے اڑتے اڑتے کیا پتنگ

موت سے پہلے بھلائی کر یہی کام آئیگی
کام آئیگا نہ بعد مرگ تیرا عذر لنگ

ہوں خراباتی مجھے عز و شرف سے کام کیا
عاشق جانباز ہوں لیکر کروں کیا نام و ننگ

آج یہ کیوں ہے ترے در پہ ہجوم مے کشاں
کیا یہاں تقسیم ہوگی پھر شراب سرخ رنگ

جس تجلی کی کلیم اللہ نے لائی نہ تاب
عارفوں کے دل میں وہ رہتی ہے اب بنکر امنگ

رکھ قمر حق پر بھروسہ فکر زاد رہ نہ کر
روضہ محبوب صلعم کا کرلے ارادہ بے درنگ

خانہ دل میں مرے کوئی ہے مہماں آج کل
بنگیا ہے دل مرا تخت سلیماں آجکل

کیا بتاؤں حال دل اے جان جاناں آجکل
بنگیا سینہ مرا رشک گلستاں آجکل

دل رہا کرتا ہے کیوں اپنا پریشاں آجکل
ہونگے الجھن میں کہیں گیسوئے جاناں آجکل

بڑھ رہا ہے کیوں مرا چاک گریباں آجکل
پھر سے کیا ہونے کو ہے وحشت کا ساماں آجکل

گھر میں مہماں ہے مرے وہ شاہِ خوباں آجکل
ہو گیا آباد یا رب خانہ ویراں آجکل

چشمِ مست یار نے مخمور مجھ کو کر دیا
پھر گیا زلف پریشاں نے پریشاں آجکل

غم نہ کھا آنے کو ہے امروز فردا میں بہار
کیوں ہوئی جاتی ہے تو بلبل پریشاں آجکل

دل نہیں لگتا ہے باغِ دہر میں مجبور ہوں
ہوں جنونِ عشق سے دست و گریباں آجکل

مضطر و بےچین رہتا ہے ہلالی ہند میں
کیا بلائیں گے نہیں سلطانِ خوباں آجکل

آہی جائیگا قمر بر میں شہنشاہ جہاں
چاک کیوں کرتے ہو تم اپنا گریباں آجکل

کس طرح ہو رستگاری یا رسولؐ
مہر ہو ہم پر تمہاری یا رسولؐ

دور رہ کر دامنِ محبوب سے
عمر غفلت میں گذاری یا رسولؐ

جس جگہ ہو آپ کا ذکرِ جمیل
نورِ حق ہوتا ہے طاری یا رسولؐ

بھر گیا ہے دل سنبھل سکتا نہیں
اشک ہیں آنکھوں سے جاری یا رسولؐ

مبتلائے گردشِ ایام ہوں
ہو گی کب حاجت برآری یا رسولؐ

دیکھتا ہوں ہر بشر کی شکل میں
آپ کی وہ شکل پیاری یا رسولؐ

بھا گئی تصویر دل کو بھا گئی
ہے وہ تیری آن پیاری یا رسولؐ

مندمل ہوتے نہیں زخمِ نہاں
کس نے مارا تیر کاری یا رسولؐ

بےطرح مجھ کو جلاتی ہے شہا
آتشِ دوری تمہاری یا رسولؐ

ہم ترے عاشق ہیں مرنے کے نہیں
موت کو ہے بے قراری یارسولؐ

خود خدا نے آپ کی تصویر کھینچ
اپنے ہاتھوں سے اُتاری یارسولؐ

سایۂ دیوار اقدس میں ترے
ہو بسر یہ عمر ساری یارسولؐ

دور تھا کل قیس اور فرہاد کا
آج باری ہے ہماری یارسولؐ

جاں بلب ہوں مضطرب ہوں ہند میں
کب تلک یہ آہ و زاری یارسولؐ

اب کوئی دم کا قمرؔ مہمان ہے
کیجئے حاجت براری یارسولؐ

کشتۂ ناز و دل رُبا ہیں ہم
زخمی خنجر ادا ہیں ہم

کیا کہیں تم سے ہم کہ کیا ہیں ہم
مظہر نور کبریا ہیں ہم

آپ پر جب سے مبتلا ہیں ہم
خویش و بیگانے سے جدا ہیں ہم

آپ ہیں اپنے حُسن پر شیدا
آپ اپنے ہی پر فدا ہیں ہم

دونوں عالم سے کچھ نہیں مطلب
کوچۂ یار کے گدا ہیں ہم

گو بظاہر ہیں صورت آدم
فی الحقیقت خدا نما ہیں ہم

بس قمرؔ اتنا افتخار ہیں
یار کے نقش کفش پا ہیں ہم

گویا وطن سے دور جو رہتے ہیں گھر میں ہم
پردیس میں پڑے ہیں ابھی ہیں سفر میں ہم

جس کی تلاش کرتے ہیں دیر و حرم میں ہم
اسکو چھپا کے رکھے ہیں اپنے ہی بر میں ہم

کٹتے ہیں روز و شب رخ و گیسو کی یاد میں
شمس و قمر کے ساتھ ہیں شام و سحر میں ہم

رہتے ہیں شام غربت و صبح وطن میں ہم
پاتے نہیں اثر کوئی آہ سحر میں ہم

اپنے کو آپ پاتے ہیں ہر ہر اثر میں ہم
قطرہ میں ہم حباب میں ہم بحر و بر میں ہم

واعظ سنا نہ قصۂ روز جزا ہمیں
کیا غم ہمیں ہیں امت خیر البشر میں ہم

ہم کو غرض نہیں ہے عذاب و ثواب سے
رہتے ہیں اس کے سایۂ دیوار و در میں ہم

آئے نہ کیوں ثمر کسی نخل مراد میں
رہتے ہیں سایۂ شجر بار ور میں ہم

ہیں رشک باغ سینہ میں گلہائے داغ ہجر
دریائے اشک رکھتے ہیں اس چشم تر میں ہم

کہتے ہیں آپ ہم نظر آتے کہیں نہیں
خود دیکھتے ہیں آپ کو حسن بشر میں ہم

بے مثل شکل آپ سی دیکھی نہیں کہیں
آئینہ رکھ کے کہتے ہیں اپنی نظر میں ہم

ہر جا ظہور اپنا ہے شک اسمیں کچھ نہیں
دور فلک میں گردش شمس و قمر میں ہم

ہو گی نہ ختم دشت نوردی کبھی قمر
ہو جائیں پائمال کسی رہگذر میں ہم

اے درد تو درمانم وے ذکر تو غمخوارم
وے دیدن روی تو تسکین دل زارم

شاہا ز ازل در سر سودائے رخت دارم
اے کاکل پیچانت کردست گرفتارم

اے درد مرا درماں اے عیسیٰ دورانم
در ہجر تو مہجورم از چشم تو بیمارم

از تیر نگاہ تو در سینہ جراحت ہا
اے در خم گیسویت چون مرغ گرفتارم

گو لائق دربارت سرکار نیم ہرگز
از در مفگن دورم ہر چند گنہگارم

در کلبهٔ احزانم یک روز اگر آئی — قربانت کنم جانها ای رونق بازارم

دیدار خودم بنما من عاشق مهجورم — داده به تو نقد دل حیران سر بازارم

از بسکه پریشان کرد این گردش دورانم — جز ذات تو با غیرے باشد نه سر و کارم

من بندهٔ عشق تو از روز ازل گشتم — نے کار به تسبیحم نے حاجت زنارم

ای ساقی فرّخ پے مخمورم و مسجودم — بر درگهٔ ستارم در حضرت غفارم

در شکل بشر گاہے مسجود ملک گشتم — گه گفته انا الحق چون منصور سر دارم

گه عابد و معبودم گه ساجد و مسجودم — گه زاهد و بیدارم گه رند قدح خوارم

گه مثل گهر باشم گه سلک در غلطان — گه مثل گل خندان گه بلبل بیمارم

گه رند خراباتم افتاده به میخانه — بر پای خودم غلطان در خانهٔ خمارم

گه خال رخ زیبا بر حسن جهان سودم — گه سنبل پیچانم گه نرگس بیمارم

نظارهٔ میخانه ای پیر خراباتم — منصور شوم گاہے گه شبلی و عطارم

در هند و دکن تا کے این بندهٔ مهجورت — انگشت نما باشد کن شاد دل زارم

ناچیز قمر تا کے باشد به تو سرگردان
الطاف و کرم باید ای خوبی بازارم

بر چهرهٔ زیبایت ای یار نظر دارم — سودای سر زلفت الله بسر دارم

از درد فراق تو دل پر ز شرر دارم — در سوزش عشق تو آتش به جگر دارم

چون بے خبرم کردی از یار خبر دارم — جز پیر خراباتی یارے نه دگر دارم

اندر رہِ عشق تو احوالِ قیسم پیداست
گہ چاک گریبانم گہ خاک بہ سر دارم

شاہنشہِ جہانم مست مئے الستم
بانام و بانشانم مست مئے الستم

جامِ جہاں نمائم مست مئے الستم
من این و آں ندانم مست مئے الستم

در سینہ داغہائے رشکِ ارم بدارم
دوزخ در آہ دارم مست مئے الستم

از وصل گاہ خنداں در ہجر گاہی گریاں
از دیدہ خوں فشانم مست مئے الستم

در عشق ساقی خود زنار در گلویم
مے نوشم و خورانم مست مئے الستم

منصور وار شیخا گویم اگر اناالحق
منصور وار باشم مست مئے الستم

میخوار و بت پرستم در میکدہ نشستم
دریا دِ جانِ جانم مست مئے الستم

این خستہ دل قمر ہم دارد ہوائے کویت
اے یار مہربانم مست مئے الستم

از خودی خود را کنارہ کردہ ام
روئے خوبش را نظارہ کردہ ام

چوں چشیدم از لبت آب حیات
زندگی خود دو بارہ کردہ ام

آنچہ اربابِ خرد پنہاں کنند
من ہستی آشکارہ کردہ ام

خونِ دل خوردم برائے جانِ من
ایں جگر را پارہ پارہ کردہ ام

دردِ تو باشد دوائے دل مرا
داروئے دردِ تو چارہ کردہ ام

آرزوئے جاں فدائی داشتم
بہر قتل خود اشارہ کردہ ام

از جفا و جورِ خوباں اے قمر
شیشۂ دل سنگ خارہ کردام

من نورِ دل عالم در جانِ ہر انسانم
من صورت و معنی ام من نام و نشان خود
من خنجر برّانم من آتش سوزانم
دار روئے دلم از من میخواہم و مینالم
چون برق جہاں گاہے پنہانم و پیدایم

من ظلمت ہر کفرم من نورِ ہر ایمانم
من دردتنم و جانم من اینم و من آنم
من مرہم ہر خستہ جاں بخش ہر انسانم
ایں جملہ قضائے من من وسعم و درمانم
در صورتِ ہر ذرہ رخشندہ و تابانم

بر شمع جمال خود پروانہ قمر گشتہ
در عشقِ رخ خویشم سرگشتہ و حیرانم

بر جمال شمع روئے آں صنم پروانہ ام
جامِ مئے خوردم زچشمِ مست یار خویشتن
جان و تن ایمان و دل کردم فدائے یارِ من
پاک کردم زنگِ دل غافل نیم از یادِ او

پا بزنجیر از خیال زلفِ چوں دیوانہ ام
ہمچوں پاکاں از مئے توحید چوں مستانہ ام
من طلبگارِ خدائیم از خودی بیگانہ ام
کہ منم مسجد نشیں گہ ساکنِ بتخانہ ام

در تمنائے وصالش چوں کنم آہ و فغاں
اے قمر خاموشم و از خویشتن بیگانہ ام

دل شیدائے رخ یار دارم
مرا روئے تو باشد دین و ایمان

اسیر زلف آں دلدار دارم
بکفر زلفِ تو زنار دارم

خدارا کن مسیحائی ازاں لب
جگر سوزاں دِل بیمار دارم

ز داغِ ہجرِ محبوبِ الٰہیؒ
درون سینہ صد گلزار دارم

سرو کارے ندارم زاہلِ دُنیا
مگر کارے ازاں سرکار دارم

بدل دارم چو لالہ داغہائے
بہار غیرت گلزار دارم

سراپا شوق در عشقت قمرؔ شار
چو نرگس دیدہ بیمار دارم

صبح رخسار یار مے بینم
شام زلفِ نگار مے بینم

دانۂ خالِ عنبرینش را
رشکِ مشکِ تتار مے بینم

زلف و رخسار دلبرِ خود را
ہمہ لیل و نہار مے بینم

بر رخ خویش چوں کنم نظرے
عکس روئے نگار مے بینم

از دو چشمانِ یار مستانہ
چشمِ خود پرخمار مے بینم

از دو پیکانِ ناوکِ مژہ اش
دل خود را شکار مے بینم

از لبِ لعل آں پری پیکر
ہمہ دلہا فگار مے بینم

شکرِ حق اے قمرؔ کہ خواجہ را
ہر نفس بار بار مے بینم

بحمداللہ دل دیوانہ دارم
ہوائے کوچۂ جانانہ دارم

ز جامِ عشقِ ساقی پر درم
خمارِ دیدۂ مستانہ دارم

گدائے کوئے تو ہستم نازم
خیال شوکت شاہانہ دارم

فزوں از بلبل شیدا ہست شوقم
بدل سوز دل پروانہ دارم

مرا نوشان و مادم جام ساقی
سرت گردم چہ خوش میخانہ دارم

قمر فارغ شدم از کفر و ایماں
کہ در دل کعبہ و بتخانہ دارم

آپ سے ملنا کوئی مشکل نہیں
اک جہاں بسمل ہے تیغ ناز سے
کیوں چلی آتی ہے دنیا سامنے
دین و ایمان جان و دل سب نذر ہیں
انتہا کیا پوچھتے ہو ہمدمو
اپنے بندوں کی دعا سنتا ہے تو
بے طلب سب کو عطا کرتا ہے تو
اس کو لطف زندگی ملتا نہیں
ہم شرابی ہیں ہمیں پینے دے
کس طرح کشتی ہماری پار ہو
دربدر کاسہ گدائی کا لئے
اک دن مستانہ جائیں گے در حرم

خود یہاں پہلو میں اپنے دل نہیں
کون نظروں کا تری گھائل نہیں
مدتوں سے تجھ پہ ہم مائل نہیں
پر یہ سچ ہے آپ کے قابل نہیں
بحر رحمت کا کو ساحل نہیں
ہے یہ مجبوری کہ در دل نہیں
تیری بخشش میں کوئی حائل نہیں
جس کو تقلید نبیؐ حاصل نہیں
لطف مے زاہد تجھے حاصل نہیں
سامنے گرداب ہے ساحل نہیں
ٹھوکریں کھاتا ہوں کچھ حاصل نہیں
پر مقام دل فنا منزل نہیں

ہے جگہ دل میں تمہارے واسطے — آ بیٹھئے کعبہ ہے یہ محمل نہیں

ساقیا تیرا ہی وہ محتاج ہے
غیر کے در کا قمر سائل نہیں

تم سا حسین کوئی خدا کی قسم نہیں — دیکھے ہیں جب سے آپکو اپنے میں ہم نہیں
آتا ہے اب فراق میں بھی وصل کا مزا — تصویر تیری دل سے جدا اے صنم نہیں
جینا بغیر آپ کے دشوار ہے ہمیں — یہ زندگی ہماری تو مرنے سے کم نہیں
سارا جہاں ہے آپکی بخشش سے کامیاب — غیروں پہ چشم لطف ہے ہم پر کرم نہیں
ہر دل میں سوز عشق ہے لیکن ہے بیش و کم — وہ دل نہیں ہے جسمیں کہ الفت کا غم نہیں
آئیں گے بعد مرگ نہ آئے وہ جیتے جی — آنا بھی اُن کا روز قیامت سے کم نہیں
آنے سے آپکے یہ مکاں رشک خلد ہے — گھر آپکے بغیر جہنم سے کم نہیں
گُل ہو گئے ہیں پھوٹ کے سب دل کے آبلے — سینہ ہمارا گلشن جنت سے کم نہیں
تو بھی مزا چکھے گا اجل کا بروز حشر — اُترا نہ اتنا چرخ ستمگر ستم نہیں

بیہوش تھا کہ آگئے وہ میرے سامنے
سمجھے کہ مر گیا ہے قمر اسمیں دم نہیں

اب وہ آئیں گے کوئی دم میں یہاں — اے اجل کر صبر جاتی ہے کہاں
یاد کوئی کر رہا ہوگا مجھے — بے سبب آتی نہیں ہیں ہچکیاں
دم نکل جائے گا استقبال کو — دیر آنے میں جو ہوگی مہرباں

جاں چلی جائے گی یوں ہی ایکدن
کب تلک کرتا رہوں آہ و فغاں

اُن کی آنکھوں کو نظر لگ جائیگی
نرگس حیراں نہ کر بے باکیاں

اب جگہ کیونکر ملے ارمان کو
آگیا ہے دل میں کوئی میہماں

آشیاں بلبل اُٹھالے باغ سے
موسم گل ہو چکا آئی خزاں

آشیاں کیا ہے چمن اُڑ جائیگا
باغ میں چلنے لگی ہیں آندھیاں

ہے بلا کا جذب حُسن یار میں
مبتلا جس کے ہیں سب پیر و جواں

بیخودی میں خود خدا مل جائے گا
جو رکھا پردہ خودی کا درمیاں

بیکس و بے بس دکن میں ہے قمرؔ
اسکو بلوا لیجئے شاہ شہاں

مقابل میں مرے آکر جو وہ آنکھیں لڑاتے ہیں
میں ہو جاتا ہوں بیخود جان و دل قربان جاتے ہیں

نبی جی آپکے حسن جہاں آرا کا کیا کہنا
جنہوں نے آپکو دیکھا خدا کو جان جاتے ہیں

تمہارے حسن کے آگے حقیقت کیا حسینوں کی
کہ حوران جناں بھی آپ پر قربان جاتے ہیں

چمن کی سیر کو جس دن نکلتا ہے مرا گلرو
فرشتے راہ میں اس کے پر و بازو بچھاتے ہیں

نظر آنے لگا ہے جلوہ جاناں بتوں میں بھی
بتوں کے دھیان میں اللہ کو بھی بھول جاتے ہیں

نہ آئے پر نہ آئے زندگی میں لاکھ سر پٹکا
اب آکر لاش پر میری مسیحائی دکھاتے ہیں

نہ آئے کلبۂ احزاں میں وہ اک دن عیادت کو
بس دن وہ آکر قبر پر آنسو بہاتے ہیں

اسی امید و حسرت میں بسر کرتا ہے وہ اپنی
محمد مصطفےٰ دیکھیں قمرؔ کو کب بلاتے ہیں

مدت سے ہے ملنے کی تمنا مرے دل میں
بلوائیے یا آئیے شاہا مرے دل میں

ہے خوف نہ دنیا کا نہ اندیشۂ عقبیٰ
ہے تیرے ہی رحمت کا بھروسا مرے دل میں

بیمار ہے بیماری عصیاں سے مرا دل
آجاؤ کبھی میرے مسیحا مرے دل میں

زلف و رخ محبوب کا رہتا ہے تصور
کعبہ مرے دل میں ہے کلیسا مرے دل میں

بس ایک تمنا ہے دکھا دیجئے جلوہ
واللہ نہیں اور تمنا مرے دل میں

لگتا نہیں دل اپنا تماشائے جہاں میں
جب سے کہ کھنچا ہے ترا نقشہ مرے دل میں

سیماب کی مانند تڑپتا ہے دل زار
ہوتا ہے نیا روز تماشا مرے دل میں

ہر داغ مرے سینہ کا رہتا ہے درخشاں
موسیٰ کی طرح ہے ید بیضا مرے دل میں

ہاتھوں پہ ہو ساقی کی قمر جان تصدق
کچھ رنگ عجب کر دیا پیدا مرے دل میں

تمہیں نغمہ سرا ہو جان من شور عنادل میں
تمہارا رنگ ہر گل میں تمہاری شکل ہر دل میں

نہ تھا معلوم وہ بیٹھے ازل سے ہیں مرے دل میں
چھپا رکھا تھا لیلیٰ کو کوئی سینہ کی محمل میں

ہوا ہے آپ ہی کے نور سے سارا جہاں پیدا
ہے جلوا آپ کا آب و ہوا میں آتش و گل میں

تصدق اسکی آنکھوں کے میں قرباں اسکی ابرو کے
خمار ایسا نہ نرگس میں نہ جوہر تیغ قاتل میں

مقام اسکا نہیں اک جا وہ رند لاابالی ہے
کبھی واعظ کی مجلس میں کبھی رندوں کی محفل میں

تجلی طور کی ہر دم عیاں سینہ میں رہتی ہے
نہ آئیں حضرت موسیٰ کہیں میرے مقابل میں

بھٹکتے کس لئے پھرتے ہو ناحق دیر و کعبہ میں
چلے آؤ چلے آؤ جگہ ہے آپ کی دل میں

قمر کیا دیکھتے ہو جلوہ دلدار حیرت سے
جھلک اسکی ہے ذرہ میں چمک ہے اسکی تاروں میں

تمہاری لطف عنایت سے فیضیاب ہوں میں
کبھی تھا ذرہ مگر آج آفتاب ہوں میں

کسی کے چہرہ پرنور کا نقاب ہوں میں
چھپا ہوا کوئی مجھ میں ہے وہ حجاب ہوں میں

کسی کو دیکھ کے پیدا کسی کا عشق ہوا
کسی کے چاہنے والوں میں لاجواب ہوں میں

بجھے گی آتش دوزخ بھی دیکھنا زاہد
ندامتوں سے گناہوں کی آب آب ہوں میں

تمہارا جب سے ہوا ہوں نہیں ہے خوف عذاب
گناہگاروں میں چند انتخاب ہوں میں

کبھی ہوں دور کسی سے کبھی کسی سے قریب
کبھی کسی کی حضوری میں باریاب ہوں میں

خوشی میں پھولوں سماتا نہیں کبھی یہ دل
کبھی تو آتش غم سے جلا کباب ہوں میں

سناؤں بھی تو نہ ہو ختم داستان فراق
فسانہ شب ہجراں کی اک کتاب ہوں میں

میں خم نشہ ہوں میں خود ابر ہوں میں خود مینا
میں خود ہی بحر ہوں قطرہ ہوں خود حباب ہوں میں

کسی پہ رکھ کے بھروسہ گناہ کرتا ہوں
کسی کے بادہ الفت سے مست خواب ہوں میں

کبھی تو دیکھ کے پڑھتا ہوں تیرا مصحف رخ
کبھی تو آپ ہی اک عشق کا نصاب ہوں میں

کسی کے میکدہ عشق کا سبو ہوں میں
کبھی تو ساغر ہوں کبھی شراب ہوں میں

بلا کے مجھکو مدینے دکھائے جلوا
قمر ہے نام مرا بندۂ جناب ہوں میں

آئے ہیں دور سے مہمان ترے کوچہ میں
خوب گذرے گی مری جان ترے کوچہ میں

برہمن محو لقا شیخ ہے مصروف دعا
حرم و دیر کی ہے شان ترے کوچہ میں

رات دن اشک بہاتی ہیں ہماری آنکھیں
وہ سمندر کا ہے طوفان ترے کوچہ میں

دل لئے جاتا ہے محبوب کے کوچہ کی طرف
جان جاتی ہے پُر ارمان ترے کوچہ میں

ہے تمنا تری چوکھٹ پہ مرا دم نکلے
دل کو ہے دفن کا ارمان ترے کوچہ میں

دے اجازت مجھے رہنے کی گلی میں اپنی
ہیچ ہے تخت سلیمان ترے کوچہ میں

ہے درفیض الٰہی ترا کوچہ شاہا
مشکلیں کیوں نہیں آسان ترے کوچہ میں

ترے الطاف و کرم سے قمر خستہ جگر
مور تھا اب ہے سلیمان ترے کوچہ میں

گرچہ ظاہر میں وہ اشفاق و کرم کرتے ہیں
مہر و الطاف کے پردہ میں ستم کرتے ہیں

سامنے اس بت کافر کے مرا سر خم ہے
تیغ ابرو سے وہ سر میرا قلم کرتے ہیں

ہم تو مردہ ہیں ہوس ہم کو نہیں جینے کی
وہ بشر اور ہیں جو موت کا غم کرتے ہیں

دھیان چھوٹا نہیں بتخانہ کا کعبہ جا کر
گھر میں اللہ کے ہم یاد صنم کرتے ہیں

کیوں نہ ہو سجدہ گہ خلق ترا نقش قدم
سرمۂ چشم تری خاک قدم کرتے ہیں

ہم کو فردوس کی چاہت ہے نہ حوروں سے غرض
ہم تو تجھ ہی کو طلب تیری قسم کرتے ہیں

پاس رکھتے نہیں کچھ ہم ہیں غریب و مفلس
خس ناکارہ دل نذر صنم کرتے ہیں

وہ نہ آئے جو نہ آنا تھا ہماری میت پر
تبر پر آ کے مری چشم کو نم کرتے ہیں

آئیے آئیے مہماں کوئی دم کے ہیں قمر
یاد میں تیری تمنائے عدم کرتے ہیں

جام شراب پی کر سرشار ہو رہا ہوں
غفلت کی نیند سے میں بیدار ہو رہا ہوں

عشق محمدی میں بیمار ہو رہا ہوں
اغیار سے غرض کیا خود یار ہو رہا ہوں

نظروں میں دو بتوں کی گلزار ہو رہا ہوں
آنکھوں میں جاں نثاروں کی میں خار ہو رہا ہوں

قربان تیمیہ دل سے سرکار ہو رہا ہوں
بنکر گدائے جاناں سردار ہو رہا ہوں

پی کر شراب وحدت ہشیار ہو رہا ہوں
اپنے سے بیخبر میں اے یار ہو رہا ہوں

اہل جہاں کو مجھ سے نفرت جو ہو عجب کیا
خود میکشی سے آپ میں خوار ہو رہا ہوں

یکساں مری نظر میں ہندو میں اور مسلماں
میں بے تعصبی سے دیندار ہو رہا ہوں

اپنے میں جب سے دیکھا جلوہ کسی کا پیدا
میں خود ہی اپنا محو دیدار ہو رہا ہوں

زنار کافری کا ڈالے ہوئے گلے میں
میں بھی شریک محفل سرکار ہو رہا ہوں

جب سے مزا ملا ہے دیدار کا تمہارے
دنیا کی لذتوں سے بیزار ہو رہا ہوں

کوئی نہیں ہے مونس میرے دل حزیں کا
میں خود ہی اپنے دل کا غمخوار ہو رہا ہوں

دنیا سے کوچ اکدن لازم ٹھہری سب کو
میں بھی سفر کی خاطر تیار ہو رہا ہوں

محمد شان رب العالمیں ہیں
ظہور ذات مطلق بالیقیں ہیں

جسے چاہیں دلا دیں باغ رضواں
وہی تو مالک خلد بریں ہیں

شب معراج کا تھا اک بہانہ
مکان لامکاں کے وہ مکیں ہیں

جنہیں کہتے ہیں خیر العالمیں سب
وہی تو رحمتہ للعالمیں ہیں

وہی ہیں پیشوا کل انبیا کے
وہی مشہور ختم المرسلیں ہیں
بھروسہ ہے گنہگاروں کا ان پر
اگرچہ لائق بخشش نہیں ہیں

ہلالی شہ قمر چشتی نظامی
تمہاری یاد میں اندوہگیں ہیں

یارب میں مروں الفت سلطان زمن میں
ہو دفن یہ مجنوں اُسی لیلیٰ کے چمن میں
ہو حشر تلک اسکو رہائی نہ خدایا
جکڑا ہی رہے دل کسی زلفوں کی رسن میں
ملجائے اگر خاک کف پائے سگ یار
رکھنا اُسے کافور کی جا میرے کفن میں
چبھ جائیں اگر خار نہیں آبلۂ دل
آجائے مجھے لطف گلستاں ترے بن میں
جو نور ہے پیدا لب و دندان نبیؐ میں
وہ نور کہاں دُرِّ عدن لعل یمن میں
واللہ ہے عجب روح فزا نکہت گیسو
خوشبو یہ کہاں مشک میں عنبر میں سمن میں

سمجھوں گا قمر میں اسے فردوس معلّے
جا تھوڑی ملجائے جو یثرب کے چمن میں

کوئی خوشخو نہیں تو کچھ بھی نہیں
گل میں گر بو نہیں تو کچھ بھی نہیں
کوئی مہرو حسیں پری رو ہو
اُنس کی خو نہیں تو کچھ بھی نہیں
کعبہ و دیر و مسجد و مندر
اس میں گر تو نہیں تو کچھ بھی نہیں
نرگسی چشم ہو کہ آہو چشم
اس میں جادو نہیں تو کچھ بھی نہیں
تیرے رہنے سے سب بکھیڑے ہیں
گھر میں جب تو نہیں تو کچھ بھی نہیں

ماہ نو کا ظہور اسی سے ہے
تیری ابرو نہیں تو کچھ بھی نہیں

سن کے اشعار اے قمر تیرے
لب پہ ہاہو نہیں تو کچھ بھی نہیں

جہاں میں تیرے شیدائی بہت بدنام ہوتے ہیں
مگر وہ عاقبت میں فائز الانجام ہوتے ہیں

کسی کا ہو کے رہنا کچھ نہیں آسان زمانے میں
تمہارے سر فدا رسوائے خاص و عام ہوتے ہیں

تری چشم کرم کی فیض کا ہے ماجرا سارا
کہ آہوئے حرم بھی آج کل تو رام ہوتے ہیں

تمہیں نے دل جلایا تھا تمہیں ہو باعث تسکین
جو مرمٹتے ہیں تم پر ان پہ یہ انعام ہوتے ہیں

تمہاری شعلہ رخساری سے کس کس کو ہے حیرانی
یہاں پر طور کے جلوے تو صبح و شام ہوتے ہیں

انہیں کو لذت تکلیف و راحت ہے زمانے میں
کہ جو ناکامیوں کے بعد لذت کام ہوتے ہیں

مری تقدیر سے بڑھ کر ترا کوچہ ہے پیچیدہ
یہ دو دن بھی تو نذر گردش ایام ہوتے ہیں

الٰہی ان کے مستوں میں عجب تاثیر ہوتی ہے
وہ رندان ازل محو مے گلفام ہوتے ہیں

ہلالی ابروؤں نے اے قمر کیا گل کھلایا ہے
سنا ہر روز عاشق قتل زیر بام ہوتے ہیں

پھر عشق کا ہوا ہے سودا تری گلی میں
رہتا ہے عاشقوں کا میلا تری گلی میں

رندوں کا جمگھٹا ہے ہر جا تری گلی میں
کیا ہو رہا ہے ساقی چرچا تری گلی میں

پھر پھر کے در بدر میں آیا تری گلی میں
کچھ لطف زندگی کا پایا تری گلی میں

ہو جائے اک نظارہ مدت ہوئی ہے شاہا
میں منتظر کھڑا ہوں مولا تری گلی میں

اللہ رے جذبِ الفت ہے عشق کی کرامت | مجنوں بنی ہوئی ہے لیلی تری گلی میں

بدنامِ خلق ہوگا رسوائے عام ہوگا
یہ جان کر قمرؔ بھی آیا تری گلی میں

چو ناگہ آمد از بہر شکار آں شہسوار من | دلم بردہ ہوشم بردہ ہم صبر و قرار من
نکردی از کرم گاہے گذر سوئے مزار من | چہ می پرسی ز حال ایں دل امیدوار من
تغافل از تو ظاہر بود حسرت از نگاہ من | مرا یاد است آں ساعت کہ رفتی از کنار من
صبا گر بگذری روزے بکویش گو بصد زاری | حدیث شکوہ بیتابی ایں جان زار من
حدیث حسنت و عشقم پریشاں کرد عالم را | فگندہ شور درد دل و چشم اشکبار من
چناں از فرسودگی شد جسم زارم خاک راہ او | ببر در کوئے او روزے صبا مشت غبار من
دل من از غبار غیر چوں آئینہ صاف است | مگر آئینہ قلب صنم دارد غبار من
تماشائے رخ و زلفت بعالم شور افگندہ | بہم دست و گریباں شد مرا لیل و نہار من
لبت را بوسہ دادم بے اجازت اے بت کافر | زکوٰۃ حسن بردم عفو کن اے گلعذار من
برایت از سر ناموس و ننگ و نام بگذشتم | چہ باشد گر بپرسی از حدیث حال زار من
بیک غمزہ متاع دین و ایماں کردم قرباں | صدائے بشنوی از سینہ پر اضطرار من
نوشتم قصہ بیتابی خود را از خون دل | کہ باشد بعد مردن داستانے یادگار من
نخواہم نافہ مشک تتار و زلف سنبل را | کہ رشک مشک و سنبل ہست تار زلف یار من
بباغم نے بہار آید نہ جا باد خزاں اینجا | خزانم جور تو باشد و مہر تو بہار من

چنان پر داغ گشته سینه ام از سوز هجر تو
شده تفریح گاه عاشقان این لاله زار من

نبود ساعتی از من جدا آنجا مگر اکنون
فراموشم ز دل کردند یاران دیار من

مهاراجه کشن پرشاد ماند شادمان دائم
بود بر فرق عالم سایه فگن شهریار من

کسی جز تو ندارد این قمر عاصی گنهگارت
توئی ستار و هم غفار بخش ای کردگار من

بتا بوتم گهی ساقی گذر کن
بچشم مست خود بر من نظر کن

دلم از هجر تو شد پاره پاره
شب غم را ز وصل خود سحر کن

صبا روزی گذر افتد به آن شوخ
ز حال عاشق بیدل خبر کن

بده یک جرعه از لعل لب خویش
بمستی از دو عالم بیخبر کن

خدارا کن مسیحائی از آن لب
گذر یکبار بر گور قمر کن

اگر امشب برسد یار بکاشانهٔ من
سر من باد فدا در ره جانانهٔ من

گر شبی جلوه کند یار بکاشانهٔ من
چشم خود فرش کنم هم دل دیوانهٔ من

قصهٔ راز و نیازم نتوان داشت نهان
هست مشهور جهان وحشت و افسانهٔ من

حاجت طوف حرم نیست چو دریا شی
هست کافی بت کافر بصنم خانهٔ من

گر خوری جرعهٔ می شیشهٔ می چون شکنی
زاهد اگر گذری از در میخانهٔ من

نشود حشر بپا خوف همین است مرا
گر بیائی بسر تربت ویرانهٔ من

از دلِ سوختہ گر آہ کشم در عالم
فتنہ خیزد ازیں شورشِ مستانۂ من

خلق پُرسید کہ ایں شورشِ مستانہ کیست
گفت از سوزِ قمر عاشقِ دیوانۂ من

رسول اللہ کا دربار دیکھو
برستے ہیں وہاں انوار دیکھو

بہشت آئی اُتر گویا زمیں پر
یہی ہے خلد کا گلزار دیکھو

بکھیڑوں ہے یہ دنیا، دنی کے
مرا دل ہو گیا بیزار دیکھو

کسی کے دیکھنے کی آرزو میں
گل نرگس بھی ہے بیمار دیکھو

برا مجھ کو سمجھ کر دور ہیں سب
نہیں کوئی مرا غمخوار دیکھو

ہلال عید لے کر کیا کرو گے
نبی کے ابروئے خم دار دیکھو

قمر تم پوچھتے ہو جس صنم کو
کسی کا اس میں ہے دیدار دیکھو

کیا سب کو پیدا وہ خالق ہے تو
رکھا شکل احمد کو تو روبرو

کبھی بن کے سلطان کشور کشا
بٹھاتا ہے دھاک اپنی تو چار سو

یہ مجلس ہے رندان عشاق کی
نہ آ زاہد بار یا بے وضو

نصاریٰ میں مسلم میں ہندو میں تو
کلیسا میں کعبہ میں مندر میں تو

قمر آج آئے ہیں سلطان دیں
کرو عرض حال اپنا تم موبہ مو

وہ دل فنا ہو جس میں شفا کا اثر نہ ہو — وہ آنکھ پھوٹ جائے جو آنسو سے تر نہ ہو
دل میں ہو درد اور طبیعت ہو منکسر — کیا بات پھر دعا میں ہماری اثر نہ ہو
لب خشک رنگ زرد ہو آہ و فغاں بھی ہو — عاشق مزاج وہ نہیں اتنا اگر نہ ہو
کیا لطف عاشقی ملے اے زاہد انساں خشک — جب تک تلاش یار میں شوریدہ سر نہ ہو
سینہ کی قبر میں یہ دل زار دفن ہے — ایسی الٰہی دیر کسی کی مگر نہ ہو
مانند آئینہ رہوں میں محو دید یار — ہو ایسی بیخودی مجھے اپنی خبر نہ ہو

موقع نہیں ہے گریہ و زاری کا آج کل
کہتا ہے مجھ کو یار قمر نوحہ گر نہ ہو

جا کر یہ خبر دے کوئی محبوبِ خدا کو — دیوانہ ترا ڈھونڈتا پھرتا ہے قضا کو
وہ آئیں یہاں یا مجھے طیبہ میں بلائیں — یارب یہ اثر دے تو مری آہ رسا کو
بالیں پہ اطبا کو کبھی آنے نہ دونگا — میں زہر سمجھتا ہوں مسیحا کی دوا کو
مے پینے سے زاہد مجھے کہتا ہے گنہگار — خود پیتا ہے چھپ چھپ کے مئے ہوش ربا کو
جب سامنے آتا ہے مرے وہ بت کافر — سجدہ میں کیا کرتا ہوں ہمشکل خدا کو
بے وجہ پریشاں تو نہیں باغ میں سنبل — دیکھا ہے پریشاں وہ تری زلف دوتا کو
ہر شاخ شجر جھومتی ہے یاد میں تیری — سیکھی ہے انہوں نے تری مستانہ ادا کو
منہ دیکھ کے کہتے ہیں وہ آئینہ میں اپنا — ہم اوروں میں پاتے نہیں اس حسن و ادا کو
سونگھونگا مدینہ کی گلی میں تری خوشبو — آنکھوں میں چھپا رکھونگا نقش کف پا کو

کافر ہوں شرابی ہوں پجاری ہوں کسی کا — سب کچھ ہوں مگر مانتا ہوں دل سے خدا کو
لائی ہے مدینے کی ہوا ساتھ وہ اپنے — کیا جھوم رہی ہے کوئی دیکھے تو صبا کو

وہ دیکھتا سب کو ہے قمر سنتا ہے سب کی
سن لیگا وہ اک روز تمہاری بھی صدا کو

ذرا چل کے یارو مدینہ تو دیکھو — وہ نور خدا کا خزینہ تو دیکھو
وہیں سے رسائی ہے اپنی خدا تک — وہ قرب الٰہی کا زینہ تو دیکھو
کسی نے اٹھایا نہ بار امانت — گرے سر پہ ہے میرا سینہ تو دیکھو
ہوا مشک و عنبر پسینہ پسینہ — جبین نبیؐ کا پسینہ تو دیکھو
ہیں لبریز آنکھیں مری آنسوؤں سے — سمندر میں ڈوبا سفینہ تو دیکھو

قمر اس کے ابرو کو کیا دیکھتے ہو
یہ میرا جگر میرا سینہ تو دیکھو

پکڑ دونوں ہاتھوں سے روضہ کی جالی — مرا بے قراری میں رونا تو دیکھو
وہ عشاق کا آکے چوکھٹ پہ اسکی — وہ ٹکرا کے سر جان کھونا تو دیکھو
مدینے میں ہے غنچۂ دل شگفتہ — وہ ابر کرم کا برسنا تو دیکھو

بلا کر قمر کو مدینے میں جلدی
یہ بسمل کا اپنے تڑپنا تو دیکھو

نظر سے دور ہو دل سے قریں ہو — حریم دل میں تم خلوت گزیں ہو

سنا ہے تم تو شہ رگ سے قریں ہو
کہاں پھر کیوں ہو جب رہتے یہیں ہو

ہمیں غیروں سے کچھ مطلب نہیں ہے
ہمارے واسطے سب کچھ تمہیں ہو

محمدؐ کا وسیلہ ہو نہ جب تک
کہاں پھر قرب رب العالمیں ہو

جو مل جائے گدائی اس کے در کی
شہنشاہی مرے زیر نگیں ہو

کہا قرآں میں حق نے قاب قوسین
مکان لامکاں کے تم مکیں ہو

رسولوں میں تمہاری شان اعلیٰ
ستارے سب ہیں تم ماہ مبیں ہو

مرے آقا مرے سرکار ﷺ
مدینہ میں عطا گز بھر زمیں ہو

تجھی سے چاہتا ہوں تجھ کو شاہا
تری چوکھٹ ہو اور میری جبیں ہو

کہیں مسجد میں بیٹھے بن کے واعظ
کہیں میخانہ میں مسند نشیں ہو

جو کھلو گے دو عالم ہو گا برہم
رہو پردہ میں تم پردہ نشیں ہو

کیا روز قیامت وعدہ وصل
قمر پھر کس لئے اندوہگیں ہو

یا نبی دیکھ کے یہ آپ کے رخساروں کو
صدقے ہوتے ہیں مہ و مہر لئے تاروں کو

درد فرقت سے ترے خود ہیں مسیحا بیمار
کیا دوا خاک وہ دیں گے ترے بیماروں کو

جوش جب آئیگا دریائے کرم کو حق کے
پارسا رشک سے دیکھیں گے گنہگاروں کو

ہوگا کب لطف و کرم رشک مسیحا مجھ پر
کب دوا کام کرے گی ترے بیماروں کو

نظر آیا نہ کوئی تم سا طرحدار ہمیں
دیکھتا ہی نہیں میں اور طرحداروں کو

ساقیا دیر سے بیٹھے ہیں میخانہ میں		جام اک بھر کے پلادے ترے میخواروں کو
	دولتِ عشق نبی تجھ کو گدائی میں ملی مل ہی جاتا ہے قمر اُن کے طلبگاروں کو	

اے قدرت ورحمت والے خدا ہم سب کا پالن ہار ہے تو
ہم عبد ہیں تو سب کا معبود ہم مجرم ہیں غفار ہے تو
آسان مری مشکل کر دے آنکھوں کو مری کامل بھر دے
بندہ ہوں ترا اسکو چین سے رکھ سلطانِ جہاں مختار ہے تو
ہو اکل حلال اب مجھکو عطا دے صدق مقال عنایت سے
وا کر دے ہم پہ خزانہ غیب سرداروں کا سردار ہے تو
کر عزت و حرمت ہم کو عطا سر آگے کسی کے ہو نہ جھکا
عیبوں کو مرے للہ چھپا اے خالق کل ستار ہے تو
ہے لاج ہماری ہاتھ تری شرمندہ نہ کر محشر میں کبھی
کیونکر نہ بھروسہ تجھ پہ کریں ستار ہے تو غفار ہے تو
دیدے تو شفا بیماروں کو کر کام عطا بیکاروں کو
جو بے زر ہوں اُن کو زر دے زرداروں کا سردار ہے تو
آدم میں ہو کر جلوہ نما جنت سے نکالا اپنے کو
اک دھوم مچادی عالم میں مکاروں کا مکار ہے تو

یہ عاجز اور مسکین عشمر نابینا ہے بینا کرے
کر چشم بصیرت اس کو عطا بن آنکھوں کے بیدار ہے ٹو

زباں سے کیا کہوں تم کو خدا جانے کہ کیا تم ہو
خدا تو ہو نہیں لیکن خدا سے کب جدا تم ہو
ہمارا دین ہو ایمان ہو روح رواں تم ہو
خدا ہے آپ کا مطلوب محبوب خدا تم ہو
رکھو قدموں پہ تم اپنے تمہارا نام لیوا ہوں
کہاں میرا ٹھکانہ ہو اگر مجھ سے خفا تم ہو
گنہگاروں کی اپنے کیوں نہیں لیتے خبر مولا
خدا سے بخشوالو شافع روز جزا تم ہو
تم اپنے مرنے والوں کی خدارا لو خبر جلدی
مسیحا کے مسیحا چشمہ آب بقا تم ہو
شریعت گر نہ ہو مانع کروں گا آپ کو سجدہ
مرے نزدیک اس ساری خدائی کے خدا تم ہو
اگر ہو عشق صادق عرش اعظم کو ہلا دو گے
رسائی کیا ہوا ہے نالو تمہاری نارسا تم ہو

نظر لطف و کرم کی ہو مریض عشق پر شاہا
مرے درد دروں کی اے نبی بیشک دوا تم ہو

نبی جی آپڑی منجدھار میں کشتی ہماری ہے
خدارا پار کر دیجے ہمارے ناخدا تم ہو

خدا کے واسطے آجاؤ یا طیبہ میں بلوالو
ہماری آرزو تم ہو ہماری مدعا تم ہو

کہاں جائیں تمہارے در سے گر محروم رہ جائیں
شہنشاہ دو عالم مالک ارض و سما تم ہو

کسی صورت چھڑا لیجے قمر کو بینوائی سے
گدا وہ آپ کا ہے معدن جود و سخا تم ہو

آپ تو نزدیک ہیں دور ہیں ہم واہ واہ
وصل میں بھی ہے ہمیں ہجر کا غم واہ واہ

مصحف رخ پر ترے ابروئے خمدار ہیں
آتا ہے ہم کو نظر طاق حرم واہ واہ

کعبہ و بتخانہ میں آپ ہی ہیں جلوہ گر
آپ سے آباد ہیں دیر و حرم واہ واہ

ہم پہ ہے جور و ستم غیر پہ لطف و کرم
خاص یہ اکرام ہیں تیری قسم واہ واہ

حشر کی گرمی کا کچھ خوف نہ کر اے قمر
جبکہ ہوں سایہ فگن شاہ امم واہ واہ

حسب روئے یار سے دل شاد رکھ
خانۂ ویراں کو تو آباد رکھ

قتل کو کافی نگاہ ناز ہے — حلق پر خنجر نہ اے جلاد رکھ
رنج دنیا اور غم عقبیٰ نہ کر — فکر این و آں سے دل آزاد رکھ
تن ہو دہلی میں تو جاں اجمیر میں — اسطرح دونوں جہاں آباد رکھ
زلف پیچاں میں کسی کے ہیں اسیر — کچھ نہ فکر دام اے صیاد رکھ
ہم ازل ہی سے ہیں تیرے آشنا — گر بھلایا ہے تو لے اب یاد رکھ
کچھ نہ حاصل ہو تجھے بے عشق کے — دل میں عشق یار کی بنیاد رکھ
موت سے حاصل ہو لطف زندگی — موت سے پہلے عدم کی یاد رکھ

ہے قمر زوروں پہ وحشت آج کل
ان وعد اللہ حق یاد رکھ

مسلم ناداں ذرا اپنی پریشانی کو دیکھ — غیر قوموں کی ترقی اپنی ویرانی کو دیکھ
بحر عصیاں سے نکل کب تک رہے تردامنی — ڈوبتا ہے سر سے اونچا ہو گیا پانی کو دیکھ
علم سے نفرت تجارت سے ہے تجھ کو ننگ و عار — مفلسی میں کاہلی اپنی تن آسانی کو دیکھ
ہے مرض کچھ اور تو کچھ اور کرتا ہے علاج — چھوڑ درد ظاہری کو درد پنہانی کو دیکھ
عاشق مصنوع کا فرِ بے بصیرت بیخبر — نقش پر کیا ہے نظر نقاشی مانی کو دیکھ
مذہب اسلام میں توحید ہے پہلا سبق — بھول بیٹھا اس سبق کو اپنی نادانی کو دیکھ

اتفاق و علم معراج ترقی ہے قمر
طائر عقل رسا کے زور ایمانی کو دیکھ

منقش ہو گئی دل پر مرے تصویر میخانہ — ملی ہے عرش کی زنجیر سے زنجیر میخانہ

پڑھا دے مجھکو درس بیخودی اے پیر میخانہ — کہ تا کرتا رہوں دنیا میں میں تفسیر میخانہ

تری ہستی کا صدقہ ساقیِ اجمیر تھوڑی سی — کھڑا ہوں دیر سے تھامے ہوئے زنجیر میخانہ

قیامت تھی تری بہکی ہوئی تقریر اے واعظ — کہ اک عالم پہ روشن ہو گئی توقیر میخانہ

ازل کے میکدہ کی کیفیت اک حشر ساماں ہے — پھرا کرتی ہے آپ آنکھ میں تصویر میخانہ

قمر دو دن کی دنیا میں کریں کیا شاعری لاگی ہے

بنے بیٹھے رہیں اس دہر میں رہگیر میخانہ

مسکن خود جانِ من اندر دل ما کردہ — خانہ ویران را عرش معلی کردہ

کشتہ از خنجر ناز و ادا عشاق را — عاشقاں را بر سرِ بازار رسوا کردہ

من نیم تنہا گرفتار خم گیسوئے تو — عالمے را بستۂ زلف چلیپا کردہ

تیغ ابرو تیر مژگان و کمند زلف خویش — بہر قتلم ایں ہمہ ساماں مہیا کردہ

جلوہ کردی اندرون کعبہ و بتخانہ ہا — رخنہ ہا در دین فگندی فتنہ برپا کردہ

گاہ شکل آدم و گہ صورت احمد شدی — مظہر خود خود شدی خود را تماشا کردہ

چوں نقاب از چہرۂ پر نور خود برداشتی

بر جمال خود قمر را مست و شیدا کردہ

دلم آوارہ در عشقت شدہ اے پیر میخانہ — تن بیچارہ شد پابند در زنجیر میخانہ

من آں رند خراباتم مرا طعنہ مزن زاہد — کہ ماند تا ابد باقی ز من توقیر میخانہ

برائے سجدہ تو زآب مئے غسل وضو کردم
صدائے قلقل مینا شدہ تکبیر میخانہ

نظر کردم بکعبہ جستجو در بتکدہ کردم
مگر اندر دل خود یافتم تصویر میخانہ

برائے رحمت للعالمین و ساقی کوثر
نگاہ خاص میخواہم ز تو اے پیر میخانہ

اگر دعوائے ہشیاری کنم مارا نمی زیبد
کہ ہر ہشیار مدہوش است از تاثیر میخانہ

بمستی آمدم از چشم میگوں دل بہیچ آمد
دو زلف ساقیم را یافتم زنجیر میخانہ

قمر گر زاہد ناداں بہ بزم میکشاں آید
برقص آید چو من در مستی از تاثیر میخانہ

خم دل بھر گیا ہے بادۂ حب پیمبر سے
ملیں گے دمبدم ساغر پہ ساغر حوض کوثر سے

جسے ہو عشق پیغمبر سے اور آل پیمبر سے
ملیگا جام اسکو حشر میں ساقی کوثر سے

ہوئی ہے غیر حالت اس قدر ہجر پیمبر سے
پتا ملتا اجل کو بھی مرا مشکل ہے بستر سے

گرا دیں ہم اگر وہ اشک اپنے دیدۂ تر سے
سیاہی نور ہو باران رحمت قلب پر برسے

خدا وہ دن اگر لائے کبھی میرے مقدر سے
کرونگا راہ طیبہ طے مری آنکھوں سے اور سر سے

ترے بیمار میں طاقت نہیں کروٹ بدلنے کی
اجل کو حکم ہو آکر اٹھائے مجھکو بستر سے

ذرا ایجگر سنبھل کر آئیے گور غریباں پر
کہیں برپا نہ ہو جائے قیامت ایک ٹھوکر سے

نچھوڑو ہاتھ سے دامن کو حضرت کے گنہگارو
ہمارے جرم کو ڈھانپ لیں گے وہ رحمت کی چادر سے

کسی کا دل دکھانے سے نہیں بدتر گنہ کوئی
ہے بہتر دل کا خوش کرنا زیادہ حج اکبر سے

مدینہ میں پہنچنے سے مجھے ایسی خوشی ہوگی
لپٹ کر رؤنگا محبوب کی دیوار سے در سے

بنا کر دل کو بتخانہ بتوں کو پوجتا ہی تو
نہیں پاتا ہی کچھ اسواسطے اللہ کے گھر سے

مرے دل کو غم ہجراں نے کچھ ایسا جلایا ہی
نکلتا ہی نہیں اک اشک بھی اس دیدۂ تر سے

اگر پوچھے قیامت میں مرا اعمال نامے کو
خدا کے سامنے رکھدوں تری تصویر کو ڈر سے

یتیموں پر ترحم کر کھلا روٹی غریبوں کو
نہ آئیگی مصیبت سب بلا ٹل جائیگی سر سے

گناہوں سے میں نادم ہوں اُٹھانا بے خبر مجھکو
نہو شرمندگی مجھکو خدایا اہل محشر سے

اگر دریا میں ڈالوں سوزِ دل کا ایک قطرہ بھی
نکل آئینگی باہر مچھلیاں جلکر سمندر سے

خدا کے واسطے ٹھکرا نہ دینا میری میت کو
قیامت کی بنا رکھی ہے حق نے تیری ٹھوکر سے

مرے خواجہ حسن مدظلہ چشتی نظامی بھول مت جانا
قیامت میں مجھے ساغر دلانا حوض کوثر سے

بتوں کے گھر سے کرکے یاد حق آیا ہوں اے زاہد
مجھے آنے بھی دے مت روک تو اللہ کے گھر سے

خبر دلدار کی لاتا کوئی لیجاتا ہے کوئی
مرے تار نفس کچھ کم نہیں ہیں وہ کبوتر سے

بہت مجبور ہوں دل تنگ ہوں دنیا کے جھگڑوں سے
اُتر جائے الٰہی یہ گرانباری مرے سر سے

کہاں میں مانگنے جاؤں وہ سب تیرے بھکاری ہیں
بس آیا ہوں ترے در پر کدھر جاؤں ترے در سے

ہوس مجھکو نہ دولت کی نہ مطلب مجھکو ہے زر سے
امیروں سے غرض مجھکو نہ الفت ہی تونگر سے

کسی کے عشق کا اخگر دیا رکھا ہے سینے میں
لگیگی آگ عالم میں اسی ناچیز اخگر سے

کسی کے سیر کو جانے کی سن پائی خبر شاید
حسینان جہاں باہر نکل آئے ہیں سب گھر سے

بڑا خوش بخت ہی جسکو ملا ہے فیض وہ دامن
نہو محروم وہ ہرگز کبھی سرکار کے در سے

برا ہوں آپ ہی کا ہوں بھلا ہوں آپ ہی کا ہوں
بلا لیجے مدینہ میں یہ بیکس کب تلک ترسے

بر آتی ہیں مرادیں ہمیں کی اینٹ پتھر سے	ملیگا کیا نہیں زاہد کو کچھ اللہ کے گھر سے
قمر حاصل نہ ہوگا کچھ رذیلوں کی خوشامد سے	رہو شاکر اسی پر مل رہا ہے جو مقدر سے

رنج اس قفس تن سے جس وقت جدا ہوگی	محبوب الٰہی کی خدمت میں رسا ہوگی
پہنچوں گا مدینہ کو اک روز وہ آئے گا	جب وحشت دل میری خود راہ نما ہوگی
مردوں کو جلاتے ہو مشہور مسیحا ہو	کیا پاس تمہارے بھی الفت کی دوا ہوگی
جب تک نہ نظر آئے دیدار محمد کا	بیمار محبت کو ہرگز نہ شفا ہوگی
بے پردہ جمال جب آئے گا نظر ہم کو	عشق شہ بطحا کی جب دل میں ضیا ہوگی
جس سر میں سمایا ہو سودا ترے صحرا کا	فردوس کے گلشن کی پروا نہ ذرا ہوگی
جس وقت دکھائیگا دیدار وہ محشر میں	پھر اہل قیامت کی کب عقل بجا ہوگی
بے ہوشی سے ہم سب کو جو ہوش میں لائیگی	محبوب خدا تیرے دامن کی ہوا ہوگی
لذات جہاں کو ہم سب دل سے بھلا بیٹھے	لذت تری الفت کی اس سے بھی سوا ہوگی
ہر شان تری پیاری ہر آن تری پیاری	کس منہ سے شہا تیری توصیف ادا ہوگی
واعظ نہ ڈرا ہم کو دوزخ کے عذابوں سے	جز عشق کی طاعت کے جنت نہ عطا ہوگی
ہو جائیگا محشر میں اک عالم بے ہوشی	تیری جو نظر مجھ پر محبوب خدا ہوگی
کیوں گرمی محشر سے ڈرتے ہو گنہگارو	ہم عاصیوں کے سر پر رحمت کی ردا ہوگی
قسمت کے دھنی جو تھے پہنچے در دولت تک	کیا تیری رسائی بھی اے بخت رسا ہوگی

جب غور کیا دل میں معلوم ہوا مجھکو
بتخانہ و کعبہ میں تیری ہی صدا ہوگی

مندر میں برہمن کو مسجد میں مسلماں کو
آتا ہے نظر تو ہی کیا شان جدا ہوگی

ہم آپ پجاری ہیں بت ہم میں ہیں پوشیدہ
مسجد میں نماز اپنی کیا خاک ادا ہوگی

اک جام پلاتے ہی مدہوش کیا مجھکو
ساقی ترے ہاتھوں پر یہ جان فدا ہوگی

خمخانہ چشتی سے اک روز قمر تجھکو
پر کیف مئے وحدت خواجہ مدظلہ سے عطا ہوگی

آئی ہے اس بت کافر پہ طبیعت اپنی
بخت اپنے ہیں نصیب اپنے ہیں قسمت اپنی

اک زمانہ تھا کہ ہر روز چلے آتے تھے
اب تو مدت سے دکھاتے نہیں صورت اپنی

کس بھروسہ پہ تو مغرور ہے منعم اتنا
جان اپنی ہے نہ دولت نہ حکومت اپنی

میں بلا نوش ہوں ساقی مجھے دے بھر کے سبو
ایک ساغر سے نہیں بھرتی ہے نیت اپنی

وعدۂ وصل قیامت ہی کو پورا ہوگا
انتظار اس کا نہیں ہے یہ قیامت اپنی

عطر سے بڑھ کے معطر ہیں یہ زلفوں کا خیال
جس کی خوشبو سے مہک جائیگی تربت اپنی

ہم بھی بے مثل ہیں رکھتے نہیں دنیا میں مثال
کسی صورت سے نہیں ملتی ہے صورت اپنی

جب گذر گور غریباں پہ تو ہم کر چلیے
حشر سے پہلے نہ ہو جائے قیامت اپنی

جب کوئی تیرے سوا مونس و غمخوار نہیں
پھر نہ کیوں عرض کریں تجھ سے ہی حالت اپنی

پیر کا ہے یہ تصدق کہ ہوں مشہور جہاں
عشق محبوب خدا سے ہوئی شہرت اپنی

مجھ سا تو بھی تو ہے اک بندۂ عاجز منعم
کیوں دکھاتا ہے ہمیں شوکت و حشمت اپنی

یوں ہی حسرت میں نکل جائیگی کیا جان حزیں
یا الٰہی کبھی لڑ جائے گی قسمت اپنی

آئینہ کو ہوئی حیرت مری خود بینی سے
ملتی جلتی کسی صورت سے ہے صورت اپنی

سر مرا بار گراں ہے تن بیجاں پہ مرے
تیغ قاتل سے نکل جائیگی کلفت اپنی

مجھ کو بدنام کیا گریہ و زاری نے مری
آبرو ہی نہ رہی اور نہ ہے عزت اپنی

بعد مرنے کے بھی آئیگا نہیں چین مجھے
توڑ کر صاف نکل جاؤں گا تربت اپنی

دور سے کرتا ہوں زاہد تری جنت کو سلام
تیری صحبت سے بگڑ جائیگی عادت اپنی

بادہ خواری سے قمر خلق میں بدنام ہوا
رونا آتا ہے مجھے دیکھ کے حالت اپنی

کوئی کہتا ہے نبی شافع محشر کوئی
دونوں عالم میں نہیں آپ سا رہبر کوئی

بادہ خواروں کا عجب رنگ ہے میخانہ میں
کوئی اپنے میں ہے اور آپ سے باہر کوئی

اس کے قدموں پہ جھکا دوں میں سر عجز و نیاز
سگِ محبوب بتا دے مجھے رہبر کوئی

میں کبھی حاضر ہوں تری بزم میں اے ساقی
کیا ترے ہاتھ سے مل جائیگا ساغر کوئی

نامۂ شوق نہیں پہنچے تو کیونکر پہنچے
نہ مرے پاس ہے قاصد نہ کبوتر کوئی

دل جگر دونوں ہوئے ابرو و مژگاں پہ نثار
زخمی تیر کوئی بسمل خنجر کوئی

ہے تری شان جمالی و جلالی کا ظہور
رحم دل ہے کوئی انساں تو ستمگر کوئی

تیرے مژگاں کی قسم سینہ میں ہیں تیر گڑے
تیرے ابرو کی قسم دل میں ہے خنجر کوئی

حرم و دیر کے جانے سے ہوا ہوں بدنام
کوئی کہتا ہے مسلماں مجھے کافر کوئی

چاہنے والے تمہیں لاکھ ملیں گے صاحب
ہم کو کس طرح ملے آپ سا دلبر کوئی

جبکہ قرآں میں کی خالق عالم نے ثنا
آپ کی مدح و ثنا کر سکے کیونکر کوئی

ہے شب روز میں جلوہ ترے رخساروں کا
ماہ انور ہے کوئی مہر منور کوئی

سب جہاں ہوگا اسی کا جو ترا ہو کے رہے
رکھ کے دیکھے ذرا چوکھٹ پہ تری سر کوئی

فکر دنیا سے خلاصی جو تجھے حاصل ہو
پھر تجھے فکر نہیں ہو دل مضطر کوئی

تیرے جلوے سے ہوا سارا زمانہ بیتاب
محو حیرت ہے کوئی اور ہے ششدر کوئی

اشک آنکھوں سے رواں ہیں کہ تھمتے ہی نہیں
کیا چھپا رکھا ہے آنکھوں نے سمندر کوئی

غم نہیں تجھ کو قمر بس ہیں ترے دو حامی
شافع حشر کوئی ساقی کوثر کوئی

مجھے باغ طیبہ میں بلوائیے
تمنا یہ مدت کی بر لائیے

مرے دل میں چپکے سے آ جائیے
مکاں اپنا آباد فرمائیے

مرے خانۂ دل میں آ جائیے
رگ و پے میں میرے سما جائیے

دکھا کر کسی روز اپنے قدم
مرا بخت خفتہ جگا جائیے

شہا لاج میری ترے ہاتھ ہے
قیامت میں مجھ کو نہ شرمائیے

چلی جا رہی دھار میں ناؤ ہے
کرم سے اسے پار لگوائیے

تمہارے کہا کر کہا جائیں ہم
کوئی اور در ہو تو بتلائیے

مرا کشت دل خشک ہونے کو ہے
ذرا ابر رحمت کو برسائیے

غم ہجر سے لب پہ آیا ہے دم
لب جانفزا کو ہلا جائیے

جلا جا رہا ہوں تپ عشق سے
لگی میرے دل کی بجھا جائیے

خدا کے لئے مجھ گنہگار پر
نظر لطف و رحمت کی فرمائیے

مرے پیارے احمد کبھی خواب میں
جمال مبارک دکھا جائیے

رہے کچھ نہ دل میں سوا آپ کے
ذرا رنگ وحدت جما جائیے

نہ ہو جائے غرقاب کشتی مری
مرا پار بیڑا لگا جائیے

کہاں تم کو ڈھونڈوں کدھر جاؤں میں
نظر مجھکو خود آپ آ جائیے

قمر کا وسیلہ سوا آپ کے
نہیں کوئی تم اس کے ہو جائیے

محبوب کی ہے یاد مرا کام یہی ہے
فرقت میں تری باعث آرام یہی ہے

کافر مجھے کہتا ہے کوئی کوئی مسلماں
ہوں عشق کا بندہ مرا اسلام یہی ہے

اس چاند سے رخسار پہ یہ کاکل پیچاں
عاشق کے پھنسانے کے لئے دام یہی ہے

آئے تھے جہاں سے وہیں اک روز ہے جانا
آغاز ہمارا یہی انجام یہی ہے

جل مرنے کا پروانہ کو کچھ غم نہیں اصلا
وہ جانتا ہے عشق کا انجام یہی ہے

کافی ہے نظر بھر کے ترا دیکھنا ساقی
میخواروں کی مستی کیلئے جام یہی ہے

رخ جانب کعبہ ہے مگر دل ہے بتوں میں
زاہد کا وظیفہ سحر و شام یہی ہے

کس کام کا عاشق جو نہ رسوا ہو جہاں میں
جانبازِ محبت کا سرانجام یہی ہے

کافی ہے مرے قتل کو ابرو کا اشارا
خنجر یہی دشنہ یہی صمصام یہی ہے

سینہ میں چھپائے ہوئے ہوں درد کسی کا
رہتا ہے مرے دل میں دل آرام یہی ہے

خواجہ مدظلہ کا فدائی ہے تو محبوب کا شیدا
ہے نام قمر جس کا وہ گمنام یہی ہے

تو میرا ہے تو مجھ کو غم نہیں ہے
ترا احسان یہ بھی کم نہیں ہے

ستاتے ہیں ستا لیں اہل دنیا
یہ دل قابو میں ہے برہم نہیں ہے

ہیں مال و زر کے ساتھی سب جہاں میں
نہیں پھر کوئی جب درہم نہیں ہے

رکھو آنکھوں میں گرنے دو نہ اس کو
یہ عاشق کا ہے آنسو نم نہیں ہے

گیاہ سبز پر مانند گوہر
مرا آنسو ہے یہ شبنم نہیں ہے

اٹھے گا حشر کو بستر سے اپنے
ترے بیمار میں اب دم نہیں ہے

خودی سے صاف رکھو دل کو اپنے
خدا کا گھر ہے جام جم نہیں ہے

جبیں سا ہے تری چوکھٹ پہ عالم
فقط میرا ہی سر پیہم نہیں ہے

محبت کا تجھے دعوے ہے زاہد
مگر کیوں آنکھ تیری نم نہیں ہے

غرض سے رو رہے ہیں خویش و احباب
مرے مرنے کا یہ ماتم نہیں ہے

تن بیجان میں جاں کون ڈالے
یہاں کوئی مسیحا دم نہیں ہے

خوشی حاصل نہیں جینے سے ہم کو
نہیں مرنے کا اپنے غم نہیں ہے

ہوئے خواجہ حسن مدظلہ جب تیرے حامی
قمر پھر تجھ کو تیرا غم نہیں ہے

تری الفت نے کیا صاحب توقیر مجھے
تیری زلفوں نے کیا بستۂ زنجیر مجھے

عمر بھر میں رہا زندانِ محبت میں اسیر
ہو گیا عشق صنم طوق گلو گیر مجھے

اے مرے پیر طریقت ترے قربان جاؤں
جلد بتلا دے کوئی وصل کی تدبیر مجھے

آئینہ سامنے رکھے ہوئے یوں کہتے ہیں
مجھ سے بہتر تو بتا دے کوئی تصویر مجھے

اس کا نقشہ مری آنکھوں میں جما رہتا ہے
سب میں آتی ہے نظر یار کی تصویر مجھے

دل میں رہ کہتا ہوں اسے اور اسی سے ہر دم
پوچھتا ہوں کہ بتا وصل کی تدبیر مجھے

نقش پا دیکھ ترا آپ مٹا جاتا ہوں
وجد آتا ہے تری دیکھ کے تصویر مجھے

اہی گیسو نے کیا تھا مجھے خواجہ کا اسیر
وہی آمادہ ہیں پہنانے کو زنجیر مجھے

سیم و زر کی نہیں خواہش نہ حکومت کی ہوس
خاکِ پائے سگِ دلداری اکسیر مجھے

قتل کو میرے نہیں حاجت تیغ و خنجر
نگہ ناز کی کافی ہے یہ شمشیر مجھے

دین و ایماں تو سبھی اسکو دیے بیٹھا ہوں
روز میثاق میں جس نے کیا نخچیر مجھے

کیوں نہ ہو فخر قمر مجھ کو بلالی ہوں میں
کر دیا پیر نے بس صاحب تقدیر مجھے

در کریم پہ بنکر گدا ہیں آئے ہوئے
ادب سے بیٹھے ہیں سب اپنا سر جھکائے ہوئے

تھکے تھکائے پڑے ہیں تمہارے کوچہ میں
مصائب سفر بحر و بر اٹھائے ہوئے

بہے کئے جو تپ فرقت میں آبلے دل کے
وہ اور طرح سے ہیں آج گل کھلائے ہوئے

کبھی وہ گور غریباں میں آ بھی جاتے ہیں
خرام ناز سے دامن ذرا بچائے ہوئے

ابھی ٹپکنے کو تیار تھے مرے آنسو
کئے ہوں ضبط فغاں دل کو ہوں دبائے ہوئے

زبان حال سے کہتے ہیں آبلے دل کے
کہ ہم ہیں ہجر کے صدمے بہت اُٹھائے ہوئے

کہا مزار پہ آ کر مرے وہ با دل زار
پڑے ہیں یاں تہِ قبر میں تم ہم سے مُنہ چھپائے ہوئے

تمہاری چوٹ محبت کی جس کے دل پہ لگی
وہ بھیس میں ہے فقیروں سا رنگ لائے ہوئے

بچا بچا ہمیں اس گردش زمانہ سے
بگڑ نہ جائیں کہیں ہم ترے بنائے ہوئے

نہ منع عشق سے کر ہم کو ناصح ناداں
اسی سے ہم ہیں زمانہ میں نام پائے ہوئے

قمر وہ جانتے ہیں خوب حالِ دل اپنا
ہوا زمانہ انہیں دردِ دل سنائے ہوئے

شراب عشق کا اک جام بھر دے
مرے ساقی مجھے مدہوش کر دے

شب فرقت کو میری صبح کر دے
مری آہ رسا میں کچھ اثر دے

ترا جلوہ کہیں بے پردہ دیکھوں
مری آنکھوں کو یارب وہ نظر دے

رہے پیش نظر وہ نور عینی
مری چشم بصیرت کو بصر دے

رہیں نظروں میں زلف و رخ کے جلوے
وظیفہ مجھ کو یہ شام و سحر دے

رگ جاں میں کھٹک ایسی ہو پیدا
مجھے ہر لحظہ دل تیری خبر دے

بڑھے بیتابی دل روز افزوں
ترے کشتہ کو وہ دردِ جگر دے

رہے سرسبز کھیتی آرزو کی
تری چشم کرم سے چشم تر دے

جلا کر خاک کر دے میرے عصیاں
مری آہوں میں وہ برقی اثر دے

مرا یہ نفس سرکش سرنگوں ہو — وہ جرأت دے وہ دل دے وہ جگر دے

رہوں دن رات محو دید تیرا
قمر ناچیز کو اپنا ہی کردے

لائی نوید وصل جو باد بہار ہے — دل اضطراب میں مرا سیماب وار ہے
شیدا تمہارے حسن پہ پروردگار ہے — سچ پوچھئے تو حسن پہ اپنے نثار ہے
عشاق قتل ہونے کو ہیں اک نگاہ میں — مژگاں ہیں تیر ابرو شہ ذوالفقار ہے
محبوب کے جبین منور کے آس پاس — گیسوئے عنبریں ہیں کہ مشک تتار ہے
سنبل چمن میں کس کے لئے مضطرب ہے آج — کس زلف کے فراق میں وہ سوگوار ہے
پیارے نبی تمہارے کف پا کو دیکھ کر — ششدر رہے آفتاب قمر شرمسار ہے
اس دل کو باغ خلد کی پروا نہیں ذرا — جو دل نبی و آل نبی پر نثار ہے
گلشن بنا ہے سینہ مرا داغ ہجر سے — یہ پرفضا چمن مرے دل کا حصار ہے
مولا رہے کرم کی نظر مجھ غریب پر — جو مدتوں سے آپ کا امیدوار ہے
کیجے مدد کہ آئینہ قلب صاف ہو — جرم و خطا کی گرد سے جو پرغبار ہے
روضہ پہ بادشاہ مدینہ کے رات دن — ہوتی نثار رحمت حق بار بار ہے

خواجہ مدظلہ کے در کی جب سے گدائی ملی تجھے
شاہوں سے بڑھ کے تیرا قمر افتخار ہے

دل عاشقاں ہے تماشا نہیں ہے — طواف اس کا کر کیا یہ کعبہ نہیں ہے

نہ لالچ دلا باغ رضواں کا واعظ
ہمیں تیری جنت کی پروا نہیں ہے

نہ کر دعوئے وصل دلدار زاہد
ابھی دردِ دل تجھ میں پیدا نہیں ہے

رہے تاب فرقت کہاں تک الٰہی
ہے مینا یہ دل سنگ خارا نہیں ہے

مسیحا کا دل میں مرے کام کیا ہے
یہ گھر ہے خدا کا کلیسا نہیں ہے

ڈریگا تجلی سے کب طور کی وہ
غلام محمدؐ ہے موسیٰ نہیں ہے

میں آنکھوں سے آنسو بہاؤنگا کبتک
سمندر نہیں ہے یہ دریا نہیں ہے

بظاہر اگرچہ ہے عاشق کسی کا
کسی کا بجز تیرے شیدا نہیں ہے

جسے چاہے دے دولت عشق اپنی
کسی کا بھی اس میں اجارا نہیں ہے

بجز ذات والائے شاہ مدینہ
قمر کو کسی کا سہارا نہیں ہے

اب تو زندہ ہوئے ہیں ہم مر کے
آیئے دیکھ لیں نظر بھر کے

ساغر موت دے مجھے بھر کے
اُن کے وعدے ہیں روز محشر کے

یاد آتی ہیں یار کی آنکھیں
ساقیا جام دے مجھے بھر کے

زندہ رہتے ہیں یا کہ مرتے ہیں
منتظر ہیں وصال دلبر کے

نامہ بر کا پتہ نہیں شاید
کاٹ ڈالے ہوں پر کبوتر کے

ایک ہی وار میں تمام کیا
صدقے ہو جاؤں تیرے خنجر کے

صبح رخ پر پڑی ہے گیسوئے شب
اب ہیں مہمان ہم بھی شب بھر کے

بحرِ دل ہو گیا ہے طوفاں میں
اُڑ گئے ہوش دیدۂ تر کے

نقشِ پا بن کے اے قمر رہنا
پیر و مرشد کے اور پیمبر کے

ملو مسیح سے میری ذرا دوا کے لئے
اُنہیں سے عرض بھی کرنا مری شفا کے لئے

موئے ہیں آپ کے غمزوں پہ جانِ دل قرباں
رہا ہے اک فقط ایمان اب ادا کے لئے

بغیر آپ کے جینا محال ہے میرا
تمہیں دوا ہو کرے درد لا دوا کے لئے

امیدوار ہوں روزِ ازل سے اے ساقی
مجھے نہ بھول کبھی دور میں خدا کے لئے

میں کہکے لفظِ بلیٰ پھنس گیا بلا میں مدام
بلا یہ میرے لئے تھی میں اس بلا کے لئے

بجاؤ غیر کے گھر پر طلب میں دنیا کی
اُٹھاؤ ہاتھ خدا کی طرف دعا کے لئے

کسی سبب سے وہ آئے نہ ہونگے لاشہ پر
ضرور آئیں گے مرقد پہ فاتحہ کے لئے

صبا نبیؐ کو یہ میرا پیام پہنچانا
بلائیے قمرِ زار کو خدا کے لئے

ہے آپ پہ قربان مرا دل بھی جگر بھی
حاضر ہے تصدق کے لئے جان بھی سر بھی

سلطان عرب دیکھوں جو ترے لب و دنداں
کر دونگا فدا لعلِ بدخشان و گہر بھی

حق کے یدِ قدرت نے بنائی تری تصویر
کیا خوب ڈھلی قامتِ زیبا و کمر بھی

ہوں بیکس تو نزدیک گنہگار کہاں جائیں
ہو جائے شہا اک نظرِ لطف ادھر بھی

روضہ کا کلس دیکھ کے شرمندہ ہیں دونوں
رہتے ہیں چھپائے ہوئے منہ شمس و قمر بھی

آہوں نے تو اظہار کیا حالِ دلِ زار
اک دم نہ ہو غافل تو کبھی یادِ خدا سے

خود مجھکو رلاتے ہیں مرے دیدۂ تر بھی
ہو جائیگا باتوں میں قمر تیری اثر بھی

ہو جائے نگاہِ کرم و لطف و عنایت
ہے منتظرِ رحم تمہارا یہ قمر بھی

نکلنے کو ہے دم میرا مگر ہے آرزو باقی
میں اپنا راز کہنے کو بلایا تھا تجھے ہمدم
یہ دنیا مٹنے والی ہے تو پھر اس پر بھروسہ کیا
وضو زاہد کا آبِ جو سے اور میرا ہے آنسو سے
طہارت جسم کی گو ہو گئی ہے غسل ظاہر سے
جلا کر آتشِ فرقت نے دل کی خاک اڑائی ہے

ملیں گے خاک میں لیکن رہیگی جستجو باقی
مگر افسوس میں ہے رہ سکا اور نہ تو باقی
فنا ہو جائیں گے سارے رہیگا تو ہی تو باقی
وضو بہہ جائیگا اس کا رہے میرا وضو باقی
صفائی کیلئے دل کی ابھی ہے شست و شو باقی
نہیں سینہ میں کچھ باقی مگر ہے ایک ہو باقی

ہلالی کر دیا تو نے قمر کو ایک چلو میں
رہے محشر تلک ساقی ترا جام و سبو باقی

کیا صورتِ زیبا ہے اے صلی علیٰ تیری
منظور تھی خود بینی اظہار کیا تجھ کو
خالق ہے جو عالم کا وہ تیرا ثنا خواں ہے
ظاہر میں تو بندہ ہے باطن میں کہوں کیا ہے
تو عاشقِ خالق ہے خالق ہے ترا عاشق

بھائی ہے مصور کو ہر ناز و ادا تیری
دیکھا ہے جمال اپنا صورت کو بنا تیری
مجھ بندۂ عاجز سے کیا ہو گی ثنا تیری
کیا شان نرالی ہے محبوبِ خدا صلعم تیری
کیونکر نہ ہو پھر شیدا مخلوقِ خدا تیری

مقصود خلائق ہی موجود حقائق ہے — یہ دل بھی ترے قرباں یہ جاں بھی فدا تیری
ہر لحظہ نظارہ ہو تیرے رخ زیبا کا — آتی رہے کانوں میں ہر وقت صدا تیری

دنیا میں قمر کا اب جز تیرے نہیں کوئی
بس دیکھ لیا سب کو کافی ہے رضا تیری

میرے دل میں تیری پوجا چاہیئے — اب تو کعبہ میں کلیسا چاہیئے
شمع رخ پر آپ کے جان جہاں — مثل پروانہ کے گھوما چاہیئے
اضطراب دل نہ بڑھ جائے کہیں — تھام کر سینہ کو رویا چاہیئے
دیکھکر خط آپ کا دل نے کہا — ہاتھ کو قاصد کے چوما چاہیئے
زاہدو تم کو مبارک باغ خلد — ہم کو صحرائے مدینہ چاہیئے
ہوگئی مدت عریضہ بھیجکر — کب جواب آتا ہے دیکھا چاہیئے

دیکھکر حالت مری کہتے ہیں وہ
کیا ہوا تجھ کو قمر کیا چاہیئے

اپنی جاناں تک رسائی ہوگئی — ملک دل پر پادشاہی ہوگئی
جس طرف کو ہو گیا جان جہاں — اس طرف ساری خدائی ہوگئی
عاشقی کا خاتمہ ہم پر ہوا — ختم تم پر دلربائی ہوگئی
آب و گل میں تھے ابھی آدم پڑے — نام کی تیرے دہائی ہوگئی
در پہ ساقی کے چلے آئے ہیں آج — زاہدوں کی پارسائی ہوگئی

جب مدینے جاؤ تو سمجھو قمر
حق تعالیٰ تک رسائی ہو گئی

نہ آیا آج بھی اس نے دغا کی
جبیں سائی سے کیا حاصل ہو زاہد
اُٹھاؤں گا نہ سر سجدہ سے اپنا
نہ آیا نزع میں آیا پس مرگ
نہ مانی پر نہ مانی بات میری

قسم کھائی تھی کافر نے خدا کی
ابھی باقی ہے تجھ میں بُو ریا کی
بنی ہے سجدہ گہ اس خاک پا کی
جنازہ پر مرے آکر دعا کی
ہزاروں منتوں سے التجا کی

کہا اس نے خبر مرنے کی سُن کر
قمر کیا چل بسے مرضی خدا کی

شبیہ بلدۂ طیبہ لگی ہے سینہ سے
دکھا دے مجھکو دیارِ عرب خداوندا
تپِ فراق نے میرا جگر جلایا ہے
ہمارے دل کے چمن میں نہیں خزاں کا گذر
نہ آؤں جا کے مدینہ ہے آرزو دل کی

الٰہی دور نہ رکھنا مجھے مدینے سے
تڑپ رہا ہے مرا دل کئی مہینے سے
جلے کباب کی بو آرہی ہے سینے سے
نسیم لائی ہے اس میں فضا مدینے سے
نہ لائے مجھکو دکن میں خدا مدینے سے

قمر ملے جو شرف تم کو بعد مدت کے
اُٹھاؤ سر نہ کبھی تم نبی کے زینے سے

مئے وحدت سے میرا جام بھر دے
ترے قرباں مجھے متوالا کر دے

نہیں جز جنس عصیاں پاس میرے
ہوئی جاتی ہے کھیتی خشک میری
تو سب کی سننے والا ہے سنا ہے

سفر در پیش ہے زاد سفر دے
مرے نخل تمنا میں ثمر دے
گرسنہ ہوں الٰہی سیر کر دے

قمر کے گرم آنسو کے عوض میں
مقاصد کے اسے لعل و گہر دے

پہلی سی ہم پہ آپ کی چاہت نہیں رہی
پہلی سی اب کو آپکی حالت نہیں رہی
کس کس ادا سے دل کو لبھایا حضور نے
میں جسکا ہوں مریض وہ تیرا مسیح ہے

وہ بات وہ خلوص وہ الفت نہیں رہی
باقی ہیں شوخیاں وہ شرارت نہیں رہی
ایماں گیا تو جان سلامت نہیں رہی
عیسیٰ ترے علاج کی حاجت نہیں رہی

ہے کیا سبب قمر سے جو ملتے نہیں ہیں آپ
کیا دو گھڑی کے واسطے فرصت نہیں رہی

پردے کو اٹھایا جب شکل اپنی نظر آئی
فرہاد سے بڑھکر ہوں مشہور یہ سوائی
گہ صورت لیلیٰ میں تھا پردہ نشیں میں ہی
کثرت میں نمایاں ہوں وحدت میں ہوں پنہاں میں
ہر باغ کا میں گل ہوں ہر گل میں مری بو ہی
کہتا تھا انا الحق میں منصور کے پردے میں

خود میں ہی تماشا ہوں اور میں ہی تماشائی
گہ صورت شیریں میں دکھلاتا ہوں رعنائی
گہ کسوت مجنوں میں میں ہی تو تھا سودائی
مجھ ہی سے ہے عالم میں یہ انجمن آرائی
ہے بلبل خوش الحاں میری ہی تو شیدائی
خود اپنی ہی گردن تھی جو دار پہ کھنچوائی

بت بن کے کبھی اپنی کرتا ہوں پرستش میں
میری ہی تجلی تھی جو طور پہ چمکی تھی

خود اپنی ہی چوکھٹ پہ کرتا ہوں جبیں سائی
موسیٰ گرے غش کھا کر جب شکل تھی دکھلائی

پاتا ہوں حسینوں میں اپنی ہی تجلی کو
ظاہر ہے قمر مجھ سے یہ جلوہ یکتائی

نظر میں جب سے مری ہیں حضور آئے ہوئے
حسیں جہاں کے چلے بستر اٹھائے ہوئے

چلے ہیں یار کے کوچہ سے سر جھکائے ہوئے
تپ فراق کے چرکے جگر پہ کھائے ہوئے

تڑپ کر آئیں گے باہر ترے ستائے ہوئے
ہیں تیرے عشق میں اپنی خودی مٹائے ہوئے

بھرا ہوا ہے خم دل شراب وحدت سے
بغل میں شیشہ صہبا ہیں ہم دبائے ہوئے

بروز حشر حضوری میں پیش کر دینا
گناہگار ہوں کملی مجھے اڑھائے ہوئے

تمہارے حسن میں اعجاز کس بلا کے ہیں
کہ شمس ابر میں نکلا ہے منہ چھپائے ہوئے

قسم خدا کی تمہیں چاہ کر ہوئے رسوا
رقیب شاد نظر ہیں ہم ہیں منہ چھپائے ہوئے

ہے ان کو مجھ سے گلہ میری بیوفائی کا
لہو جو تلوؤں میں میرا ہیں خود لگائے ہوئے

ستم کشوں کو نہ اتنا ذلیل کر اے چرخ
ہم ان کے کوچے سے نکلے ہیں خود ستائے ہوئے

قمر جو بیٹھے تھے چھپکر بہت زمانے سے
وہ آج آئے ہیں رخ سے نقاب اٹھائے ہوئے

خبر لینا تجھے منظور ہے تو جا خبر کر دے
خبر ہو جائے میرے نالۂ دل کی محمد کو

رسول مجتبیٰ کو اے صبا میری خبر کر دے
مری آہ رسا میں گر خدا پیدا اثر کر دے

شب فرقت کی میری یا الٰہی کب سحر ہوگی — مے نخل تمنا کو الٰہی بار ور کر دے

گذر ہوتی ہی بولا اس دکن میں سخت مشکل ہے — مری عمر دو روزہ کو مدینہ میں بسر کر دے

شب تاریک خوف موج اور گرداب حائل ہیں — لگا دے پار کشتی جرم سے تو درگزر کر دے

محبت کو چھپاؤں لاکھ چھپ سکتی نہیں لیکن — ذرا بھی درد ہو دل میں تو چشم خشک تر کر دے

خیال غیر کو آنے نہ دے کر اپنا دیوانہ — محبت میں جہاں کی میرا پتھر کا جگر کر دے

عجب کیا ہی نظام الدین محبوب رحمۃ اللہ علیہ الٰہی سا
اگر چاہے قمر کو دم میں رشک قمر کر دے

میخواروں پہ گر ساقی احسان کیا چاہے — ایسی تو پلا دے مے پیتے ہی پیا چاہے

خمخانہ حرارت سے پیمانۂ دل بھر دے — اب دیر نہ کر ساقی دیدے جو دیا چاہے

بدمست رہوں اتنا ہوش آئے نہ محشر تک — گرتا ہو تو ساقی کے قدموں پہ گرا چاہے

صندوق میں سینہ کے رکھا ہی شکستہ دل — دیتا ہوں اسے لے لے گر نذر لیا چاہے

ایک میں ہی نہیں مفلس محتاج ہی عالم سب — دے دولت عشق اپنی تو جس کو دیا چاہے

خوش بختی سے آئے ہیں وہ گھر میں قمر تیرے
دیتا ہوں دل و دیں نذر اور سر بھی خدا چاہے

الٰہی دور رہوں کب تک مدینے سے — مجھے تو موت ہی بہتر ہے ایسے جینے سے

شبیہ یار کو ہٹنے نہ دے تو سینے سے — مٹا دے زنگ گنا دل کے آبگینے سے

نبی کا نام ہے کندہ نگینۂ دل پر — لگا ہوا ہے یہ تعویذ میرے سینے سے

شمیم زلف نبیؐ سے خجل ہے مشک ختن
عرق گلاب کا شرمندہ ہے پسینے سے

یہی ہے فکر یہی آرزو کہ یثرب میں
ملے زمیں مجھے گز بھر کسی قرینے سے

کھنچی ہوئی ہے مرے دل میں یار کی تصویر
کبھی مٹے گی قیامت تلک نہ سینے سے

مئے ولائے نبیؐ دم بہ دم پلا ساقی
چھلکے گا دل نہ کبھی یہ شراب پینے سے

قمر نہیں ترے دربار کے اگر قابل
لگا ہی رہنے دے اسکو تو اپنے زینے سے

پھر کسی بت کی مرے دل کو محبت ہو گئی
پھر خدا کے گھر میں کافر کی حکومت ہو گئی

کیا عجب ہے مجھکو بستر پر نہ پائے گر اجل
درد فرقت سے نحیف و زار حالت ہو گئی

میکدہ آنے سے جس زاہد کو کل انکار تھا
شیخ جی کی میکدہ میں آج دعوت ہو گئی

میرے پہلو سے ترا اٹھنا غضب ہی کر دیا
درد دل درد جگر میں اور شدت ہو گئی

نزع کے صدموں سے مر کر بھی چھٹکارا ہوا
پھر فرشتوں سے مری تربت میں حجت ہو گئی

زندگی میں تو نہ آئے قبر پر کیوں آئے آپ
فاتحہ خوانی کو کیا آئے قیامت ہو گئی

حسرت دیدار میں مرنے کا میرے ہے ثبوت
دیکھئے نرگس مری تربت کی زینت ہو گئی

اے قمر راز محبت چھپ نہ سکتا تھا کبھی
تیری رسوائی ہوئی اُن کی بھی شہرت ہو گئی

ساقی مجھے پلوا دے اک ساغر بیہوشی
جاتی رہے ہشیاری طاری رہے بیہوشی

ساغر پہ تو ساغر دے اک جام سے کیا ہوگا
ہرگز نہ چھٹیگا میری یہ عادت مے نوشی

دکھلا کے جھلک اپنی پھر منہ نہ چھپانا تھا
پردہ مرے عصیاں کا ہو فاش نہ محشر میں

اچھی نہیں اپنوں سے اے یار یہ روپوشی
مولا تری رحمت کا ہے کام خطاپوشی

دنیا کے بکھیڑوں سے مل جائے قمر فرصت
بس یاد رہے اس کی ہو خود سے فراموشی

پھر یہ دل شوریدہ شیدا نظر آتا ہے
پھر جلوۂ جانانہ ہر جا نظر آتا ہے

سر میں تری الفت کا سودا نظر آتا ہے
ہر جا ترا سودائی رسوا نظر آتا ہے

یوں تو مری نظروں میں عالم کا تماشہ ہے
پر کوئی نہیں مجھکو تم سا نظر آتا ہے

سب کچھ نظر آئیگا گر دیکھنے والا ہو
تیرے رخ زیبا میں کیا کیا نظر آتا ہے

رہتا ہوں تصور میں ترے رخ زیبا کے
مجنوں مری نظروں میں لیلیٰ نظر آتا ہے

میرا وہ مہ خوبی عشاق کے مجمع میں
حلقہ میں مریضوں کے عیسیٰ نظر آتا ہے

انسان کی صورت میں تصویر محمدؐ ہے
صورت میں محمدؐ کی مولا نظر آتا ہے

مسجد ہو کہ مندر ہو کعبہ کہ کلیسا ہو
تیرا ہی ہر اک گھر میں جلوہ نظر آتا ہے

محبوبِ دو عالم ہیں مطلوب خلائق ہیں
اللہ کبھی محمدؐ کا شیدا نظر آتا ہے

بے وجہ قمر تیری پُر آب نہیں آنکھیں
تیروں کا نگاہوں کی کشتہ نظر آتا ہے

شمع روئے یار پر دل کس لئے پروانہ ہے
دل جلوں سے پوچھئے سوز دل عشاق کو

کیوں پھنسا گیسوئے پیچاں میں دل دیوانہ ہے
شمع کیا جانے کہ جلتا کس لئے پروانہ ہے

ہوں گدا تیری گلی کا پھر بھی مجھکو ناز ہے
آئینہ دل کا گرے زنگ خودی سے پاک ہے
ہمکو جھگڑے میں پھنسا کر کفر اور اسلام کے

سر میں میرے بس خیال شوکت شاہانہ ہے
بس خیال یار ہے غیروں سے وہ بیگانہ ہے
خود کبھی مسجد نشیں گہ ساکن بتخانہ ہے

حال ظاہر پر نگر نا زاہد و اس کے نظر
مثل پاکاں جام وحدت سے قمر مستانہ ہے

دل بیمار کسی چشم کا بیمار رہے
نگہ ناز پہ قربان ہیں ہم مدت سے
روز محشر ہو الٰہی ترے محبوب کا ساتھ
کیوں نہ ملجائے نجات ہمکو غم عالم سے

زلف مشکیں عوض رشتۂ زنار رہے
روز میثاق سے ہم جنکے پرستار رہے
ہاتھ باندھے ہوئے حاضر یہ گنہگار رہے
سایہ افگن جو تیرا سایۂ دیوار رہے

منتظر آپ کے الطاف و کرم کا ہے قمر
دن بھلے ہونگے جو مجھپر نظر یار رہے

نہاں ہے دل میں محبت حسن نظامی کی
وظیفہ ہے مرا نام خدا و نام رسول
قسم خدا کی خدا کا ہو جس پہ فضل و کرم
اسی کا میں بھی ہوں بندہ جو حق کا بندہ ہے

عیاں ہے چشم میں صورت حسن نظامی کی
زباں پہ ہے مرے مدحت حسن نظامی کی
اسی پہ ہوگی عنایت حسن نظامی کی
خدا کا عشق ہے دولت حسن نظامی کی

ولائے شیخ سے حاصل قمر ہو عشق نبی
ولائے حق ہے محبت حسن نظامی کی

دل و جاں تم پہ واروں کام ہو آنسو بہانے سے
سناؤں داستانِ ہجر اپنا سننے والے کو
ہو ابد نام تیرے واسطے سارے زمانے میں
نہ بیگا قبر میں سونے تصور آپکا ہرگز
خودی کو دور کر دے بیخودی کچھ دین پیدا کر
مرے تارِ نفس کے ساتھ وہ بھی آتا جاتا ہے

اُٹھاؤں میں نہ سر اپنا تمہارے آستانے سے
نہیں کچھ کم فسانہ میرا مجنوں کے فسانے سے
تجھے کیا ملگیا ہے خاک میں مجھکو ملانے سے
تن بیجان میں جاں آئیگی صورت دکھانے سے
خدا ملتا ہے اے زاہد خودی اپنی مٹانے سے
ہماری زندگی رہتی ہے اُنکے آنے جانے سے

نکل جائے قمر گر اپنا دم ساقی کے قدموں پر
تسلی ہو گی لگ جائیگی خاک اپنی ٹھکانے سے

اے جانِ جہاں نقاب تا کے
بر چہرۂ تو نقاب تا کے
اے خسروِ دلبراں بہ عشقت
سوزاں دلِ من بہ یادِ گیسو

من غیر نیم حجاب تا کے
با دل شدگاں حجاب تا کے
جاں سوختہ دل کباب تا کے
چوں زلف بہ پیچ و تاب تا کے

کن رحم بہ حالتِ زبونم
برخستہ قمر عتاب کے

بعشق یار خود دیوانہ باشی
چو خواہی ہم نشین یار باشی
مترس از طعنہائے خلق در عشق

بروئے شمع رو پروانہ باشی
ز ہستی وز خود بیگانہ باشی
حدیثِ عشق را افسانہ باشی

کنندت طوطیائے چشم عشاق | اگر خاکِ درِ جانانہ باشی

قمر چوں گم شوی از ہستئ خویش
بیار خویشتن ہم خانہ باشی

رباعی

اے صنم چوں آمدی در جان من | بردہ دین و دل و ایمان من
زلف تو کفرست و اسلام رخت | دین من اینست و آں ایمان من

متفرقات

زاہد ترے دل میں کوئی آیا ہی نہیں | آنکھوں میں تری نور سمایا ہی نہیں
ہے بزم سے رندونکی تو نفرت تجھکو | اس مئے کا مزا تونے تو پایا ہی نہیں

جسم و جگر دونوں نہیں

جگر خوں ہنکے آنسو کیطرح آنکھوں میں رہتا تھا | وہ نکلا منہ سے میری آہ بنکر تیری فرقت میں
جو دیکھے بعد مردن قبر میری کھولکر کوئی | نہ سینہ میں جگر ہوگا نہ ہوگی لاش تربت میں

ہے دیر میں تو کعبہ میں جلوہ تیرا | کافر ہے پرستار مسلماں شیدا
صدقہ تری آنکھوں کا بشیدت ہو نصیب | ملجائے ہر اک ذرہ میں تیرا ہی پتا

بہانے سے قضا کے وہ نظر کا تیر مارا ہے
مرے زخم دل صد چاک کو روشن کیا جس نے

جگر میں جا کے بیٹھا واہ کیا یہ تیر پیارا ہے
الٰہی تیر ہے یہ یا کوئی روشن ستارا ہے

فکر دوزخ کی ہے مجھکو اور نہ سودائے بہشت
جب تو میرا ہی تو میں خلد بریں کو کیا کروں

زاہدوں کو بیچ دوں گر میرے ہاتھ آئے بہشت
میں ترا دیوانہ ہوں زاہد ہی شیدائے بہشت

یار کی صورت ہو جن آنکھوں میں اڑ جاتی ہے نیند
مال و زر کو دیکھکر غفلت کی چھا جاتی ہے نیند

وصل کی شب عاشقوں کو کیوں نہیں آتی ہے نیند
موت سے پہلے انہیں واللہ آجاتی ہے نیند

موت کا پیغام دیتے ہیں تجھے موئے سفید
کب تلک غافل رہیگا فکر عقبیٰ سے قمر

آگیا
دل بھی زنگ معصیت سے حجر اسود ہو گیا
بار عصیاں ہے یہ تیرے حد سے بیحد ہو گیا

سروں پر جنکے سایہ تیرا محبوب الٰہی ہو
گدائی آستانہ کی اگر ملجائے کیا کہنا

انہیں خواہش ہو دولت کی نہ کچھ پروائے شاہی ہو
قمر مشہور عالم کیوں نہ از مہ تا بماہی ہو

نمیدانم کسے را من بجز آن یار دلدارم
صدائے نحن اقرب دہ بجان نحن من باشد

سراپا و شتم جوشن جنونم سینہ افگارم
بعشقت شاہ خوبان در گلو کردند زنارم

ضمیمہ

دیوان قمر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قربان تیرے نام پہ اے کردگار ہوں
معصیتوں سے اپنے بہت شرمسار ہوں

رحمٰن اور رحیم تجھے مانتے ہیں سب
افضال سرمدی کا ترے خواستگار ہوں

لطف و کرم سے تیرے توقع ہے یہ مجھے
در چھوڑ کر ترا نہ کسی در پہ خوار ہوں

یا رب بحق صاحب لولاک لطف کر
ناچیز ہوں. غلام شہِ ذی وقار ہوں

اک ایک حرف مصرع اول سے ہیں بھی آج
کا بدر فی النجوم قمر آشکار ہوں

ہے شان خداوند جہاں شان محمدؐ
جبریلؑ امیں دل سے ہیں قربان محمدؐ

ہر طرح کی ہوتی ہے مدد غیب سے اُس کی
ہوتا ہے مدینے میں جو مہمان محمدؐ

دیدار خدا ہوگا قیامت میں اُسی کو
جس کے لئے ہو جائے گا فرمان محمدؐ

کس طرح نہ ہو حضرت عیسیٰؑ پہ تفوق
مُردوں کو جلاتے ہیں غلامان محمدؐ

کیونکر نہ بلائیں گے مدینے میں قمر کو
وہ جان سے دل سے ہے ثنا خوان محمدؐ

ہے دل میں مرے الفتِ مولائے مدینہ
ہے نور احد شمع شبستانِ دل افروز
خواہش نہ کرے گلشنِ فردوس کی ہرگز
حورانِ جناں خلد بریں چھوڑ کے آئیں
سو بار بھی دیکھوں تو بڑھے شوق زیادہ
رضواں سے نہ جنت کی تمنا کروں ہرگز

کیونکر نہ پکاروں میں سدا ہائے مدینہ
ہے عرشِ معلّٰے پہ تجلّائے مدینہ
خواہان گل و نرگسِ شہلائے مدینہ
سُن پائیں اگر رنگ تماشائے مدینہ
دل سے نہ کبھی جائے تمنائے مدینہ
گر ہاتھ لگے دامنِ صحرائے مدینہ

پہنچا دے خدا گلشنِ طیبہ میں قمر کو
بیتاب ہے یہ بلبلِ شیدائے مدینہ

مالکِ لامکاں محمدؐ ہے
جانِ ہر انس جہاں محمدؐ ہے
ہند سے جلد مجھکو پہنچا دے
ہر مسلماں کے دل میں آنکھوں میں

حق کا سرّ نہاں محمدؐ ہے
آیۂ کن فکاں محمدؐ ہے
میرے مولا جہاں محمدؐ ہے
غور کیجے۔ نہاں محمدؐ ہے

چشم حق بیں سے اے قمر دیکھو
ہر بشر میں عیاں محمدؐ ہے

خانۂ دل میں وہ مہمان بنے بیٹھے ہیں
بت بھی کعبہ میں مسلمان بنے بیٹھے ہیں

درِ محبوب پہ دربان بنے بیٹھے ہیں
کفش برداریٔ خواجہ کی بدولت ہم بھی

چشم بد دور کہ سلطان بنے بیٹھے ہیں
مور تھے۔ آج سلیمان بنے بیٹھے ہیں

وعدۂ روزِ ازل دل سے بھلا بیٹھے ہیں
کل تھے محتاج طبیبوں کے مداوا کے لئے

اس لئے ہم سے وہ انجان بنے بیٹھے ہیں
آج خود عیسیٔ دوران بنے بیٹھے ہیں

شیخ جی کل تو تھے مصروف طوافِ کعبہ
آج میخانہ کے دربان بنے بیٹھے ہیں

بت پرستی میں قمر عمر تو گزری کل تک
آج کیا صاحبِ ایمان بنے بیٹھے ہیں

جب سے کہ خیالِ رخِ جانانہ ہوا ہے
یہ کعبۂ دل میرا صنم خانہ ہوا ہے

جس روز سے دل یار کا دیوانہ ہوا ہے
وہ خویش و یگانہ سے بھی بیگانہ ہوا ہے

رہتا ہے تصورِ رخ و گیسو کا شب و روز
یہ طائرِ دل قید بجز دانہ ہوا ہے

دن رات گزرتے ہیں تصوّر میں تمہارے
میرا دل ویرانہ پری خانہ ہوا ہے

کیونکر نہ ہو دل عاشقِ مضطر کا پریشاں
جب زلفِ مسلسل میں تری شانہ ہوا ہے

زیبا ترے رخسار پہ ہے غازۂ والشمس
واللیل کا گیسو میں تری شانہ ہوا ہے

مشتاقِ زیارت کو نہ تڑپایئے صاحب
صحرائے مدینہ کا یہ دیوانہ ہوا ہے

اے جوشِ جنوں تو ہی ذرا راہ نما بن
وحشت کا جہاں میں مری افسانہ ہوا ہے

لے صلِّ علیٰ فیض درِ پیرِ مغاں سے
مسجودِ ملائک مرا کاشانہ ہوا ہے

اترا نہ قمر زندگیٔ دہر پہ زنہار
لبریز تری عمر کا پیمانہ ہوا ہے

جدائی میں تری اے ماہ تاباں
کروں احوالِ دل اظہار کس سے
کرم کر مجھ غریب و ناتواں پر
مجھے اس در کے سجدے سے نہ روکو

جگر صد چاک اور دل ہے پریشاں
مرا ہے کون جز تیرے مری جاں
مری جاں میرے آقا میرے سلطاں
مرا قبلہ وہی ہے دین و ایماں

مدینے میں بُلا لیجے قمر کو
کہ ہے یہ ہند میں با چشم گریاں

نبیؐ کے دلبر و جانی محی الدین جیلانی
یہ عاصی چھوڑ کر در آپ کا شاہا کہاں جائے
تمہارے حسن کا صدقہ عنایت کچھ ادھر بھی ہو
مرے دل میں ہے مدت سے تری درگاہ عالی پہ
تمنائیں مری برآئیں صدقہ جد امجد کا
دلِ مردہ کو زندہ کیجئے صدقہ پیمبرؐ کا

علیؓ کے چشم نورانی محی الدین جیلانی
مرے محبوب سبحانی محی الدین جیلانی
مرے او ماہ کنعانی محی الدین جیلانی
تمنائے نگس رانی محی الدین جیلانی
نہ ہو مجھکو پریشانی محی الدین جیلانی
مرے او عیسیٰؑ ثانی محی الدین جیلانی

قمر کو گر میسر ہو تو اُس کا بخت یاور ہو
در والا کی دربانی محی الدین جیلانی

اچانک خواب میں دیکھوں جو میں سلطان خوباں کو
رکھوں سر اُن کے قدموں پر کروں قربان دل و جاں کو
کروں گا آتش دل تیز قبلہ بھی جلاؤں گا

بناؤں گا میں قبلہ ابروئے خمدار جاناں کو

مجھے شمع حرم ہے ساقیا تیرا رُخ روشن
پھروں اطراف میخانہ کے چوموں پائے مستاں کو

دل و جاں کر چکا نذر بتاں اب پھر یہ حسرت ہے
کوئی گاہک اگر پاؤں تو بیچوں دین و ایماں کو

نہ مجکو خوف دوزخ کا نہ جنت کی مجھے پروا
میں دیوانہ ترا ہوں کیا کروں گا حور غلماں کو

نہ کہہ رندوں کو تو کافر نہ جا مجلس میں رندوں کی
نہیں پائے گا اے واعظ! کبھی اسرار رنداں کو

قمر اشعار رندانہ ہیں اب خاموش بھی ہو جا
شکایت ہے ترے اشعار سے گبر و مسلماں کو

مجکو جام بادۂ وحدت پلا	میرے ساقی مست کیا بیخود بنا
ہوں میں مشتاق زیارت ساقیا	جلد اپنا عارض روشن دکھا
دل لئے جاتا ہی مسجد کی طرف	خضر کہتا ہے مجھے میخانہ جا
عنبر سارا سے ہوش آتا نہیں	بوئے زلف عنبریں اپنی سنگھا
تیری فرقت ہی سے دل بیتاب ہے	شربت دیدار اے ساقی پلا
آرزوئے جنت الماوے نہیں	کوچہ محبوب کی کھائی ہوا

ہجر میں تیرے قمرؔ ہے جاں بلب
شربتِ وصل اے لبِ جاں بخش لا

آنکھوں کے جھروکے سے چلے آئیے صاحب
اب ہند سے طیبہ مجھے بلوائیے صاحب
پوری نہ ہوئی اس دلِ مضطر کی تمنا
مجبور ہوں بیماریٔ عصیاں سے مسیحا
میں گردشِ افلاک سے ہوں سخت پریشاں

ہے دل مرا گھر آپ کا رہ جائیے صاحب
اک جرعہ مئے عشق سے پلوائیے صاحب
اب چشمِ کرم لطف سے فرمائیے صاحب
اس درد کا نسخہ کوئی بتلائیے صاحب
برگشتگیٔ بخت کو سلجھائیے صاحب

مفلس ہے قمرؔ آپ سے ہے اس کو توقع
کچھ بہرِ خدا لطف سے دلوائیے صاحب

دل اُس بت کے گھر میں رہا چاہتا ہے
ہے بیمار دل رحم کر او مسیحا!
گدا آپ کا سخت حسرت زدہ ہے
ہوائے مدینہ سمائی ہے سر میں
جو بیمارِ عشقِ جمالِ نبیؐ ہے
مرا دل حرارت سے فرقت کی ہر دم

کلیسا میں کعبہ بنا چاہتا ہے
وہ تجھ سے مرض کی دوا چاہتا ہے
مدینہ میں در در پھرا چاہتا ہے
مرا طائرِ دل اُڑا چاہتا ہے
طبیبوں سے کب وہ دوا چاہتا ہے
مدینے کی ٹھنڈی ہوا چاہتا ہے

قمرؔ بے وسیلہ پڑا ہند میں ہے
تمہارا سہارا لیا چاہتا ہے

کبھی تو اسطرف سرکار دیکھو
تڑپتا ہے دل بیمار دیکھو

چھپالو دامنِ رحمت میں اپنے
ستاتے ہیں مجھے اغیار دیکھو

مری کشتی بھنور میں آپڑی ہے
ذرا اسکو لگا دو پار دیکھو

حسینانِ جہاں کو کیا کروگے
مرے محبوب کا دیدار دیکھو

اُٹھا سکتا نہیں بار گراں کو
سیہ کاری کا ہے انبار دیکھو

نمایاں ہی تجلی نور حق کی
نبی کے چاند سے رخسار دیکھو

بلا لیجے مدینے میں **قمر** کو
وہ ہے رسوا سر بازار دیکھو

مرا سینہ بنا گلشن کسی کا
سمایا آنکھ میں جوبن کسی کا

مرا سینہ بنا مسکن کسی کا
نظر آیا رُخِ روشن کسی کا

ہوا کوچہ کی تیرے جسکو بھائی
نہیں بھاتا اُسے گلشن کسی کا

تمنا ہے رہے محشر میں یارب
ہمارے ہاتھ میں دامن کسی کا

نقابِ رُخ کسی کا اُٹھتے اُٹھتے
کبھی ہو جائیگا درشن کسی کا

بھروسہ کیا ہی چرخ نیلگوں کا
کسی کا دوست ہی دشمن کسی کا

تڑپتا ہے دلِ مضطر لحد میں
گزر ہوگا سرِ مدفن کسی کا

قیامت کی سحر بھی کیوں نہ ہولے
نہ چھوڑوں ہاتھ سے دامن کسی کا

کوئی ٹھکرا ہی دیتا چلتے چلتے
گزر رہتا سر مدفن کسی کا

ہمیں ہیں آپ اپنے دشمن و دوست — کوئی ہوتا نہیں دشمن کسی کا

قمر کب تک رہیگی آہ وزاری
نہ ہوگا وہ بتِ پُرفن کسی کا

در دلدار ہے شان خدائی — تری چوکھٹ ہو میری جبہ سائی
بڑھے رتبہ نہ کیوں قیصر سے میرا — کہ کرتا ہوں ترے در کی گدائی
بتا شوخی یہ تونے کس سے سیکھی — نئی ہے تیری طرزِ دل رُبائی
کوئی دیکھے یہ جرأت آئینہ کی — وہ کس سے کر رہا ہے خودنمائی
ترنّم ریز ہے بلبل چمن میں — یہ کرتی ہے تری نغمہ سرائی
ازل سے یا نبیؐ شیدا ہوں تیرا — تری الفت مرے دل میں سمائی
مری کشتی چلی ہے سوئے طوفاں — نبیؐ جی کیجئے اب ناخدائی

ترحّم یا نبیؐ حال قمر پر
مرے دردِ جگر کی ہو دوائی

پلا جامِ وحدت مدینہ کے ساقی — دکھا اپنی صورت مدینہ کے ساقی
نظامی کے ہاتھوں سے بھر کر پلا دے — شراب محبت مدینہ کے ساقی
مدینہ کو میں سر کے بل جلد پہنچوں — ہے یہ عزم و ہمت مدینہ کے ساقی
ترے زائروں کی میں خدمت کرونگا — اگر ہو گئی قسمت مدینہ کے ساقی
میں طیبہ کی گلیوں کو پلکوں سے جھاڑوں — یہ ہی شوق خدمت مدینہ کے ساقی

سراپا ہے رحمت مدینہ کے ساقی	ترے روضۂ پاک کا سبز گنبد
تجھے ماہ طلعت مدینہ کے ساقی	سناؤں گا رو رو کے افسانہ ہجر
نکل جائے حسرت مدینہ کے ساقی	بُلا لے دکن سے عرب میں قمرؔ کو

جدائی تیری اے جاناں! مجھے ہر دم رلاتی ہے
شب فرقت میں گھبرا کر لبوں پر جان آتی ہے

خیال رُخ ترا دن بھر مجھے بے چین رکھتا ہے
تری زلف معنبر کی گھٹا شب کو ستاتی ہے

تماشائے رخ گلزار کا میں جب سے شیدا ہوں
چمن بھاتا نہیں مجکو نہ بوئے گل خوش آتی ہے

مریض نرگس رعنا کی حالت کیا کہوں تجھ سے
نہ دن کو چین آتا ہے نہ شب کو نیند آتی ہے

وہ میرے دل میں رہتے ہیں مری آنکھوں میں پھرتے ہیں
ادائے دلربا اُن کی عجب جلوے دکھاتی ہے

ہوا بدنام عالم میں ترا دیوانہ و عاشق
تری الفت ابھی دیکھوں تو کیا کیا رنگ لاتی ہے

دکھائی حق نے کیا جب سے تری شکل پری پیکر
نہ دل آتا پری پر ہے نہ حور خلد بھاتی ہے

قمر! کس رشک گل کی آج گلشن میں سواری ہے
نسیم صبح اپنے میں نہیں پھولے سماتی ہے

نحیف و زار ہوں ایسا کہ جا نہیں سکتا
میں اُنکو اپنے مکاں بھی بلا نہیں سکتا

الٰہی! رحم تو کر میرے قلب نازک پر
غم فراق کا صدمہ اُٹھا نہیں سکتا

ہے خوف مجکو دل نازنیں کے دکھنے کا
میں داستان غم ان کو سُنا نہیں سکتا

وہ روبرو مرے آتے ہیں جب کبھی یارب
زباں پہ حرفِ شکایت میں لا نہیں سکتا

مکاں سے میرے جو جاتے ہو جائیے صاحب
مگر خیال تمہارا تو جا نہیں سکتا

گلاب اگرچہ کہ خوش رنگ اور نازک ہے
مگر جو بات ہے تجھ میں وہ پا نہیں سکتا

دکھایا پیر مغاں نے قمر عجب جلوہ
نظر میں اپنی کوئی اب سما نہیں سکتا

اے رحمت دو عالم مجھ سے حجاب کبتک
فرقت کا آپ کی میں بھگتوں عذاب کبتک

دل مضطرب ہے میرا دیدار کو تمہارے
جاں تیری آرزو میں ہوگی خراب کبتک

فرقت کی آگ میرے سینہ میں شعلہ زن ہے
اے خواجۂ دو عالم دل ہو کباب کبتک

رحمت کی ہیں امیدیں دربار سے تمہارے
اے بادشاہ خوباں مجھپر عتاب کبتک

رُخ سے حجاب ورئی بہر خدا اُٹھا دو
دلدادگوں سے اپنے رسمِ نقاب کبتک

پیغام اُن کو بھیجا خونِ جگر سے لکھکر
دیکھوں مرا مسیحا دے گا جواب کبتک

سبطین کا تصدق بلوائیے قمر کو
یہ ہند میں رہیگا خانہ خراب کبتک

وصل میں اُنکو حجاب دیکھئے کبتک رہے
مصحفِ رُخ پر نقاب دیکھئے کبتک رہے

زلف کا رُخ پر نقاب دیکھئے کبتک رہے
ابر میں یہ آفتاب دیکھئے کبتک رہے

دیر میں بت بے نقاب دیکھئے کبتک رہے
کعبہ کے رُخ پہ نقاب دیکھئے کبتک رہے

محفل چنگ و رباب دیکھئے کبتک رہے
دورِ شراب و کباب دیکھئے کبتک رہے

سحر رسالت مآب دیکھئے کبتک رہے
عشق میں پیچ و تاب دیکھئے کبتک رہے

آرزوئے وصل میں احمدِ بے میم کے
یوں مری مٹی خراب دیکھئے کبتک رہے

دن کو نہیں چین کچھ نیند نہیں رات بھر
دیدۂ حسرت پر آب دیکھئے کبتک رہے

زیست سے بیزار ہوں موت کا ہے انتظار
یوں ہی **قمر** پر عتاب دیکھئے کبتک رہے

جامِ وحدت پلا دیا کس نے
مست و بیخود بنا دیا کس نے

روئے زیبا دکھا دیا کس نے
اپنا شیدا بنا دیا کس نے

خانۂ دل بسا دیا کس نے
اپنا جلوا دکھا دیا کس نے

صبح بشکلِ نسیم میں آکر
شمع تربت بجھا دیا کس نے

جلوۂ حسن اپنا دکھلا کر
محوِ حیرت بنا دیا کس نے

خضر! اترا نہ اپنے جینے پر
جامِ آبِ بقا دیا کس نے

صیت کُن میں مجھے بروزِ الست
لحنِ اقرب سنا دیا کس نے

آکے کثرت میں اپنی وحدت کا
شور و غوغا مچا دیا کس نے

دیکے اک جام مجکو وحدت کا — آگ دل میں لگا دیا کس نے

قمر خستہ دل کو اے ساقی
ساغر حق نما دیا کس نے

میں ہوں تیرے واسطے روز ازل سے بیقرار — عشق کے خنجر سے تیرے ہے مرا سینہ فگار
گیسوئے پرخم کے تیرے نذر دل ہم نے کیا — اک نگاہ ناز ہو جائے شہ عالی وقار
اے شہنشاہ حسیناں جلوہ فرما ہوں حضور — خانہ دل میں نہیں ہے آپ سا کوئی نگار
ہم نے دیکھا ہے حسینان جہاں میں آپکو — ہم بھی ہیں صاحب تمہارے حسن کے آئینہ دار

خواہش فریاد ہے لیکن زباں کھلتی نہیں
ہاں قمر مضطر نہو جلدی نہ کر ہوشیار

اک جام مے پلادے خواجہ حسن نظامی — بیخود مجھے بنادے خواجہ حسن نظامی
جلوہ ترا دکھادے خواجہ حسن نظامی — حق سے مجھے ملادے خواجہ حسن نظامی
ہاں حشر تک رہوں میں مدہوش و مست و بیخود — پر کیف مے چکھادے خواجہ حسن نظامی
پھر پھر کے دربدر میں آیا ہوں تیرے در پر — تھوڑی سی مجکو جا دے خواجہ حسن نظامی
غرقاب ہو رہی ہے بحر گنہ میں کشتی — پار اسکو تو لگادے خواجہ حسن نظامی
سب بے دوا دل ہوئے ہیں چشم کرم مسیحا — اعجاز کچھ دکھادے خواجہ حسن نظامی
دل کو مزا ملا ہے تیری جراحتوں کا — تیر نظر چلادے خواجہ حسن نظامی
آیا ترے سہارے محبوب حق کے پیارے — سایہ میں اپنے جادے خواجہ حسن نظامی

جب ہے اپنا حامی پروا نہیں کسی کی
افکار سے چھڑا دے خواجہ حسن نظامی

کوچہ میں تیرے شاہا اس بینوا قمر کو
دو گز زمیں دلا دے خواجہ حسن نظامی

ہے کعبۂ دل میرا کاشانہ محمد کا
پُر ہے مے وحدت سے میخانہ محمد کا

پروانہ فدا جاں کو کیوں شمع پہ کرتا ہے
خود شمع بھی دل سے ہے پروانہ محمد کا

کعبہ کو نہ جا واعظ! طیبہ کا ارادہ کر
مسجود ملائک ہے کاشانہ محمد کا

جنت کی نہیں خواہش دوزخ کی نہیں پروا
پہنچے گا مدینہ کو دیوانہ محمد کا

اس در کی ہے دربانی خود فخر جہانبانی
ہو جائے اگر لطف شاہانہ محمد کا

جب قبر سے اٹھوں گا محشر میں غل ہوگا
سرکو۔ ہٹو۔ آتا ہے دیوانہ محمد کا

دیدار کی حسرت میں نرگس کو ہے بدخوابی
آہوئے ختن بھی ہے مستانہ محمد کا

خواجہ کے تصدق سے گردش میں رہوں میں بھی
یک بار جو مل جائے پیمانہ محمد کا

کس بات کا محشر میں ہے خوف قمر تجھکو
بندہ تو خدا کا ہے دیوانہ محمد کا

تمہاری اک نگاہ لطف اے سرکار کافی ہے
قتیل خنجر مژگاں کو یہ تلوار کافی ہے

طبیبو! شربت دینار کیا تجویز کرتے ہو
مریض عشق کو بس شربت دیدار کافی ہے

ہلال عید سے کب ہو تسلی دل کو عاشق کے
تمہارا یا محمد! ابروئے خمدار کافی ہے

قیامت میں قمر کو گرمی محشر کا کیا ڈر ہے
مدینے کی گلی کا سایۂ دیوار کافی ہے

رخسار سے پردہ کو اٹھا کیوں نہیں دیتے ‏ ‏ ‏ وہ حسن خداداد دکھا کیوں نہیں دیتے
اک جام محبت کا پلا کیوں نہیں دیتے ‏ ‏ ‏ جلوہ رخ روشن کا دکھا کیوں نہیں دیتے
ٹھکرا کے مری قبر کو اے رشک مسیحا ‏ ‏ ‏ پھر قم کی صدا کہکے جگا کیوں نہیں دیتے
اے شاہ عرب اپنا بنا کر مجھے شیدا ‏ ‏ ‏ دنیا کی طلب دل سے مٹا کیوں نہیں دیتے
سبطین کا صدقہ مجھے دریائے کرم سے ‏ ‏ ‏ اک جرعہ مے عشق پلا کیوں نہیں دیتے
اس وحشی و دیوانہ و مجنوں کو تمہارے ‏ ‏ ‏ صحرائے مدینہ ہی میں جا کیوں نہیں دیتے
ہوں گرچہ گنہگار جدائی سے ہوں بیکل ‏ ‏ ‏ بلوا کے مدینہ میں سزا کیوں نہیں دیتے
عثمانؔ علی شاہ دکن کو میرے مولا ‏ ‏ ‏ جو چاہتے ہیں ہم وہ بنا کیوں نہیں دیتے

نام اے شہ بطحیٰ یہ گنہگار قمرؔ کا
دفتر میں غلاموں کے لکھا کیوں نہیں دیتے

روشن رخ دلبر مہ انور سے نہیں کم ‏ ‏ ‏ رخسارۂ جاناں بھی گل تر سے نہیں کم
خال رخ محبوب تو اختر سے نہیں کم ‏ ‏ ‏ اور ابروئے دلدار بھی خنجر سے نہیں کم
خوں ہو کے ٹپکتا ہے جگر آنکھوں کی رہ سے ‏ ‏ ‏ یہ جوئے سرشک اپنا سمندر سے نہیں کم
کشتے تری نظروں کے تڑپتے ہیں ہزاروں ‏ ‏ ‏ نوک مژہ یار ہے نشتر سے نہیں کم
جب ان کے تبسم سے چمک جاتی ہے بجلی ‏ ‏ ‏ گویا در دنداں بھی تو گوہر سے نہیں کم
نرگس تجھے دیدار میں ہے محو نظارہ ‏ ‏ ‏ لالہ بھی جگر سوختہ اخگر سے نہیں کم
رہتا ہے تو ان کا ہی تصور مرے دل میں ‏ ‏ ‏ اب خانۂ دل اپنا یہ مندر سے نہیں کم

دم بھر میں خبر لاتا ہی محبوب کی میرے ۔ قاصد دم رفتار کبوتر سے نہیں کم

وصف دہن پاک میں خاموش قمر ہے
لعل لب جاناں مے احمر سے نہیں کم

عاشق و معشوق یزدانی ہیں آپ ۔ مالک تخت سلیمانی ہیں آپ
یا محمد شان رحمانی ہیں آپ ۔ مصدر انوار ربانی ہیں آپ
گو بظاہر شکل انسانی ہیں آپ ۔ تاجدار تخت رحمانی ہیں آپ
کل معمے دین کے حل ہو گئے ۔ کاشف اسرار پنہانی ہیں آپ
ہیں حسینان جہاں کے تاجدار ۔ نائب محبوب سبحانی ہیں آپ
یوسف مصری جو مثل ماہ ہیں ۔ فی الحقیقت ماہ کنعانی ہیں آپ

ہو قمر پر بھی عنایت یا نبی
گوہر تاج سلیمانی ہیں آپ

مرغ دل میرا شکار تیر مژگاں ہو گیا ۔ طائر جاں بھی اسیر زلف پیچاں ہو گیا
آرزوئے محمل لیلےٰ میں ہوں صحرا نورد ۔ پھول میرے حق میں بس خار مغیلاں ہو گیا
کیا ہوئے ہوش و خرد کیوں جا چلے صبر و شکیب ۔ کسکا یا رب مضطرب دل میرا مہماں ہو گیا
خنجر ناز و ادا نے کام میرا کر دیا ۔ گردن و سر آپ کا ممنون احساں ہو گیا
جاں بلب ہوں ہجر سے اب تک نہیں روز وصال ۔ زندگی یاں ہو چکی واں عہد و پیماں ہو گیا
وصل کی شب میں قمر ہم نے تماشا ہی کیا ۔ جاں تصدق ہو گئی دل اپنا قرباں ہو گیا

جینا بھی مصیبت ہے اگر یار نہیں ہے
دم اپنا نکل جائے تو دشوار نہیں ہے

ہے کون جو اس یار کا بیمار نہیں ہے
ہے کون جسے عشق کا آزار نہیں ہے

ہے کون جو دنیا میں گنہگار نہیں ہے
جو اُس بت کافر کا گرفتار نہیں ہے

ہے لطف اگر سیر چمن میں رہے دلبر
بے یار کے ہر گُل بھی کم از خار نہیں ہے

دیکھے ہیں حسین اور طرحدار بہت سے
پر کوئی محمدؐ سا طرحدار نہیں ہے

خنجر تو نہیں یہ مہ نو ہے رمضاں کا
شمشیر ہے یہ ابروئے خمدار نہیں ہے

یہ کفر کا رشتہ نہیں، ہے طوق محبت
گردن میں برہمن کی یہ زنار نہیں ہے

سب کام قمر اپنے کرو حق کے حوالے
دنیا میں کسی کا کوئی غمخوار نہیں ہے

آپ کی ہم پر نظر کچھ بھی نہیں
میری آہوں میں اثر کچھ بھی نہیں

نالۂ دل میں اثر کچھ بھی نہیں
آبروئے چشم تر کچھ بھی نہیں

جاں بلب ہے عاشق شیدا یہاں
واں مسیحا کو خبر کچھ بھی نہیں

در بدر پھرتے ہیں دنیا کے لئے
روز محشر کا خطر کچھ بھی نہیں

اشرف المخلوق کہلاتے ہیں ہم
در حقیقت ہیں ۔ مگر کچھ بھی نہیں

سر پہ ہے بار گراں منزل ہے سخت
پاس یاں زاد سفر کچھ بھی نہیں

مزرع اُخرٰے ہے یہ دنیائے دوں
ہے ثمر واں یاں ثمر کچھ بھی نہیں

ہیں لب و دنداں یہ کیا قرباں کروں
لعل و یاقوت و گہر کچھ بھی نہیں

تیرے رخساروں کے آگے جانِ من	ہستیٔ شمس و قمر کچھ بھی نہیں
فی الحقیقت موت ہی پیغامِ وصل	گور مسکن ہے یہ گھر کچھ بھی نہیں
دستگیری کیجئے خواجہ مری	ہوں سراپا بے خبر کچھ بھی نہیں

دعوئے عشق و محبت اے قمر
دردِ دل سوزِ جگر کچھ بھی نہیں

ہست رشکِ باغِ جنت روئے رخشانِ شما
ہست رشکِ مشک و سنبل زلفِ پیچانِ شما
پا بگل سروِ سہی در بوستاں استادہ است
در تمنائے قد سرو و خرامانِ شما
غمزہائے خون چکاں خونِ جگر ہا ریختہ
کارِ نشتر می کند خارِ گلستانِ شما
ماہ و خورشیدِ فلک روشن ز عکسِ ایں جمال
پُر ضیا سیارگاں از روئے تابانِ شما
آرزو دارد قمر بیند رُخِ پُر نور را
نیز در یثرب شود اے شاہ مہمانِ شما

جب شہ نے اپنی تیغ کے جوہر دکھا دیئے
تنہا ہزار لاشوں کے خرمن لگا دیئے

سرورؐ نے کر کے اہل شقاوت کو پائمال
نام و نشاں بھی اُن کے جہاں سے مٹا دیئے

چھوڑا نہ ساتھ شاہ کا انصار نے کبھی
اپنے سروں کو راہِ خدا میں کٹا دیئے

کٹوا کے سر کو اپنے جوانانِ خلد نے
دوزخ سے عاصیانِ امم کو چھڑا دیئے

ہم عاصیوں کے واسطے سب فوج و خانماں
راہ خدا میں شاہ امم نے لٹا دیئے

عباس نے جو حملہ سوئے اشقیاء کیا
لشکر کو کاٹ کشتوں کے پشتے لگا دیئے

اک قطرہ اہل بیتؑ کو پانی نہیں ملا
پہرے شقی نے نہر پہ ہر سو بٹھا دیئے

یہ داستان غم نہ رقم ہو سکی قمر
اک حرف لکھ کے سینکڑوں آنسو بہا دیئے

مصطفےٰ کی شان شان ایزدِ غفار ہے
جبرئیل اُدنےٰ سا جن کا غاشیہ بردار ہے

ہوگیا شرمندہ تیری چال سے کبک دری

کیا نرالی طرز کی شان خدار فتار ہے

نرگس و بادام کہتے ہیں زبان حال سے
کیا ہی متوالی رسیلی مست چشم یار ہے

زاہد و اتم کو مبارک مسجد و محراب ہو
سجدہ گہ میری نبیؐ کی ابروئے خمدار ہے

یا نبیؐ اکشتی ہماری آپڑی منجدھار میں
گر کرم ہو آپ کا اس پر تو بیڑا پار ہے

آپ کی دوری میں کبتک رنج و غم سہتے رہیں
اب مصیبت حد سے گزری زندگی بیکار ہے

جلد بلواؤ قمر کو ہند سے یا شاہ دیں!
بے بضاعت ہوں نہیں کچھ پاس اب سرکار ہے

ہے یاد تری اس کے سوا کام نہیں ہے
گردش ہے فلک کی مجھے آرام نہیں ہے

آفت ہے مصیبت ہے بلا ہے یہ محبت
آغاز ہے اچھا مگر انجام نہیں ہے

آشفتہ ہے دیوانہ ہے شیدا ہے مری جان
اپنے میں ترا عاشق ناکام نہیں ہے

کیا خاک ہے وہ زندگی جو یار نہ ہو پاس
وہ دل نہیں جس دل میں دل آرام نہیں ہے
دیکھا نہ ہو گر قیس کو وہ دیکھے دکن میں
مشہور قمر نام ہے گمنام نہیں ہے

ایک مدت سے ترا والہ و شیدا ہوں میں
بستۂ سلسلۂ زلف چلیپا ہوں میں
لوگ کہتے ہیں مجھے عاشق شیدا تیرا
گل رخسار پہ ہوں مست میں مثل بلبل
چشم میگوں نے تری مست کیا ہی مجھکو
بیخودی تیرے لئے رہتی ہے دن رات مجھے
ضبط کی آگ سے پکتا ہے جگر عاشق کا
کوئی ہمدرد مرا ہے نہ کوئی مونس ہے
قافلے والے گئے چھوڑ کے تنہا مجھکو

ہمہ تن آئینہ ہوں محو تماشا ہوں میں
کوبکو تیرے لئے ہند میں رسوا ہوں میں
انگلیاں اٹھتی ہیں جس راہ سے جاتا ہوں میں
اور تپ ہجر سے بیمار سراپا ہوں میں
مبتلائے اثر نرگس شہلا ہوں میں
مضطرب ہجر میں تیرے گل رعنا ہوں میں
حال دل اپنا کسی سے نہیں کہتا ہوں میں
جوش وحشت سے سدا آنسو بہاتا ہوں میں
بیکسی روتی ہے جب اشک بہاتا ہوں میں

قمر خستہ جگر کی ہے تمنا یا رب
کہ نبیؐ مجکو کہیں تجکو بلاتا ہوں میں

خانۂ دل میں چلے آئیے پیارے خواجہؒ
حیدرآباد سے آیا ہوں در والا پر

میری آنکھوں میں سما جائیے پیارے خواجہؒ
کام بگڑے ہوئے بنوائیے پیارے خواجہؒ

کوئی خالی نہیں جاتا ہے درِ دولت سے
مجھکو محروم نہ فرمائیے پیارے خواجہؒ

گرچہ ہے سلسلۂ قادریہ میں شرکت
چشتیہ فیض بھی دلوائیے پیارے خواجہؒ

میکدہ آپ کا ساقی مے آباد رہے
جرعہ اک مجھکو بھی پلوائیے پیارے خواجہؒ

آپ سے حالِ پریشاں نہیں مخفی میرا
جلد ان جھگڑوں سے چھڑوائیے پیارے خواجہؒ

گردش چرخ سے باحالِ پریشاں ہوں میں
بختِ برگشتہ کو سلجھائیے پیارے خواجہؒ

سایۂ دامنِ اقدس ہے سر پر میرے
اپنی رحمت کو بھی پھیلائیے پیارے خواجہؒ

چھوڑ دروازہ ترا جاؤں کہاں اے خواجہؒ
آرزوئیں مری بر لائیے پیارے خواجہؒ

آستانے سے غلام آپ کا ہوتا ہے جدا
سال آئندہ بھی بلوائیے پیارے خواجہؒ

کیا تعجب کہ قمر بھی ہو جہاں میں نامی
مہر و الطاف جو فرمائیے پیارے خواجہؒ

کر میرے جنازے پر اک جلوۂ رعنائی
ہے لب میں ترے ظالم اعجاز مسیحائی

کوچے میں ترے لاکھوں بسمل سے تڑپتے ہیں
کچھ تجکو خبر بھی ہے اے محوِ خود آرائی

خاکِ درِ جاناں کی تاثیر عجب دیکھی
ہے صندلِ دردِ سر اور سرمۂ بینائی

للہ دکھا دیجے اپنے رخِ روشن کو
فرقت میں چلی ہی جاں اب ہے شبِ تنہائی

اے عاشقِ مفلس سے کیا تجکو تمنا ہے
لی نذرِ دل و دیں بھی اور تاب و توانائی

ہے خاک ملی منہ پر اور چاک گریباں ہے
اس حالتِ خستہ پر ہے خلق تماشائی

فریاد کرے کس سے بیچارہ قمر اپنی
جز تیرے نہیں کوئی اے کافرِ ترسائی

یار با نام و نشاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
لا مکاں اس کا مکاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

خانۂ دل میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
میری آنکھوں میں عیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہر رگ جاں میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
جانِ جاں روح رواں تھا مجھے معلوم نہ تھا

رونق افزائے حرم ساکن کعبہ تھا وہی
بتکدہ میں بھی نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

بیخودی میں جو ہوئی جلوہ نمائی اُسکی
میں کہاں تھا وہ کہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہوش موسیٰؑ کے اُڑے جس سے جلا کوہ طور
وہ مرا سوز نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

ملک ہستی میں عدم سے جو قسم کو لایا
وہ مسیحائے زماں تھا مجھے معلوم نہ تھا

مرے قابو سے اب جاتا رہا دل
کسی کے زلف میں شاید پھنسا دل

پتا ملتا نہیں پہلو میں اس کا
نہیں معلوم کیسے کھو گیا دل

مجھے لا دے خبر کوئے صنم کی
وہاں کرتا ہے کیا بادِ صبا دل

پرائے عاشقوں سے مانگ لو تم
کرو گے کیا مرا لے کر نیا دل

جسے دیکھا ہوا مفتوں اُسی پر
اسی کا نام ہوگا باؤلا دل

مجھے بوئے کباب آتی کہیں سے
نہیں معلوم کس کا جل گیا دل

تم اس پہلی شب کی کشمکش میں
خدا جانے کہاں گر پڑا دل

ہجر احمدؐ میں ہوا چاک گریباں افسوس
کبھی سوکھا نہ میرا دیدۂ گریاں افسوس

نہیں لیتا ہی خبر رشکِ مسیحا اک بار
ہجر میں دل مرا رہتا ہی پریشان افسوس

حسرتِ جلوۂ دیدار رہی دل میں مرے
نہ ہوا ہائے کبھی وصل کا سامان افسوس

انتظار اس کا رہا تا دمِ آخر مجھ کو
واپس آیا ہی نہیں قاصدِ نادان افسوس

صورتِ یار کا ہوتا ہے کبھی مجکو خیال
صورتِ آئینہ رہجاتا ہوں حیران افسوس

ساغرِ شربتِ وصلت نہ کبھی ہاتھ آیا
ہائے پورا نہوا دل کا یہ ارمان افسوس

ہاتھ ملتا ہی رہا شوقِ زیارت میں قمرؔ
بدنصیبی کا مری ہے کہیں پایاں افسوس

پھولوں نے ہے پایا تری نازک بدنی کو
بلبل نے ہی سیکھا تری شیریں سخنی کو

خیاطِ ازل کے یدِ قدرت نے سیا ہے
تن پر ترے یہ جامۂ سبز چمنی کو

دیکھا تو کہا تیرے لبِ لال کو حقّا
کیا خوب بنایا ہے عقیقِ یمنی کو

اے بادِ صبا سوئے مدینہ جو گزر ہو
پہنچا مری تسلیم رسولِ مدنی کو

اے بارِ خدایا تری قدرت کے تصدق
کر دیتی ہی اک آن میں مفلس وہ غنی کو

محروم رہے ہند میں دیوانہ تمہارا
دیدار میسر ہو اویسِ قرنی کو

سونگھا ہو مدینے میں جو خوشبوئے محمدؐ
کب دھیان میں لاتا ہی وہ مشکِ ختنی کو

نرگس کو تری آنکھ نے مخمور بنایا
دیوانہ کیا اپنا غزالِ ختنی کو

آیا نہ عیادت کو مری رشکِ مسیحا
اب لائق یہ آیا ہے مری سینہ زنی کو

خشکی میں کٹی عمرِ عزیز آپ کی زاہد
اب آئے ہیں میخانہ میں توبہ شکنی کو

اے شاہ عرب عرضِ قمرؔ آپ سے یہ ہے
بلواؤ مدینے میں کبھی اس دکنی کو

پیا جس نے کہ پیمانہ معین الدین چشتی کا — ہوا وہ مست و دیوانہ معین الدین چشتی کا
چلو اے عاشقو اجام مئے وحدت کے پینے کو — کھلا رہتا ہے میخانہ معین الدین چشتی کا
ہزاروں عاشق و شیدا در خواجہ پہ بیٹھے ہیں — عجب ہے لطف جانانہ معین الدین چشتی کا
چلو اجمیر کو اے حور و غلماں چھوڑ کر جنت — ذرا دیکھو چلو خانہ معین الدین چشتی کا
کیا مدہوش و بیخود اک نظر میں اپنے خادم کو — ہے وہ انداز مستانہ معین الدین چشتی کا

در مقصود سے دامن قمرؔ کا کیوں نہ پر ہوگا
ہے اس پر لطف شاہانہ معین الدین چشتی کا

ہو دور میرا رنج و غم یا رحمۃ للعالمیں — ہو جائے بس مجھپر کرم یا رحمۃ للعالمیں
ہے آرزو یا چشم تر اے سید والا گہر — ہوں میری آنکھوں پر قدم یا رحمۃ للعالمیں
خاک در خیر البشر کیونکر نہ ہو کحل البصر — در آپ کا بیت الحرم یا رحمۃ للعالمیں
ماہ عجم مہر عرب شمع شبستان طرب — محبوب رب شاہ امم یا رحمۃ للعالمیں
جز تیرے پشتیباں مرا کوئی نہیں ہے دوسرا — مولا مرے حق کی قسم یا رحمۃ للعالمیں
تیرا سخی دربار ہے حاضر کوئی لاچار ہے — کان سخا بحر کرم یا رحمۃ للعالمیں
جبتک نہ دیکھوں آپکو اپنی عنایت مجھپہ ہو — نکلے نہ جانِ پر الم یا رحمۃ للعالمیں
اب ہو قمرؔ پر یا نبی چشم عنایت آپکی — کبتک رہیں یہ چشم نم یا رحمۃ للعالمیں

رباعیات

کسی کے در پہ نہ لے جا مرے مولا مجکو
مالداروں کا نہ محتاج بنانا مجکو
فضل سے اپنے کئے موئے سیاہ تونے سفید
روسیاہی سے قیامت میں بچانا مجکو

دیگر

دیکھ نہ بلبل کبھی گلشن و گلزار کو
صحنِ قفس باغ ہے مرغ گرفتار کو
وعدہ روز جزا جب کہ کیا یار نے
ہجر میں بھی وصل ہے طالب دیدار کو

قطعہ تاریخ ولادت باسعادت حضرت صاحبزادہ خواجہ حسین نظامی صاحب عمرہ

جو پیدا ہوا گھر میں خواجہ حسن مدظلہ کے
بافضال خالق حسین نظامی
وہ خواجہ کے گھر کا ہے روشن ستارا
مریدوں میں فائق حسین نظامی
وہ بھائی سنولیا کے آنکھوں کا تارا
مبارک ہو صادق حسین نظامی

۱۳ھ ۴۵

رہے مثل خورشید تابان و رخشاں
وہ خواجہ کے گھر کا حسین نظامی
نکل آئی تاریخ برجستہ دل سے
جناب معلی حسین نظامی

۱۳ھ ۴۵

متفرقات

سہرا بتقریب کتخدائی عزیزم محمد ابراہیم صاحب نظامی عرف چھوٹے میاں فرزند حضرت محمد موسیٰ صاحب قبلہ جنرل مرچنٹ سکندر آباد دکن۔ واقع ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ روز جمعہ

دلوں کو موہ لینے میں بہت مشہور ہے سہرا
کہ رونق بخش بزم انبساط و سور ہے سہرا

زباں پر سب کی ہنگام طرب کو ہے سہرا
بہت مرغوب ہے محبوب ہے منظور ہے سہرا

رخ نوشاہ ہے شمع تجلی طور ہے سہرا
ہے فردوسیں عارض نقاب حور ہے سہرا

ہے قابل دید کے نور علی نور اسکو کہتے ہیں
منور ہے رخ نوشاہ تو پرنور ہے سہرا

جگہ پائی ہے جب پھولا ہے عارض پر نوشہ کے
نہیں پھولا سماتا اس قدر مسرور ہے سہرا

رخ نوشہ پہ کب ہے بے سبب لبوں چومنا اسکا
شراب شادمانی سے بہت مخمور ہے سہرا

بندھا ہے چھوٹے میاں کے سر پہ کیا بن بنگیا خود سر
بڑا بانکا بڑا البیلا بڑا مغرور ہے سہرا

یہ جس کے سر پہ بندھتا ہے اُسے نوشاہ کہتے ہیں
خوش اقبالی میں رشک افسر فغفور ہے سہرا

سب اُسکو دیکھتے ہیں دیکھتا ہے یہ رخ نوشاہ
عجب ہے دیدبازی ناظر و منظور ہے سہرا

اسے ہمدست کرنا کیا ہی تارے توڑ لانا ہے
ہے آنکھوں میں مگر ہاتھوں سے اپنے دور ہے سہرا

جنہیں ہوتی ہی شادی کی تمنا وہ یہ کہتے ہیں
انوکھی آن ہے اس کی ہمیں منظور ہے سہرا

بوقتِ عیش و عشرت قدر و عزت کیوں نہو سکی
سپاہ رنج و غم پر فاتح و منصور ہے سہرا

سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں اسے کیا شان ہے اسکی
بڑا ہی خوش نصیب صاحب مقدور ہے سہرا

کوئی دیکھے تو مستانہ ادا ہے دلربا اسکی
بہت پی لی۔ مے بہجت نشہ میں چور ہی سہرا

نرے نظارہ رخ کے یہی تنہا اڑاتا ہے
کب اوروں کیطرح محروم اور مہجور ہی سہرا

رہیں دولہا دلہن خوش یہ دعا ہی سب اچہا کی
دعائیں سب کی سن سن کر بہت مسرور ہی سہرا

نظامی سلسلہ کا انتظام ایسا ہی محفل میں
نہایت شادی ہی ممنون ہے۔ مشکور ہے سہرا

عجب شیریں ادا ہی۔ نوش ہی حق میں محبوں کے
پئے بدخواہ نیش عقرب زنبور ہے سہرا

علامت کیوں نہ کہیئے اے قمر شادی کی سہرے کو
کہ اعلان مسرت کے لئے مامور ہے سہرا

بتقریب شادی ہمشیرہ برادرم محمد عبد الکریم صاحب نظامی خلف محمد موسی صاحب مرحوم

جنرل مرچنٹ سکندر آباد

سر نوشہ پہ بندھا ہے جو یہ پیارا سہرا
کرتا ہے عالم بالا کا نظارا سہرا

خال رخسار کی خوشبو سے بسا ہی ایسا
بن گیا رشک دہ عنبر سارا سہرا

چاند بدلی سے نکل آیا ہوا سب کو یقیں
سر پہ جس وقت کہ نوشہ نے بندھایا سہرا

جس سے اب ہے رخ نوشاہ کی زیب و زینت	یہ ہمایوں و مبارک ہو خدایا سہرا
گل عارض پہ جو نوشہ کے ملی اسکو جگہ	یہ مسرت ہوئی پھولوں نہ سمایا سہرا
سب یہ اتی یہی کہتے ہیں کہ ماشاء اللہ	واقعی ہم کو دل و جاں سے یہ بھایا سہرا

دوست تو دوست ہے دشمن کو بھی ہے دل پسند
پیارے نوشاہ کا ایسا ہے یہ پیارا سہرا

تہنیت نامۂ عید اضحیٰ

بابت ۱۳۴۸ھ

شکر للّٰہ کہ پھر عید ضحیٰ آئی ہے	آج گلدستۂ تبریک صبا لائی ہے
محفل عید کی ہر گھر میں مچی ہے ہل چل	قلب مومن پہ عجب آج خوشی چھائی ہے
روز ایثار ہے الفت کا نظارہ دیکھیں	نذر حق کے لئے حاضر سر سودائی ہے
بزم توحید سے معمور ہے میخانہ دل	ساقیا جام ادہر دے مری بن آئی ہے
رند کے ذکر سے ہوتی ہے طبیعت شاداں	زاہد خشک سے کیا کام وہ ہرجائی ہے
پیر میخانہ ترے لطف کے صدقے جاؤں	جام مے دے کہ گھٹا چار طرف چھائی ہے
مے توحید کے متوالے ہیں سارے میکش	یاد حق میں ہوں میں اور گوشہ تنہائی ہے

اے قمر وصل کی شب عید سے بہتر ہو گی
صبح جس کی بخدا صبح تمنائی ہے

ترانہ صندل شریف حضرت چیتا شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ چیتا پور
ریلوے اسٹیشن اسٹیٹ نواب ریا جنگ مرحوم واقع ۲۱۔ ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ روز دو شنبہ

دل سے اللہ والوں کو مانو — خاص بندوں کا مرتبہ جانو
آنکھیں کھولو ذرا تو پہچانو — آؤ سب آؤ اے مسلمانو

شاہ چیتا ولی کا صندل ہے

نیک دل متقی بلند خیال — برگزیدہ مزاج صدر کمال
سیدِ پاکباز نیک خصال — آج کا دن ہے یادگار جمال

آج چیتا ولی کا صندل ہے

ہاں یہیں ہے نزول فضل خدا — ہاں یہی ہے غریب کا ملجا
جھولی بھر دیں گے یہ سخی داتا — دستہ بستہ کھڑے رہو اس جا

شاہ چیتا ولی کا صندل ہے

مہبطِ فضل و منبع برکات — باعثِ لطفِ قاضی الحاجات
مایۂ افتخار صد حسنات — معدنِ خیر و مصدرِ درجات

شاہ چیتا ولی کا صندل ہے

فیض بخشی سے بھر گئی درگاہ — جوش پر ہے عطائے شاہنشاہ
جلوے کیا کیا ہیں تیرے پیش نگاہ — پڑھ قمر لا الٰہ الا اللہ

شاہ چیتا ولی کا صندل ہے

ادعیہ و نوافل لیلۃ المعراج

(۱) بعد مغرب غسل کرے۔

(۲) بعد عشا دو رکعت پڑھے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ فیل اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قریش پڑھے۔

(۳) چھ رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سات بار سورۂ اخلاص پڑھے۔ حاجات برآئیں دعا قبول ہو۔

(۴) ایک سو بار سورہ اخلاص با تسمیہ پڑھے۔

(۵) ایک ہزار بار پڑھے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ ھُوَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ مِنْ جَمِیْعِ الذُّنُوْبِ وَالْاٰثَامِ ۔

(۶) بارہ رکعت ایک سلام اور چھ قاعدوں سے پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ جو سورہ چاہے پڑھے اور بعد سلام کے ایک سو بار درود شریف ایک سو بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الخ اور ایک سو بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ پڑھ کر جس حاجت کے لئے دعا کرے انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہو۔ دعا سر بسجود ہو تو بہتر ہے اور دوسرے روز روزہ رکھے۔

(۷) اس مہینے کی کسی شب میں دس رکعت پڑھے ہر رکعت میں سورۂ کافرون ایک بار اور سورۂ اخلاص دس بار پڑھے گناہ بخشے جائیں دعا قبول ہو۔

ادعیہ و نوافل لیلۃ البرات

(۱) وقت غروب آفتاب چالیس بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم ۵
پڑھے چالیس سال کے گناہ بخشے جائیں۔

(۲) بعد مغرب غسل کرے اور دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھے ثواب بہت ہے۔

(۳) سیدھی آنکھ میں تین مرتبہ اور بائیں آنکھ میں دو مرتبہ سرمہ لگائے آنکھ درد نہ کرے
اور عبادت میں کاہلی نہ ہو۔

(۴) رکوع و سجود میں تسبیح بہت کہے۔

(۵) ایک سو بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ پڑھے۔

(۶) سورہ یٰسین ایک بار درازی عمر کی نیت سے ایک بار افزونی رزق کے
قصد سے اور ایک بار بلاؤں سے محفوظ رہنے کے ارادے سے پڑھے۔

(۷) دو ہزار بار سورہ اخلاص بسم اللہ کے ساتھ پڑھے۔

(۸) اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ وَاسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ
وَالْمُعَافَاۃَ الدَّائِمَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ جتنی دفعہ ممکن ہو پڑھے۔

(۹) گناہوں سے توبہ کرے مساجد میں جمع ہوں دعا کریں آج کی شب دعا مقبول
ہوتی ہے۔ دعا گویان نمک خواران ریاست حق دعا گوئی ادا فرمائیں
آتشبازی سے دولت کو آگ میں نہ جلائیں اپنے بچوں کو بچائیں۔

(۱۰) دو رکعت پڑہیں ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیت الکرسی ایک بار اور اخلاص پندرہ ۱۵ بار پڑہے بعد سلام ایک سو بار درود شریف پڑہے۔

(۱۱) دو رکعت ہر رکعت میں بعد فاتحہ اخلاص ایک سو مرتبہ پڑہے۔

(۱۲) چار رکعت ہر رکعت میں بعد فاتحہ اخلاص پچاس بار پڑہے

(۱۳) بارہ رکعت ہر رکعت میں بعد فاتحہ اخلاص دس بار پڑہے۔

(۱۴) پندرہ تاریخ میں روزہ رکھے۔

(۱۵) آخری جمعہ کو مغرب اور عشاء کے درمیان دو رکعت ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی ایک بار اخلاص دس بار معوذتین ایک ایک بار پڑہے انشاء اللہ تعالیٰ دنیا سے با ایمان جائے۔

ادعیہ و نوافل شہر رمضان المبارک ولیلۃ القدر

(۱) افطار کے وقت پڑہے۔ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیَ الْعَظِیْمَ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ الْعَظِیْمَ اِلَّا رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ؕ

(۲) سحر کے وقت سات بار پڑہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَالْقَائِمُ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ۔

(۳) رمضان شریف کے ہر رات دن میں دس بار پڑہے اَسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ ۳ بار سورہ اخلاص مع بسم اللہ پڑہے

(۴) ہر شب کو دو رکعت اور ہر دن میں چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص تین بار پڑھے۔

(۵) ہر جمعہ میں دس رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے

(۶) تیئیسویں شب کو سورۂ عنکبوت اور سورۂ روم پڑھے۔ اگر پڑھنا نہ جانتا ہو تو پڑھنے والے سے سُنے۔

لیلۃ القدر

(۱) نماز کی نیت سے غسل کرے (۲) دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر ایک بار۔ اخلاص تین بار ہو (۳) دو رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر ایک بار۔ اخلاص سو بار پڑھے اور بعد فراغ ایک سو بار درود شریف پڑھے (۴) دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر ایک بار اخلاص ۲۵ بار پڑھے اور بعد فراغ ایک سو بار استغفار ایک سو بار درود شریف پڑھے (۵) چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر ایک بار اخلاص ۲۷ بار پڑھے (۶) بارہ رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر تین بار اخلاص دس بار پڑھے اور بعد فراغ ایک سو بار

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھے (۷) سو رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر تین بار اخلاص دس بار پڑھے ہر دس رکعت کے بعد تسبیح پڑھے

(۸) ایک بار یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا یَا عَفُوُّ یَا غَفُوْرُ اَللّٰھُمَّ اُرْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (۹) ۱۰۰ بار سورۂ قدر پڑھے (۱۰) ایک سو بار قل ھو اللہ پڑھے اور پڑھتے وقت کسی سے بات چیت نہ کرے (۱۱) وقت سحر چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر تین بار سورۂ اخلاص پچاس بار پڑھے اور بعد فراغ سجدہ میں جا کر اکتالیس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھکر دعا مانگے

ادعیہ و نوافل عشرۂ شریف

(۱) روزانہ شب میں ایک سو بار کلمۂ توحید پڑھے۔

(۲) شب عاشورہ میں آٹھ رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورہ اخلاص ۲۵ بار پڑھے۔ بعد سلام کے ۷۰ بار درود شریف اور ۷۰ بار استغفار پڑھے خداوند تعالیٰ پڑھنے والے کو بخشے اور دل اور زبان پر حکمت کے چشمے جاری فرمائے۔

(۳) شب عاشورہ میں قریب صبح چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیت الکرسی ۳ بار سورہ اخلاص ۳ بار پڑھے بعد سلام سورہ اخلاص با تسمیہ ایک سو بار پڑھے۔ گناہ بخشے جائیں۔

(۴) روز عاشورہ صبح میں غسل کرے بعد برآمد آفتاب دو رکعت پڑھے بعد فاتحہ جو سورہ چاہے ضم کرے بیحد ثواب ہے۔

(۵) نو اور دس تاریخ میں روزہ رکھے بعد فرض روزہ کے اسکی فضیلت زیادہ ہے

(۶) روز عاشورہ سات قسم کا غلہ پکائے اور کھلائے ہر دانہ کے بدلے نیکی ملے اور اسی قدر برائی محو ہو جائے۔

(۷) روز عاشورہ ۷۰ مرتبہ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ پڑھے گناہ بخشے جائیں اولیا و مشایخ کے زمرہ میں نام لکھا جائے۔

(۸) روز عاشورہ دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص پانچ بار پڑھے بعد سلام کلمہ تمجید (۷۰) بار پڑھے قیامت تک قبر پر نور رہے۔

(۹) روز عاشورہ چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیت الکرسی تین بار سورۂ اخلاص دس بار پڑھے بعد فراغ ایک سو بار سورۂ اخلاص پڑھے گناہ بخشے جائیں بہشت عطا ہو۔

ادعیہ و نوافل آخری چہارشنبہ ماہ صفر

(۱) بعد صبح غسل کرے۔

(۲) وقت چاشت دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے اور بعد سلام کے ستر مرتبہ درود شریف پڑھے اور دعا کرے مقبول ہو

(۳) سورہ الم نشرح اسئی بار پڑہے۔

(۴) سورہ والتین اسئی بار پڑہے۔

(۵) سورہ اذا جاء اسئی بار پڑہے۔

(۶) سورہ اخلاص اسئی بار پڑہے۔

خداوند تعالیٰ اس کے پڑہنے والے کی عمر دراز کرے گا اور رزق میں برکت دیگا۔

(۷) سات آیات سلام جو سورہ یٰسین میں ہیں لکھکر پانی سے دہوکر پئے اور پلائیے

آفات ارضی و بلیات سماوی سے محفوظ رہے۔

تقریظ دیوان قمر از جناب مولانا القائی شاہ نامی کوہ سوار صاحب چشتی النظامی شاہ پوری صدر مدرس مدرسہ گوگی

کیوں نہ دیوان ہو جہاں محبوب	جس میں پنہاں ہے عز و شان محبوب
خوب لکھا قمر نے یہ دیوان	جس کا حسن ادا بیاں محبوب
بات میں بات جس نے پیدا کی	کیوں نہ ہو ایسا نکتہ داں محبوب
ہے تغزل بھی آبیاری بھی	نعت کا خاص گلستاں محبوب
خوبیاں لفظ لفظ سے ہیں عیاں	ہے یہ گلدستۂ جناں محبوب
یہ ہلالی کا فکر معنی ہے	جس میں پنہاں ہیں خم بیاں محبوب
ایک گنجینہ ہے سعادت کا	کیوں نہ ہو پھر یہ ہر زماں محبوب
غنچۂ ناشگفتہ اس میں ہیں	اس کا ہر گل ہے بوستاں محبوب
دردمنداں کی اس میں دارو ہے	ہے شفا خانۂ جہاں محبوب
اس کا ہر لفظ نشترِ جاں ہے	ڈاکٹر کا ہے امتحاں محبوب

ہم غلام حسن نظامی ہیں — کیوں نہ ہو ہم کو سب جہانِ محبوب

دل میں کیوں کر اتر نہ جائے کلام — جس کا ہر مصرعہ داستانِ محبوب

کیوں نہ مقبول عام ہوں اشعار — خلق میں جس کی ہے زبانِ محبوب

نقطے نقطے میں نکتہ سنجی ہے — حرف بھی حرف میں ہے آنِ محبوب

کیوں نہ ہوں اس کے مشتری لاکھوں — ہے یہ گلدستۂ جہانِ محبوب

سودمند اس کی کیوں نہ ہو ہر بیت — اس کا ہر غنچہ گلستانِ محبوب

آسمانِ ادب کا ہے یہ قمر — ہو نہ کیوں گنجِ شائگانِ محبوب

رطب و یابس ہے جس کا پیشِ نظر — وہ ہے دنیا میں نکتہ دانِ محبوب

ہم نے سب کا کلام دیکھا ہے — لیکن یہ ان میں بے گمانِ محبوب

کیوں نہ محبوب ہو کلام اس کا — جس کا دیواں ہے حرزِ جانِ محبوب

خوب تاریخ یہ ہوئی نامی — ہے پسندیدہ ارمغانِ محبوب

سنہ ۱۳۵۰ ہجری

قطعہ تاریخ طبع دیوان ارمغان محبوب

قطعہ تاریخ از نتائج افکار گوہر بار مداح سید المرسلین

خاتم النبیین حضور انور سیدنا و مولانا و شفیعنا حضرت محمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ الطیبین و صحابہ الطاہرین و اولیاء امتہ اجمعین

وبارک وسلم۔ جناب مولانا صوفی غوث علی شاہ صاحب خاقان بیابانی
قادری چشتی۔ اویسی۔ باسموی مقیم پوسد (برار) خلیفہ حضور
اقدس سراج العارفین حضرت سیدنا و مولانا قاضی سید
شاہ غلام افضل صاحب بیابانی قادری رفاعی مدظلہ العالی سجادہ نشین
قاضی پیٹھ شریف ضلع ورنگل (دکن)

فضل اللہ تعالیٰ سے تم نے واللہ | اندنوں خوب تصوف میں لکھا ہی دیواں
انکی مدحت لکھی ہی تحریر اسی دیواں میں | جو ہیں محبوب خدا اور رسول یزداں
جنکو کہتا ہے جہاں سرور لولاک لما | جنکو کہتا ہی جہاں بادشہ کون و مکاں
نام روشن ہی زمانے میں محمد جن کا | احمد پاک بھی کہتے ہیں جنہیں پیر و جواں
لے گئے ہیں جو سوئے عرش معلیٰ تشریف | شب معراج پئے وصل خداوند جہاں
ذات پر جن کے ہوئی ختم نبوت بیشک | شان میں جنکی ہوا عرش سے نازل قرآں
نور خلاق دو عالم ہی سراپا جن کا | لامکاں تک جو مٹا کر ہیں گئے قید مکاں
معجزے لاکھوں ہوئے جن کے قدم سے ظاہر | جن کی ٹھوکر میں ہی اعجاز مسیحائی نہاں
جنپہ پڑھتا ہے خداوند درود اطہر | جن پہ پڑھتے ہیں ملائک بھی درود دیگراں
ہے یہ ارشاد الٰہی کہ پڑھو تم بھی درود | اُن پہ لے مومنو! جنپر ہوا نازل قرآں

یعنی وہ کون؟ محمد شہ مکی مدنی
جو ہیں سلطان امم ختم رسل شاہ زماں

جنکے لاریب خلیفہ ہیں چاروں اصحاب
حضرت حیدرؓ و صدیقؓ و عمرؓ اور عثمانؓ

جنکی الفت ہی خداوند جہاں کی الفت
جنکا دیدار ہے دیدار خداوند جہاں

جنکی طاعت ہی خداوند جہاں کی طاعت
جنکا ارشاد ہے ارشاد خداوند زماں

جو ہیں ممدوح خدا خالق ہر جن و بشر
جنکی توصیف میں مخلوق کی ہی بند زباں

حمد اور منقبت پاک بھی ہی دیواں میں
فی الحقیقت ہی یہ مقبول قمر کا دیواں

جب ہوئی سال کی فکر اسکے تو فوراً مجھ سے
یہ کہا حضرت رضواں نے جناب خاقاں

حاسد دین کا سر کاٹ کے بہر تاریخ
لکھو تم خلد بریں ہے یہ قمر کا دیواں

ایضاً

حمد ہے دیوان میں اس خالق ذیجاہ کی
سرنگوں ہی جس کے در پر ہر گدا و شاہ کا

پڑھنے سے ملتا ہے اسکے معرفت کا راستہ
ہے یہ دیوان راہبر عرفان حق کی راہ کا

فکر سال طبع کی خاقان تم کو ہے اگر
کہدو ہے نور خدا دیوان ہلالی شاہ کا

ایضاً

لکھا ہے قمر نے وہ دیوان بہتر
خدا جسپہ دل اور قرباں جگر ہے

جسے سنتے ہی وجد کرتے ہیں عارف
ہر اک شعر دیوان کا وہ پر اثر ہے

ہے ہر لفظ اُس کا گل باغ جنت	ہر اک نقطہ روشن بہ شکل گہر ہے
بہ فیض ثنائے جناب محمدؐ	یہ دیوان خورشید سا جلوہ گر ہے
قلم لکھے خاقان اب سال اسکا	لکھو نور رحمت کلام قمر ہے
	۵۰ ۱۳ھ

ایضاً

ہے اس میں ثنائے جناب رسول	یہ دیواں ہے مرغوب رب زمن
ہر اک شعر اس کا ہے سلک گوہر	ہر اک صفحہ اس کا ہے رشک چمن
یہ دیوان واللہ ہے لاجواب	ثنا خواں ہیں سب اس کے اہل دکن
کہو مصرع سال خاقان تم	ہوا جلوہ گر اب قمر کا سخن
	۵۰ ۱۳ھ

ایضاً

جلوۂ نور شریعت ہے یہ دیوان قمر	رونق باغ طریقت ہے یہ دیوان قمر
معرفت کی بزم کا ہے فی الحقیقت یہ چراغ	گوہر بحر حقیقت ہے یہ دیوان قمر
ہیں معطر اسکی خوشبو سے دماغ مومنیں	واقعی گلزار جنت ہے یہ دیوان قمر
مصرع سال اسکا اے خاقان مستانہ کہو	جام گلگوں فی الحقیقت ہے یہ دیوان قمر
	۵۰ ۱۳ھ

ایضاً

سیر ہے اسکی شاد ہیں احباب	دافع رنج و غم ہے یہ دیوان

لکھو خاقان مصرع تاریخ
باب باغ ارم ہے یہ دیوان
۰ ۵ ۱۳ ھ

ایضاً

چھپ کے شائع ہو گیا ہے خوب دیوان قمر
بہر سال طبع اے خاقاں بہر اعجاز سے
مرحبا کہتا ہے ہر اک شخص اسکو دیکھکر
کہدو بحر عشق ہے لاریب دیوان قمر
۰ ۵ ھ ۱۳

ایضاً

ہر سمت رواں فیض ہے دیوان قمر کا
کہدیجئے سال اسکی اشاعت کا یہ فوراً
لاریب ہے یہ چشمۂ برکات تصوف
خاقان سر حمد ہے مشکوٰۃ تصوف
۰ ۵ ۱۳ ھ

ایضاً

میرے پیر بھائی جناب قمر کا
ہیں اشعار سب اس کے دلچسپ دلکش
پئے سال تصنیف خاقان فوراً
چھپا ہے تصوف میں یہ خوب دیوان
ہے ہر ایک صوفی کو محبوب دیوان
کہو ہے یہ بے مثل مرغوب دیوان
۳ ۱ ۱۹ ع

قطعہ تاریخ از جناب مولوی حکیم میر نادر علی صاحب نادر طبیب دواخانہ آرتی جنگ گلشن دکن

نظامی قمر کا یہ دیوان چھپا ہے
نظام قمر معدن علم خواجہ

لکھا رعد نے مصرعۂ سال ہجری	کلامِ قمر معدنِ علمِ خواجہ ۱۳ ۵ ۰ ہجری

قطعہ تاریخ از جناب مولوی میر باقر علی صاحب بابی لے فرزند حضرت سعد

دیوان قمر کا ہے یہ دیوان ہلالی	ہے مطلعِ دیوانِ قمر مطلعِ انوار
باقر نے لکھا مصرعۂ تاریخ نظامی	دیوان ہلالی قمر کا شفِ اسرار ۱۳ ۵ ۰ ھ

قطعہ تاریخ از جناب حکیم محمد شہاب الدین صاحب مددگار دواخانہ ڈاری

آفتابِ سخن کلامِ قمر	مطلع النور ہے یہ مہرِ دکن
تم بھی لکھو شہاب یہ تاریخ	یادگارِ قمر ہے موجِ سخن ۱۳ ۵ ۰ ھ

قطعات تاریخ از جناب مولوی غلام مصطفےٰ صاحب فرشی صیغہ دار تحصیل و عدالت چیتاپور پائیگاہ

کلام معتبر ڈاکٹر ہلالی شاہ	درِ فصیح قدیم و یم ادیب جدید
چو گشت طبع سن طبع خامہ فرشی	رقم نمود کہ خمخانۂ طبیب جدید ۱۳ ۴ ۰ فصلی
خوشی بیحد ہوئی فرشی کے دل کو	ہلالی شاہ نے چھاپا جو دیواں
لگی تاریخ کی کچھ فکر اُس کو	صدا ہاتف نے دی خمخانۂ جاں ۱۳ ۵ ۰ ہجری

ہے یہ دیوان معرفت فرشی اس کا خمخانہ نام رکھا ہے	ہے بظاہر کلام رندانہ کہدو تاریخ جام خمخانہ ۱۳ ھ افصلی

قطعہ تاریخ فصلی و ہجری از مولوی شیخ احمد صاحب شیدا افتخاری دبیجی منشی ٹپہ خانہ سرکار عالی رانی سانور گاؤں ضلع پربہنی علاقہ حیدرآباد دکن

بلالی شاہ کا دیوان معرفت جو چھپا اسے کلام فصیح و بلیغ کہتے ہیں اسی میں درج ہیں سارے رموز عرفانی اسی کا نام ہے دریائے عشق بے پایاں خلاصہ یہ ہے کہ کوزہ میں ایک دریا ہے	کھلا ہے رمز حقیقت کا راز یا فتاح اسی سے شعر و سخن کی بھی ہو گی اب اصلاح اسی کے پڑھنے سے عارف کی ہو گی خوش ارواح اسی کی کشتی چلانے کو چاہیئے ملاح کتاب کیا ہے کہ ہے ایک دفتر سیاح

سن طبع کہا شیدا نے ہجری و فصلی
کہ ہے یہ نظم رفیع اور ساغر سیاح
۱۳۵۰ ھ ۱۳۴۰ فصلی

کلام قمر شاعر نکتہ داں رموز محبت کا ضامن ہے یہ کہا جب تو شیدا نے سال طبع	ہے عرفان والوں کے دل کا خلیل ہے قانون الفت کا گویا کفیل یہ ہے اوج روشن چراغ جمیل ۱۸۵۳ شک

قطعہ تاریخ از مولوی محمد ابراہیم صاحب نظامی اکسیر تاجر از رنجہول جاگیر ضلع بیدر شریف

مداح ہیں سخنور مسرور ہیں تمامی
شکر خدا سلامت میخانۂ نظامی

دیوان تھا مکمل تاریخ طبع پوچھی
ہاتف نے دی ندا یہ داد قمر نظامی
۱۳۵۰ ہجری

نخل امید آج بر آیا ہے اے عالی گہر
شاد ہیں جملہ سخنور سن کے مژدہ ذی اثر

اتفاقاً جب گری دیوان پر اپنی نظر
ڈاکٹر صاحب کی محنت کا ہو دلپر اثر

مصرعۂ تاریخ لکھنے کا ہوا فوراً خیال
غور میں کرتا رہا معدوم تھی عقل بشر

سال مطبوع کیلئے ہاتف سے پوچھا باادب
کہدیا اکسیر لکھدے رہبر ثاقب قمر
۱۳۵۰ ہجری

قطعۂ تاریخ از جناب مولوی ممتاز احمد صاحب تاباں مجددی حیدرآباد دکن

صبحدم آئی جب نسیم سحر
لائی ہمراہ ایک تازہ اثر

اس کی آمد سے باغ باغ ہوا
دل بیتاب شادماں ہو کر

فرحت انگیز اس کی آمد تھی
کھل گئے جس سے غنچہائے شجر

یوں ادا سے کہا کہ اے تاباں
بیٹھے کیا ہو تمہیں ہے کچھ بھی خبر

کس کی شہرت ہے آج دنیا میں | ہے یہ کس کا کلام بار آور
کس کا مداح یہ زمانہ ہے | تاج شہرت کا کس کے ہے سر پر
ہے معطر مشام جاں جس سے | کس چمن میں کھلا ہے وہ گُل تر
در شہوار میں کہوں جس کو | یا کہوں تاج خسروی کا گُہر
گفتگو نا تمام باقی تھی | کہ یکایک ہوا صبا کا گذر
اس نے بھی کی نسیم کی تصدیق | اور سنایا مجھے کلام قمر
میں نے پوچھا کہ اسم تاریخی | کیا ہے اس کی بھی کچھ تجھے ہے خبر
حرف بیجا کو چھوڑ کر یہ کہا | گلشن نعت ہے کلام قمر

عالم میں قمر کی مچگئی دھوم | جب طبع ہوا کلام مرغوب
محبوب جو ہے سخن یہ تاباں | تاریخ ہے ارمغان محبوب
١٣٠٥ ہجری

قطعہ تاریخ از حضرت مولانا سید مہدی بادشاہ صاحب قادری حسنی الحسینی
کلاہ پوش زریں ساکن حیدرآباد دکن بازار نور خاں کان اللہ لہٗ

رسول اللہ کے عاشق جو ہوں بندے خدا کے | رموز نعت احمد ہے سمجھکر دیکھکر لے
زہے قسمت مصنف کے طفیل نعت احمد ہی | ہوئی تصنیف تو مقبول قمرالدین کی کہدے
١٣٠٥ھ

قطعہ تاریخ طبع از جناب مولوی سید اعظم اللہ حسینی صاحب اطہر - وکیل

ہلالی شاہ نے لکھے قصائد نعت میں عمدہ | چمکتے ہیں ستاروں میں وہ مثل ماہ کامل

سن ہجری میں اطہر نے لکھی تاریخ یہ اسکی
چھپا دیوان قمر الدین ہلالی شاہ کامل عصر ۱۳۱۵ ہجری

ہلالی شاہ کا دیوان دیکھو
سن ہجری میں تو کہدی صاف اطہر
قصائد نعت میں لکھے ہیں اچھے
چھپی نظم قمر تاریخ کہدے
۱۳۱۵ ہجری

قطعۂ تاریخ از مولوی سید خواجہ محی الدین صاحب چشتی النظامی ذہین

ناظم ملت ہلالی شاہ کا
آپ کی شان معلی بے مثال
معرفت کا ہے خزانہ شعر میں
روز روشن آپ کا حسن بیاں
کہہ سن ہجری ادب سے اے ذہین
نام نامی ہے دکن میں مثل مہر
ہیں سمیع الملک اور روشن ضمیر
لے رہا ہے درس ہر برنا و پیر
ہر غزل دیوان کی ہے مہر منیر
چھپ گیا ہے کیا کلام بے نظیر
۱۳۱۵ھ

قطعۂ تاریخ از جناب مولوی شیخ عبد الجلیل صاحب مسرور پنشنر صدر مدرس مصنف دیوان مسرور متوطن تعلقہ باسم ضلع اکولہ برار

قمر صاحب وہ دیوان تم نے لکھا
وہ اب چھپکر ہوا ہے جلوہ آرا
ڈھلے ہیں نور کے سانچے میں مضموں
غزل لکھی ہی کوئی عاشقانہ
ہے اسکی نظم پر صدقہ بلاغت
تمہیں ہو ناظم نظم مرصع
تمہیں ہو حاکم ملک معانی
تمہیں ہو کان بلاغت کے گہر ہو
کہ جس کا ہر کس و ناکس ہی شیدا
جسے چشم فلک نے بھی نہ دیکھا
ہے اس کا لفظ ہر اک دُرّ مکنوں
مضامیں ہیں کسی کے عارفانہ
ہے اس کی نثر پر قرباں فصاحت
تمہیں ہو ناثر نثر مسجع
تمہیں ہو قادر معجز بیانی
تمہیں چرخ فصاحت کے قمر ہو

ہتھیں اشعار گوئی میں ہو یکتا	ہتھیں دعوائے اُستادی ہے زیبا
وہ ہے دلچسپ اس دیوان کا مضمون	جو دیکھیگا تو ہو جائیگا مفتون
یہی مسرور ہے تاریخ انسب	ہوا جب نعت میں دیوان مرتب
	۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ منجانب خطیب مولوی شیخ عبدالرسول صاحب المتخلص بہ فرحان ہیڈ ماسٹر پنشن خوار از باسم ضلع اکولہ برار

دیوان قمر کیا ہے گنجینۂ رحمت ہے	ہر شعر میں اک وصف سلطان رسالت ہے
ہر ایک سطر میں ہے خوشبوئے گل تازہ	دیوان کا ہر صفحہ گلدستۂ جنت ہے
ہے تذکرہ احمد اس میں یہی باعث ہے	ہر سمت زمانہ میں دیوان کی شہرت ہے
الفاظ کی شوکت پر معنی کی نزاکت پر	حیران فصاحت ہے قربان بلاغت ہے
فرحان نے کیا موزوں یوں مصرعہ تاریخی	دیوان قمر کا بھی دریائے کرامت ہے
	۱۳۰۵ھ

دیگر

قمر نے خوب لکھا ہے یہ دیوان	مضامیں ہیں مصفا و مرصع
ہوا تاریخ کا جویاں جو فرحان	تو ہاتف نے کہا۔ خوشدل مرقع
	۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ از ابوالمکارم محمد مشائخ صاحب عارف خلف مولوی محمد خواجہ صاحب وکیل جیتاپور

عرفان کا اسمیں ہے بیان مرغوب	ظاہر ہے ہر اک شعر سے شان مطلوب
عارف سے یہی ہاتف غیبی نے کہا	دیوان قمر ہے ارمغان محبوب
	۱۳۰۵ ہجری

۷۸۶

اکسیر نظامی

مرتبہ حکیم اعظم مسیح الملک اوّل ڈاکٹر محمد قمر الدین صاحب قمر

ایل۔ ایم۔ پی۔ اینڈ۔ ایم۔ ڈی دہلالی شاہ چشتی النظامی القادری

الشاذلی الرفاعی) ناظم جماعت سلسلہ نظامیہ دکن

یہ دوا معدہ کے کل امراض کے لئے مفید ہے اور امراض جگر کے لئے اکسیر ہے۔ نیز امراض ذیل میں طلسمی اثر دکھاتی ہے۔ ہیضہ۔ بدہضمی۔ اسہال۔ باؤ گولہ۔ متلی۔ درد سر۔ نفخ شکم۔ درد جگر و امعا اور اختلاج قلب وغیرہ میں بحد مفید ثابت ہوئی ہے۔

قیمت ۸ ؍ رعہ علاوہ محصول ڈاک

خوراک ایک ماشہ تازہ پانی کے ساتھ دن میں تین بار استعمال کیجائے

ملنے کا پتہ

کارخانہ حبیب اینڈ برادرس بیرون دبیر پورہ متصل مسجد غوثیہ مکان نمبری ۴۸۴۴ امینجر مخلص نظامی حیدرآباد دکن